رحمتہ اللہ علیہ

شاہِ فخر الفقر موہڑوی

مؤلف

باغ علی زاہدی

خلیفہء مجاز مرکزی دربارِ عالیہ موہڑہ شریف

نظرِ ثانی ترتیب و تزئین

مظہر صابری

ایڈیٹر ماہنامہ ''انوارِ موہڑہ شریف''

باہتمام

الفاروق اسلامک اکیڈمی آف شریعہ اینڈ سائنسز

زاہد آباد شریف ترنول پشاور روڈ اسلام آباد

الکریم پبلی کیشنز' اسلام آباد۔ فون 0300-6062699

ناشر	:	الکریم پبلی کیشنز، اسلام آباد
نام کتاب	:	''شاہِ فخر الفقر موہڑویؒ''
مؤلف	:	باغ علی زاہدی
تزئین و آرائش	:	مظہر صابری
کمپوزنگ	:	میٹرکس کمپوزرز 0300-5211201
قیمت	:	روپے
مطبع	:	شفیق احمد شاکر پریس لاہور

انتساب

آقائے درویشاں ۔پیر کاملاں۔ خواجہ خواجگان امام الصابرین حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب غریب النواز موہڑویؒ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ منسوب کرتا ہوں۔ جن کی دعاؤں سے خادمان موہڑوی میں اتحاد و یگانگت قائم ہوئی اور میں قلم اٹھانے کے قابل ہوا۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے اللہ سے ملا دیتے ہیں

باغ علی زاہدیؔ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّم

فہرست

حمد باری تعالیٰ

جس جا نظر یہ جائے تجھ کو ضرور دیکھوں
ہر ذرّے میں جہاں کے تیرا ہی نور دیکھوں
میں کو مٹا کے جب بھی دیکھوں جو اپنی ہستی
اندر کلیم پاؤں، اندر ہی طُور دیکھوں
نظروں کو تُو نے جب سے وسعت کا نُور بخشا
کبھی میں-شعور دیکھوں، کبھی لاشعور دیکھوں
تیرے جلووں کی نظر کو ایسی ہوئی ہے عادت
غنچے کبھی میں دیکھو ں کبھی ڈالی بور دیکھوں
دے قوتیں تو ایسی کہ آنکھوں کو بند کر کے
خود کو اے میرے مولا تیرے حضور دیکھوں
سانسوں میں اللہ ہو کی مالا رہے سلامت
اس دل کی دھڑکنوں میں تیرا ظہور دیکھوں
یوں ذرّے کی حقیقت کو مظہرؔ ذرا سا سمجھا
قطرے سے پیدا انس سے جاری بحور دیکھوں

مظہر صابری

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

جب بنائی تیری صورت پھر وہی اچھی لگی
ہر ادا تیری خدا کو یا نبی اچھی لگی

کیوں نہ بنتی اک نمونہ ساری دنیا کے لئے
خالق اکبر کو تیری زندگی اچھی لگی

تیرے دندان مبارک سے جو چلتی تھی ضیاء
نور مہر و ماہ سے وہ روشنی اچھی لگی

سارے بندوں میں زیادہ تیرے معبود کو
یا رسول اللہ تیری بندگی اچھی لگی

تیری خاطر سانپ سے ڈسوا لیا صدیق نے
عاشقوں کو ان کی طرز عاشقی اچھی لگی

ن نماز عصر حیدر نے قضا تیرے لئے
رب تعالٰی کو علی کی وہ ادا اچھی لگی

نعتیں کونین کی ساری ہیں اچھی ریاض
مجھ کو نعتیں مصطفٰی کے عشق کی اچھی لگی

منقبت موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ مٹ سکتا نہیں ہرگز زمانے کے مٹانے سے
وہ انساں جس کو نسبت ہے تمہارے آستانے سے

سنا ہے جو بھی آتا ہے تمہارے آستانے سے
اسے فرصت کبھی ملتی نہیں ہے مسکرانے سے

تمہارا در تمہارا گھر بھی تکمیل تمنا ہے
دیوانہ کہہ رہا ہے آج بھی سارے زمانے سے

وہ چاہے ہند کی ہو یا ہو پاکستان کی آقا
کوئی سرحد نہ روکے گی تمہارے در پہ آنے سے

کسی ارمان کی اب دل میں گنجائش نہیں باقی
وہ دولت مل گئی ہے مجھ کو قاسم کے گھرانے سے

مجھے جو کچھ بھی کہنا ہے کہوں گا آپ سے آ کر
کسی سے فائدہ کیا حال دل اپنا سنانے سے

اسی کا نام شائد ذوق تکمیل عقیدت ہو
خوشی محسوس ہوتی ہے تمہارے پاس آنے سے

کرے گا رشک وہ تا زندگی اپنے مقدر پر
جسے تم سے عقیدت ہے تمہارے آستانے سے

ذرا ٹھہرو مجھے تم روضۂ قاسم پہ جانے دو
نہ روکو ساتھیو مجھکو مقدر آزمانے سے

مزہ جب ہے کہ گزرے زندگی اس آستانے پر
بڑی تکلیف ہوتی ہے یہاں پر آ کے جانے سے

سرور خستہ جاں پر بھی نگاہ مہر ہو آقا
تمہارا نام لے کر جی رہا ہے اک زمانے سے

ڈاکٹر شجاعت حسین سُرور
قصبہ کیمری ضلع رامپور انڈیا

اعلیٰ حضرت فخر قاسم، مجد دملت، قیوم وقت، عالمی مبلغ اسلام

جناب پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب مدظلہ العالیٰ

سجادہ نشین اعلیٰ مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف کے تاثرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ الذی انزل کتابہ المبین ھدا یتہ العالمین و نور اللمومنین و صحبتہ للسالکین و حجتہ علی خلق اللہ اجمعین ام بعد

مجھے اس کتاب بعنوان (شاہ فخر الفقر موہڑوی) سوانح حیات حضور غوث زماں قطب دوراں چراغ بزم سالکاں خواجہ محمد قاسم صادق کیانی بانی و والی موہڑہ شریف کو پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ اللہ کریم خلیفہ صوفی باغ علی زاہدی صاحب کے اس عشق و محبت کے گلدستہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ میری نظر سے سینکڑوں کتب موہڑہ شریف کے حوالے سے گذریں۔ جن کو پڑھ کر میری معلوماتی کسوٹی تشنہ کام رہی۔ میں خود کئی سالوں سے برصغیر کے اس عظیم دینی و روحانی شخصیت کی سوانح حیات مکمل نہ کر سکا۔ خلیفہ صوفی باغ علی زاہدیؔ صاحب کی اس سعیٔ جمیلہ نے جویان حق کی کچھ نہ کچھ تشفی فرما دی ہے۔ یہ ایک عظیم کام تھا۔ رب کریم کا صوفی باغ علی زاہدیؔ پر کرم ہوا، مرشد اعظم کی خصوصی توجہ ہوئی۔ پہلا موقع ہے کچھ نہ کچھ کمی

ہوگی۔ جو انشاء اللہ آئندہ پوری کر دی جائے گی۔ میرے نزدیک مبارک ہیں وہ لوگ جو پاکان امت کی دینی خدمات پر کچھ لکھتے ہیں۔ صد مبارک ہے ان اہل قلم کو، دانشوروں کو، ادیبوں کو، جن کے قلم نے اس خوفناک دور میں اس نظام کو جاری رکھا اور ناواقف لوگوں کو حقیقی راہ کی نشاندہی کرائی۔ صوفی باغ علی زاہدی صاحب خصوصی طور پر اس کے مستحق ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے صدقہ رسول کریم ﷺ کے پاکان امت کی خصوصی توجہ سے اتنا بڑا کام کرنے کی توفیق بخشی۔ دعا ہے کہ مولائے کریم ان کی یہ سعیٔ جمیلہ اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور آخرت کی سرخروئی کا وسیلہ بنائے۔

امین یا رب العالمین!

دعاگو

پیر اولیاء بادشاہ فاروق

سجادہ نشین اعلیٰ مرکزی دربار عالیہ

موہڑہ شریف (کوہ مری)

حضرت علامہ عبدالمجید صاحب (نامزد امیر کارواں موہڑہ شریف)

خطیب جامع مسجد نقشبندیہ کٹاریاں

خادم اعظم دربار عالیہ گھمکول شریف (کوہاٹ) کا مکتوب

دنیا ایک گزرگاہ ہے۔ انسانیت کے قافلے اس پر سے پیہم گزر رہے ہیں۔ پوری زندگی ایک مسلسل سفر ہے۔ ہر انسان مسافر ہے۔ اور چار و ناچار زندگی کا سفر سبھی کو طے کرنا ہے۔ مسافر اپنے سفر کے لئے زاد راہ کی فکر کرتا ہے۔ بغیر زاد راہ کے سفر کرنے والا طرح طرح کی مشکلوں سے دوچار ہوتا ہے۔ اہل علم حضرات نے اسلاف کی تعلیمات کی جمع تدوین مسلمانوں کا عظیم کارنامہ ہے۔ جس کی مثال کو امت یا قوم پیش نہیں کر سکتی۔ یہ ایک علمی کارنامہ ہے جس پر امت مسلمہ جتنا فخر کرے کم ہے۔

ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ یہ ہے کہ وہ اسلاف کے ایک ایک قول وفعل کو حرف جاں بنائے۔ اور اس کی روشنی میں اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی کو سنوارے۔ موجودہ زمانے میں جب کہ دین سے بے رغبتی عام ہے اور ایک عام شخص کو اپنی بے پناہ مصروفیات کے پیش نظر ضخیم کتابوں کا مطالعہ کرنے یا ان سے استفادہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ یہ وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ اسلاف کا ایسا ہلکا پھلکا مجموعہ تیار کیا جائے۔ جس کو ایک طرف قلیل وقت میں پڑھا جا سکے۔ دوسری

طرف عملی زندگی میں اس سے مکمل راہنمائی مل سکے۔

وقت کی اس اہم ضرورت کے پیش نظر مؤلف خادم دربار عالیہ موہڑہ شریف جناب باغ علی زاہدیؔ صاحب کی ان تھک شب و روز کی کاوش اور لگن کا یہ ثمر ''شاہِ فخر الفقر'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جسے پڑھ کر نہ صرف منزل کا پتہ چلتا ہے بلکہ منزل پر پہنچنے کا عزم بھی بیدار ہوتا ہے۔

مؤلف محترم نے جس سلیقہ سے اس مجموعہ کو مرتب کیا ہے اور جس موثر طریقہ سے اس کو پیش کیا ہے یہ انکا ہی حصہ ہے۔

اس مجموعہ کو خالص تربیتی نقطہ نظر سے مرتب کیا گیا ہے۔ جو حضرات مختصر وقت میں آسان عام فہم انداز میں گوہر نایاب' جواہرات انمول سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے انشا اللہ یہ مجموعہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ خداوند کریم مؤلف محترم کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اس کاوش کو ان کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

نیاز مند

عبدالمجید

خادم دربار عالیہ موہڑہ شریف وگھمکول شریف

پیش لفظ

اے ہمارے رب! ہم پر اپنی بے پایاں رحمت کا نزول فرما اور ہمارے ہر کام میں ہماری رہنمائی فرما۔ یوں تو ہر سادہ کم علم ان پڑھ مسلمان بھی اس کو ازبر کئے ہوئے ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ مگر اس کی افادیت کو سمجھنے اور عملی جامہ پہنانے سے زیادہ قاصر ہی رہے ہیں۔ بھوکا رہنا بھی اچھی عادت ہے۔ مگر روزہ کی نیت رکھ کر صبح سے شام تک بھوکا رہنا ثواب کثیر بھی ہے اور مقربان الٰہی میں بھی شمار ہوگا۔ گو کہ بظاہر کوئی فرق محسوس نہ ہوگا۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ روزہ رکھنا بھی آدھی طریقت ہے۔ مسلمان کی شان، پہچان، اللہ کا فرمان، پاک قرآن ہے۔ جسے پڑھنا، سمجھنا اور عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازمی امر تو ہے۔ مگر کم علمی، دنیا سے گہری وابستگی اور مصروفیت کے پیش نظر اس سرمایہ حقیقی سے بے رغبی برتی جارہی ہے۔ البتہ ان نفوس قدسیہ نے جنہوں نے تزکیہ نفس کا درس آقائے نامدار احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے حاصل کیا۔ اصحاب صفہ کہلائے اس سلسلہ کے روشن چراغ ہر دور میں جلتے رہے۔ اور امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے شب وروز کی محنت و کاوش سے تگ و دو جاری رہی۔ ہر چند مختلف گلہائے رنگا رنگ بنام نقشبندی، قادری، سہروردی، چشتی فیوض و برکات کے چشمے رواں دواں رہے۔ ان میں سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کے

روشن چراغ بانی موہڑہ شریف ، شاہِ فخر الفقر، ناز الفقر ، حیاتِ الفقر ، سلطان الفقر ، دائم الفقر کی یاد میں لکھی جانے والی کتاب "بعنوان شاہ فخر الفقر موہڑوی" کا بیان کرنے سے پیشتر زبدۃ العارفین ابو الحسن سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ کی تصوف کی لازوال شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب کا بیاں نقل کرنا باعث فخر سمجھتا ہوں۔ آپ نے عربی میں تحریر فرمایا جس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

"اے پروردگار ہم پر اپنی بے پایاں رحمت نازل فرما اور ہمارے ہر کام میں ہماری راہنمائی فرما۔ آمین۔"

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے اپنے دوستوں کے لئے عالم ملکوت کے راز آشکارا کر دیے۔ اپنے برگزیدہ بندوں پر عالم جبروت کے بھید کھول دئے۔ اور اپنے جلال کی تلوار سے اپنے عاشقوں کا خون بہایا۔ اور اپنے عارفوں کے دل کو اپنے وصال کی لذت کا مزہ چکھایا۔ وہی اپنی بے نیازی اور کبریائی کے انوار سے دلوں کی مردہ زمین کو زندگی بخشنے والا اور اپنے مقدس ناموں اور معرفت کی روح پرور خوشبو سے نشوونما دینے والا ہے۔ اور اس کے رسولؐ ، انکی آل، ان کے اصحاب اور ان کی ازواج مطہرات پر ہمیشہ اس کی رحمتوں کا نزول ہو۔"

چونکہ یہ کتاب راہ حق کے مسافر، امر حق کی شرح کی تفصیل اور بشریت کے حجابات کی منازل کا بیان ہے۔ لہٰذا موزوں نام "شاہ فخر الفقر موہڑوی" کا انتخاب کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کہ **الفقر فخری** کے مصداق بھی یہی لوگ ہیں۔ اصحاب صفہ کے جانشین ، اہل اور حقدار یہی ہیں۔ جن کی بدولت گم گشتہ راہ عوام کو راہ ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا کر گوہر نایاب حاصل کروایا۔

کتاب لکھنا میرے جیسے کم علم ، ناقص العقل شخص کا کام ہرگز نہ تھا۔ مگر این سعادت بزور بازو نیست کے مصداق سرکارؒ کی توجہ کا ثمر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

خدا کرے یہ کاوش میری دلی محبت کا ثمر بنے۔ میرے لئے یہ ذریعہ نجات اور توشہ ، آخرت ثابت ہو۔ بندہ نے ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جناب رہبر شریعت و طریقت ، واقف رموز حقیقت و معرفت ، مبلغ اسلام جناب الحاج پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب دامت برکاتہم القدسیہ سے اجازت طلب فرمائی جو کہ آپ نے مرحمت فرمائی۔ یہ انکی کرم نوازی اور کمال شفقت کا نتیجہ ہے کہ مجھ جیسے کم علم آدمی کو بلند حوصلہ ملا اور چند سطور لکھنے کی توفیق ملی۔ کہ اتنے بڑے عظیم المرتبت شہنشاہ فقر کی شان بیاں کرنے کا عزم صمیم کر لیا۔ یہ توفیق من جانب اللہ اور توفیق الٰہی ہے ورنہ بندہ کو اپنی کم ہمتی ، کم حوصلگی ، کم علمی کا ادراک علم ہے۔

جب انسان خدا کا اطاعت گزار بندہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں زیادہ قوت اور طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اس طرح تمام حالات میں اسکی ہر قسم کی حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کے افعال بن جاتے ہیں بس توفیق ہی اس قوت کا نام ہے جس کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔

کتاب میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ کہ مصدقہ روایات کو نقل کیا جائے۔ مگر بشری کمزوری کی بنا پر عین ممکن ہے کہیں کہیں سہواً غلطی رہ گئی ہو۔ تو اہل علم حضرات اور پیر بھائیوں سے گزارش ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے مؤلف / الکریم پبلی کیشنز کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کو درست کیا جا سکے۔

کوشش کی گئی ہے کہ اولیائے عظام، بزرگان دین خصوصاً بابا جی قاسم موہڑویؒ، حضور غریب النواز موہڑویؒ اورامام العارفین حضرت پیر آفتاب احمد قاسمیؒ کی

عملی زندگی کو شایانِ شان انداز میں پیش کیا جائے۔

امید واثق ہے کہ اولیاء اللہ کی پہچان اور شہرت کی طرح یہ کتاب بھی قبول عام حاصل کرے گی۔

میں یہاں زبدۃ العارفین ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش ؒ کی شہرہ آفاق کتاب کشف المحجوب کی تحریر رقم کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں آپ ؒ نے فرمایا ہے کہ

> اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر اپنے نور کا پرتو ڈال کر اسے روشن کر دیا۔ پس یہ حجاب ظلماتی عالم ناسوت میں خود اس کے اپنے مزاج کی وجہ سے واقع ہوا ہے اور اس کی طبیعت اور عقل کی وجہ سے ہے۔ جو اس سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اسمیں تصرف کرتی ہے۔ اس لئے اس نے جہالت پر اکتفا کیا۔ اور حق نے اس حجاب کو اپنے لئے دل و جان سے خرید لیا۔ لہٰذا وہ کشف کے جمال سے بے خبر اور اسرار الٰہی سے روگردانی کرتے ہوئے حیوانات کے مقام پر آرام کیے ہوئے اور اپنی نجات کے مقام سے راہ فرار کئے ہوئے ہے۔ اس نے نہ تو توحید الٰہی کی بو سونگھی نہ جمال احدیت کا دیدار کیا۔ اور نہ ہی توحید کا مزہ چکھا۔ وہ ترکیب عناصر کی وجہ سے مشاہدہِ حق کی تحقیق سے عاجز اور دنیا کے لالچ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سے روگرداں ہو گیا ہے۔ اور حیوانی خواہشات نے حیاتِ ربانی کے بغیر اس کے نفس ناطقہ کو اس قدر مغلوب کر دیا کہ اس کی تمام حرکات اور جستجو حیوانات کی سی ہو گئی یہاں تک کہ وہ اب

> کھانے، سونے اور نفسانی خواہشات کی تابعداری کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو ان تمام باتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ انہیں اس حال میں چھوڑ دیجیے کہ وہ کھائیں اور زندگی کے اسباب سے فائدہ اٹھائیں اور دنیا کی خواہشات انہیں غفلت میں مبتلا کر دے۔ پھر عنقریب انکو سب حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے دوستوں نے کھانا، سونا ترک کر دیا۔

نفسانی خواہشات کو ختم کر کے دنیا سے منہ موڑ کر کنارہ کشی کرنے والے ہمارے پیر و مرشد لاثانی خواجہ خواجگان خواجہ پیر محمد قاسم صادق موہڑوی ؒ ہیں۔ ان کے حالات و واقعات اور کشف و کرامات قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ خدا میری اس کاوش کو اپنے حبیب کے صدقے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

احقر

باغ علی زاھدی

خلیفہ مجاز مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف

(کوہ مری)

عرض مؤلف

الحمد لله رب العالمین ہ والصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم الامین الرؤ ف الرحیم ہ و علی الہ و اصحابہ و ال بیتہ الطاھرین الطیبین و علی عبادہ الصلحین الی یوم الدین اما بعد

الا ان اولیا اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ الذین امنو و کانوا یتقون ہ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیاو فی الاخرۃ ہ لا تبدیل لکلمت اللہ ذلک ھو الفوز العظیم ہ

’’سن لو ! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے رہے انہیں خوشخبری ہے کہ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔‘‘

ان الذین قالو اربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم والملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا واکبشرو بالجنۃ التی کنتم توعدون ہ نحن اولیا ء کم فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ہ و لکم فیھا ما تشتھی انفسکم و لکم فیھا ما تدعون ہ نزلا من غفو ر الرحیم ہ

’’بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش رہواس جنت پر جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ ہم تمہارے دوست ہیں۔ دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں بھی اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس

میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے رب رحیم کی طرف سے۔‘‘

تعریف اس یکتا کی یکتائی کی کہ جس نے مخفی رہنا پسند نہ کیا۔ اور چاہا کہ میں بھی پہچانا جاؤں تو اس نے پھر اپنے نور سے ایک نور کو پیدا کیا۔ پھر اسی نور سے لوح وقلم، عرش وکرسی اور جنت کو بنایا۔ پھر فرشتوں کو پیدا فرمایا۔ پھر تمام روحوں کو تخلیق کیا۔ پھر تمام بنی آدم کی روحوں سے میثاق الست بربکم لیا۔ پھر انبیاء کی روحوں کی کچہری لگائی اور تمام انبیاء و مرسلین سے اپنے پیارے محبوب پر ایمان لانے کا وعدہ لیا۔ پھر حکم دیا کہ ایک مٹھی مٹی سے جسم آدمؑ کو بناؤ اور پھر جسم آدمؑ میں روح پھونکی اور فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا سوائے ابلیس (عزازیل) کے سبھی فرشتوں نے سجدۂ تعظیمی کیا۔ ابلیس کو لعین کا لقب دیکر فرشتوں کی جماعت سے الگ کر دیا گیا۔ پھر آدمؑ کو جنت میں داخل کیا۔ آدمؑ کی تنہائی کو حوا کی پیدائش پر ختم کیا۔ پھر شیطان کی جھوٹی قسم ☆ پر آدمؑ نے اللہ کے نام کی پاسداری رکھی۔ اور جنت کو خیر باد کہہ کر زمین پر تشریف لائے۔ اس طرح پھر نسل آدم پھیلنا شروع ہوئی۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کی راہنمائی کے لئے تشریف لائے۔ پھر دعائے ابراہیمؑ کی قبولیت کو اور حضرت عیسٰیؑ کی بشارت کو سچا کرنے اور اس کائنات کو تخلیق کرنے کے فرشتوں کے عذر اور نبوت کی تکمیل کی خاطر اس پروردگار عالم نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ ظہور اسلام سے قبل دنیا کفر وشرک کی کالی گھٹاؤں اور گمراہی و ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں گری ہوئی تھی۔ فتنہ وفساد، نفرت وحقارت اور ظلم وستم سے انسانی وجود اتنا زخمی ہو چکا تھا۔ کہ درد کی شدید ٹیسوں سے

☆ مفسرین لکھتے ہیں کہ نبی پر تمام راز آشکارا ہوتے ہیں۔ آدمؑ کو پتہ تھا کہ اگر میں نے گندم کا دانہ کھایا تو جنت کو خیر باد کہنا پڑے گا اور اگر نہ کھاؤں تو خدا کے نام کی پاسداری نہیں رہتی۔ لیکن شیطان نے وہاں خدا کی قسم دی تھی کہ آپ یہ دانہ کھائیں گے تو ہمیشہ کے لئے جنت میں قیام کریں گے۔ اس لیے آپ نے خدا کے نام کی پاسداری رکھی۔

انسانیت چیخ رہی تھی۔

بانی اسلام اور مجسمہ اخلاق نے کوہِ فاران کی چوٹیوں سے ندائے حق بلند کر کے رشد و ہدایت کا چراغ روشن کیا کہ خزاں رسیدہ بستی میں بہار آ گئی۔ جہاں بربریت اور انتقام کے انگارے دہکتے تھے وہاں محبت کے پھول کھلنے لگے۔

آپؐ نے مجسمہ اخلاق بن کر دنیا کو اخلاقیات کی دائمی اور ابدی تعلیم سے نوازا اور پوری انسانیت کے لئے ایک عملی نمونہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ ہم نے آپ کو بلند اخلاق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔آپؐ ایفائے عہد کا پیکر اور شرم وحیا کا مجسمہ تھے۔ عادات و معاملات میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے۔لیکن دوسرں کی تکلیف گوارہ نہ کرتے۔آپؐ عفو و درگزر کا عملی نمونہ تھے وہ دشمن جنہوں نے آپ کو تکلیف دینے کے تمام حربے استعمال کئے۔شعب ابی طالب میں محصور کیا۔قتل کے منصوبے بنائے۔سرزمین مکہ سے نکال دینے کے باوجود بھی فتح مکہ پر سب کو معاف کر دیا۔مولانا الطاف حسین حالی نے اسی لئے فرمایا:۔

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مقاصد کو زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیاء ساتھ لایا

آپ ﷺ کی تعلیمات اور فرمودات پر عمل پیرا ہونے سے مسلمانوں کی کایا ہی پلٹ گئی۔آپؐ کی صحبت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 'صدیق' بنے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''فاروق'' بنے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین بننے کا شرف حاصل ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکل کشا اور اسد اللہ الغالب بنے۔

انبیاء کرام کا سلسلہ انسانوں کی ہدایت کے لئے لگاتار چلتا رہا۔ اور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین اور اپنی نعمتیں مکمل کیں۔ پروردگار عالم کا یہ کرم امت محمدیہؐ کے لیے تا قیامت جاری و ساری ہے۔ نور ہدایت و شریعت کو اطراف عالم میں پھیلانے کے لئے رسول اکرمؐ نے اولیاء کرام کا انتخاب فرمایا۔

جب کبھی بھی قصرِ اسلام کی دلکش اور دلربا عمارت پر کفر وطغیان کے کثیف بادلوں نے منڈلانا شروع کیا۔ اولیائے اکرام دین مبین کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے سینہ سپر ہو گئے۔ غیر مسلم بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمان حملہ آوروں اور حکمرانوں کی وجہ سے اسلام نہیں پھیلا۔ بلکہ عظیم صوفیائے اکرام کی کوششوں سے ہند کے ظلمت کدے اسلام کے نور سے جگمگائے۔

سرزمین برصغیر اس لحاظ سے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ کہ یہاں تصوف کے تمام سلاسل کے اولیاء عظام نے تبلیغ اور رشد و ہدایت کا فریضہ ادا کیا۔ اور رام نارائن کے راج اور برہمنی معاشرے کی جگہ اسلامی معاشرے کی پر شکوہ عمارت تعمیر کرنے کے تاریخی کام میں اپنے اپنے وقت کے صوفیائے اکرام نے اپنے اپنے حصے کا کام بخوبی ادا کیا۔

حضرت عبداللہ شاہ غازی نے کراچی کی سرزمین کو قدم بوسی کا موقع دیا تو کراچی امن کا گہوارہ بن گیا۔ شہباز قلندر کے پاک قدموں سے سہون شریف بنا۔بابا صدرالدین شاہ آئے تو سکھر کی سرزمین کو چار چاند لگ گئے۔ دہلی بائیس خواجاؤں کی آماجگاہ سے توحید و رسالت کے پروانوں کے لئے سرچشمہ ہدایت بنی۔ خواجہ معین الدین چشتی کے مبارک نام سے اجمیر شریف مشہور ہوا۔ لاہور حضرت علی ہجویری کی وساطت سے داتا کی نگری کہلایا۔ اور اسلام کا قلعہ بنا۔ حضرت صابر پیا کی وساطت سے کلیر شریف کو عروج ملا۔ بابا فرید گنج شکر آئے تو پاک پتن شریف بنا۔ سلسلہ چشتیہ ہو یا نقشبندیہ تمام سلاسل کے بزرگان دین نے اپنے اپنے دور میں تبلیغ

کا کام بڑے منظم طریقے سے انجام دیا۔ اگر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ برصغیر میں طریقت نقشبندیہ کے غوث ثانی ہیں تو شمالی پنجاب کے عظیم تاریخی خطے میں غوث زماں قطب دوراں سلطان الاولیاء، حضرت بابا جی قاسم موہڑویؒ کی حیثیت بھی غوث ثانی سے کچھ کم نہیں ہے۔

حضور قطب الاقطاب حضرت بابا جی قاسم موہڑویؒ نے مری کے بیابان جنگل میں روحانیت کے منگل کا نظارا اہل دنیا کے جن وانس کے سامنے پیش کیا۔ یہ کتاب بھی اسی محسن معتقدین کے حالات زندگی، کرامات وکمالات فکر ونظر پر مشتمل ہے۔ اگرچہ آپ کی زندگی کے کارناموں اور کرامات پر کئی ارباب قلم نے کتابیں لکھیں۔ اور ہر ایک تصنیف کا اپنا ہی روحانی ذائقہ ہے اور ہر ایک کی اپنی ہی تاثیر ہے۔ زیرنظر کتاب میں بھی ہر واقعہ گہری چھان بین اور تحقیق کے بعد شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ اور جن کتب سے رہنمائی لی گئی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ برطانیہ کے علما، اہلسنت اور مشائخ (جلد دوئم)
2۔ کنز الہدایت (سوانح حیات حضرت خواجہ محمد بخش لاھنویؒ)
3۔ ضیا القلوب (سوانح حیات حضرت زندہ پیر گھمکویؒ)
4۔ انوار قاسمیؒ
5۔ فیضان زاہدؒ
6۔ تبرکات مقدسہ مرکزی آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ موہڑہ شریف
7۔ دستور طریقت
8۔ اخبار علماء
9۔ ملفوظات بھنگالی شریف
10۔ ملفوظات تیریاں شریف
11۔ کشکول طریقت
12۔ طبقات الاولیاء

13۔ کشف المحجوب
14۔ تذکرۃ اولیاء

میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو کر اس کا شکر بجا لاتا ہوں اور دست بہ دعا ہوں کہ وہ میری اس حقیر سی کاوش کو اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ جمیلہ سے اپنی بارگاہ اولیٰ میں قبول فرمائیں اور مجھے آئندہ بھی دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سلسلہ نقشبندیہ موہڑہ شریف کے وابستگان اور مریدین میری اس کاوش کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے آستانے کی غلامی اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

مؤلف
باغ علی زاھدی
خلیفہ دربار عالیہ موہڑہ شریف کوہ مری

ہم فقیروں کو بھی حسن کی خیرات ملے
جن کو دیتا ہے خدا رہ خدا دیتے ہیں

اظہارِ تشکر

''شاہِ فخر الفقر موہڑویؒ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کتاب کی تدوین میں جن جن احباب نے میری حوصلہ افزائی کی ان میں جناب مولانا عبدالمجید صاحب جنہوں نے تحقیق میں مدد فرمائی اُن کا ازحد ممنون ہوں۔

ان کے علاوہ خصوصاً بھائی مظہر صابری کا ذکر نہ کرنا یقیناً ناقدری ہو گی جنہوں نے مسودہ کے بکھرے عنوانات و اوراق کو جمع کر کے نظر ثانی کرنے کے ساتھ اس کتاب کی تزئین کی اور کتابی صورت میں پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ انہیں مزید ہمت و حوصلہ سے نوازے کہ وہ اس طرح سے اپنی خدمت اشاعت اسلام کے لیے سرانجام دے سکیں۔

موئلف

خلیفہ باغ علی زاہدی

حضرت بابا جی کا وطن مالوف

حضور غوث زماں حضرت بابا جی خواجہ محمد قاسم صادقؒ بانی و والی موہڑہ شریف کے آباؤ اجداد کیانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ مغلیہ دور میں ایران کے صوبہ کیہان سے تشریف لائے تھے اور انکا تعلق وہاں کے شاہی خاندان سے تھا۔ آپؒ کی ولادت بارہویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام سلطان جیون خان تھا۔ وہ تجارت کی غرض سے برصغیر میں تشریف لائے تھے۔ لیکن حضرت بابا جی کے بچپن میں ہی سلطان جیون خان صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس لیے آپؒ کی پرورش آپ کی والدہ محترمہ نے کی۔

موہڑہ شریف (مری)

''برصغیر میں مسلمانوں کا ایک ملک قائم ہو گا جس کی عظمت اور شان و شوکت کے ارتعاش سے مری کی پہاڑیاں گونجیں گی۔''

قیام پاکستان سے بہت پہلے جب یہ پیشین گوئی کی گئی تو کسے معلوم تھا کہ اس خطے میں پاکستان کے نام سے ایک عظیم مملکت قائم ہو گی۔

یہ پیشین گوئی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد قاسم صادقؒ سرکار موہڑوی نے کی تھی' جنہوں نے مری کی ان پہاڑیوں کے ایک پُرخطر اور دشوار گزار علاقے میں آ

کر ایک عظیم روحانی مرکز کی بنیاد رکھی' موہڑہ شریف کا یہ مقدس خطہء زمین کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ بہتے دریاؤں کی طرح رواں' عمیق سمندروں کی طرح پرسکون' سورج کی طرح فیاض' عظیم روحانی مرکز دنیا کے کونے کونے میں ظلمت کی سیاہی کو مٹا کر اسلام کی روشنی سے منور کر رہا ہے۔

موہڑہ شریف کا یہ مرکز ایک عظیم روحانی سلطنت ہے۔ اس دربار عالیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جو کوئی یہاں آتا ہے خالی ہاتھ نہیں جاتا آج کی اس دنیا میں جب عالم میں ہر سو اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کو گمراہی کے اندھیروں میں دھکیلنے میں مصروف ہیں۔ دربارِ عالیہ موہڑہ شریف روشنی کا ایک مینار ہے جو ظلمت کو روشنی میں بدل رہا ہے۔ جو بندگانِ خدا کو شریعتِ محمدی ﷺ کے ابدی چشمہء فیض سے بہرہ ور کرنے کا سامان فراہم کرتا ہے شرط یہ ہے کہ آدمی طالبِ راہِ حق ہو۔

موہڑہ شریف شریعت محمدی ﷺ کا چشمہ فیض بار ہے۔ اس سرزمین کی قدم بوسی دل کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتی ہے۔

دربارِ موہڑہ شریف کی ابتداء

دربار عالیہ موہڑہ شریف کی بنیاد خواجہ خواجگان حضرت محمد قاسم صادقؒ نے رکھی۔ آپ مریدوں اور عام لوگوں میں حضور سرکار موہڑوی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ایک سچے عاشق رسول تھے اور اس سلسلے میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ اگر کوئی صاحب متعفن چیز مثلاً لہسن، پیاز استعمال کر کے حاضر خدمت ہوتا تو اس کے بعد جلد ہی آپ دوبارہ وضو فرما لیا کرتے تھے۔ اللہ اللہ آقائے دوجہاں رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور غلامی کس درجہ پر تھی۔ آقا نے جس چیز کے استعمال کے بعد محفل میں بات سے منع فرمایا اور حضور ﷺ کی پیروی میں آپ وضو کی تجدید فرما

لیتے۔ مبادا کہ آقا کو ناگوار محسوس ہو۔ عام قاری کو شاید یہ بات اتنی عظیم محسوس نہ ہو لیکن غلامانِ رسول ﷺ جانتے ہیں کہ آقائے دوجہاں کی غلامی کے اس شرف کا مقام کیا ہے۔

حضور باباجی سرکار موہڑویؒ کے آباء و اجداد مغلیہ دور میں ایران کے صوبہ کہان سے ہجرت کر کے برصغیر میں تشریف لائے۔ آپ ایران کے شاہی کیانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد محترم مرد حق اعلیٰ حضرت سلطان محمد جیون خان صاحب کیانی نے مری کے مضافات میں سکونت اختیار کر لی۔ سرکار موہڑویؒ کی ولادت باسعادت بھی یہیں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو کئی بزرگوں نے بشارتیں دی تھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے فرزند ارجمند سے نوازے گا جو اپنے وقت میں ایک عظیم روحانی اور دینی راہ نما غوثِ وقت اور مرجع خلائق عام و خاص ہوں گے اور ان کے برپا کیے ہوئے روحانی انقلاب سے دور دور تک دُنیا مستفیض ہوگی۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ آپ کے والد محترم کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اس طرح آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا اہتمام آپ کی والدہ محترمہ نے فرمایا۔ دینی علوم کی تحصیل کے لیے انہوں نے اپنے عظیم بیٹے کو دہلی بھیج دیا۔ جہاں آپ نے اس دور کے عظیم محققین و محدثین سے علم حاصل کیا اور بہت کم عرصے میں وہاں کے علماء میں ایک منفرد مقام حاصل کر لیا۔ دورانِ تعلیم آپ ایسے ایسے نقاط اُٹھاتے کہ اساتذہ بھی دنگ رہ جاتے۔ آپ کے اساتذہ آپ کی ذہانت اور علومِ دینیہ و باطنیہ پر دسترس کے معترف تھے۔ ابتداء ہی سے آپ کا میلانِ تصوف اور فقر کی طرف تھا جس کا ذکر اساتذہ نے آپ کی والدہ ماجدہ سے بھی کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ظاہری علوم سے فراغت کے فوراً بعد آپ کو کسی مرد کامل کی صحبت میسر آنا چاہیے۔ اکیس سال کی عمر میں علومِ دینیہ سے فراغت کے بعد دہلی سے واپس تشریف لائے اور کئی سال تک درس و تدریس اور وعظ و خطابت سے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے

رہے۔ تصوف اور روحانیت و فقر کی طرف فطری میلان کے باعث پھر اپنی تمام تر توجہ اس طرف مبذول کر لی۔

حضور بابا جی صاحبؒ عالم شباب میں نہایت وجیہہ، خوبصورت، متواضع منکسر المزاج، امین، اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ سے متصف تھے۔ اس کے علاوہ آپ ایک زور آور پہلوان بھی تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سکھ اکھاڑے میں اترا اور مسلمانوں کو للکار کر کشتی لڑنے کی دعوت دی۔ جب کوئی بھی مسلمان مقابلے کے لیے نہ آیا تو حضور بابا جیؒ کی اسلامی حمیت نے جوش مارا اور سکھ کے غرور کو خاک میں ملانے کے لیے اکھاڑے میں اُتر آئے اور چند لمحوں میں اس مغرور سکھ پہلوان کو چاروں شانے چت کر دیا اور اپنی راہ لی۔

راستے میں آپ کو ایک خُدا رسیدہ بزرگ ملے۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ مردانِ حق انسان کو نہیں بلکہ اپنے نفسِ امارہ اور شیطان کو پچھاڑا کرتے ہیں۔ جس کے فوراً بعد آپ کے دل میں مرشدِ کامل کی جستجو کی تحریک پیدا ہوئی۔ آپ اس سلسلے میں کچھ دیر سے متلاشی تھے کہ ایک صاحبِ دل سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا حاصل مراد کشمیر میں ہے۔ اسی بات نے جستجو اور تلاش کو مزید جلا بخشی اور آپ پیدل ہی کشمیر کی جانب عازمِ سفر ہو گئے۔ لیکن کسی اور طرف رُخ کرنے کے بجائے آپ کے قدم خود بخود مظفر آباد کی طرف اُٹھنے لگے۔ چنانچہ آپ یہ دشوار گزار سفر طے کر کے مظفر آباد آزاد کشمیر پہنچے۔ رات مسجد میں قیام فرمایا اور امام مسجد سے علاقے کے بزرگوں کے بارے میں دریافت کیا۔ جونہی امام مسجد نے سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت بزرگ امام الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین کیانویؒ کا نام لیا تو آپ کے دل میں فوراً انہیں ملنے کی خواہش اور کشش پیدا ہوئی۔ یہ عظیم بزرگ اس وقت انتہائی دشوار گزار اور پُرخطر پہاڑی مقام کیاں شریف میں تشریف فرما تھے۔

حضرت خواجہ محمد قاسم صادقؒ سرکار موہڑوی نے صبح کیاں شریف جانے کا پروگرام بنایا۔ لیکن امام صاحب نے اصرار کیا کہ ایک رات مزید قیام فرمائیں اور رات کو اپنے وعظ سے مستفیض فرمائیں۔ امام صاحب کے اصرار پر آپ نے رات مسجد میں وعظ فرمایا تو لوگوں میں وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ چنانچہ صبح آپ نے کیاں شریف کے لیے قصد کیا تو امام صاحب اور بہت سے دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔

مُرشد کے حضور

دو دن کے طویل سفر کے بعد آپ کیاں شریف پہنچے تو حضرت خواجہ نظام الدین کیانویؒ نے دیکھتے ہی فرمایا، ''جس مردِ حق کی تلاش تھی وہ آ گیا۔'' خواجہ موہڑویؒ جیسے ہی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ مُرشد پہ دل و جان سے فدا ہو گئے۔ بیعت کی درخواست کی جسے مرشد نے شرف قبولیت بخشا۔

حضرت خواجہ نظام الدین کیانویؒ نے بڑی توجہ سے آپ کو سلوک کی منزلیں طے کروائیں۔ مرشد نے حضرت خواجہ محمد قاسم صادقؒ موہڑوی کو اپنا دستار مبارک اور جُبّہ عطا فرمایا اور خلافت سے نوازا اور پہلی ہی ملاقات میں بیعت کی اجازت دے کر مری کے پُرخطر جنگلوں میں ایک ویران مقام پر جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مرشد کے ارشاد کے مطابق آپ نے مری میں موجودہ کشمیری بازار سے تقریباً تین میل نیچے دشوار گزار اور خوفناک مقام پر ڈیرہ لگایا۔ یہاں ایک پتھر پر بیٹھ کر چالیس روز تک چلّہ کشی کی یہ جگہ اب دنیا میں موہڑہ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

اس وقت کے اور اب کے موہڑہ شریف میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس وقت یہ علاقہ گھنے جنگلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور خوفناک جنگلی جانوروں اور شیروں

کا مسکن تھا لیکن مردِ حق کی آمد نے اس جگہ کو وہ رونق بخشی کہ ایک عالم میں اس کا چرچا ہے اور اس سنگلاخ پہاڑی راستے پر بڑی تعداد میں لوگ دن رات دربار عالیہ میں حاضری کے لیے رواں دواں رہتے ہیں۔ موہڑہ شریف میں ریاضت میں مستغرق رہنے کے ساتھ آپ نے تقریباً ایک سوتیس سال عمر شریف پائی اور آخری عمر تک عینک کے بغیر تلاوتِ قرآن پاک کرتے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک آخری عمر تک نیّرِ تاباں کی طرح روشن اور منور تھا۔

فیضِ عام

سرکار موہڑویؒ کی تعلیمات اور روحانی فیض سے ایک عالم مستفیض ہوا۔ اس وقت آپ کے خلفاء اور مرید دُنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ لندن میں ہر سال آپ کا باقاعدہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے۔ آپ حاضر خدمت ہونے والے ہر امیر و غریب کو اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار فرماتے۔ آپؒ ایسی روحانی تعلیم اور توجہ فرماتے کہ سامعین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

ایک دفعہ سرکار موہڑوی حضرت بابا جی صاحبؒ دربار شریف میں جلوہ فگن تھے کہ پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس ایک شخص حاضری کے لیے آیا لیکن دربار شریف کے باہر رُک گیا اور سوچنے لگا کہ میرے کپڑے تو بہت میلے ہیں۔ مجھے کپڑے بدل کر حاضری دینی چاہیے جونہی اس شخص کو یہ خیال آیا اور وہ مڑنے والا تھا کہ غوثِ زماںؒ نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور میں ایک خاکروب ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جلدی سے اندر آ جاؤ۔ جونہی وہ شخص اندر داخل ہوا حضرت غوثِ زماں حضور بابا جیؒ اپنی گدی مبارک سے اُٹھے اور کمال شفقت سے اُسے سینے مبارک سے لگایا۔ آپ کی شفقت کا یہ منظر دیکھ کر دربار میں

حاضر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے اُس شخص سے فرمایا۔ ''بچہ توں تے زمین تے جھاڑو دیتا ہے، میں لوکاں دے دلاں نوں صاف کرنا یعنی بچہ تم زمین پر جھاڑو دیتے ہو جبکہ میں لوگوں کے دلوں کو صاف کرتا ہوں۔ آپ نے نہایت شفقت کے ساتھ اس شخص کو سینے سے لگایا، تھپکی دی اور فرمایا کہ شمال کی طرف چلے جاؤ، کہا جاتا ہے کہ وہ شخص بہت نیک اور پرہیزگار ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے یادِ الٰہی میں مشغول ہو گیا، کہتے ہیں کہ اِن کا مزار کہیں کوہاٹ کے آس پاس واقع ہے۔ یہ تو ایک واقعہ ہے اِس قسم کے کئی واقعات دربار عالیہ موہڑہ شریف میں اکثر رونما ہوتے رہتے تھے اور آج بھی رونما ہو رہے ہیں۔ ازاں بعد بھی گدی نشین اعلیٰ حضرت خواجہ محمد زاہد خان صاحبؒ اپنے عظیم والدؒ کی روایات اور روحانی رفعت کے امین تھے اور اس وقت الحاج پیر اولیا بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسہ اپنے اجداد کی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

سرکار موہڑویؒ کے لاتعداد مریدوں اور خلفاء نے طریقت کی راہ میں بڑی رفعتیں پائی ہیں۔ آپ نے اسّی (۸۰) سال تک اسلام کی تبلیغ کے لیے بڑی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے بے شمار لوگوں کو راہِ طریقت کی اعلیٰ منازل طے کروائیں۔ لیکن سب کا تذکرہ یہاں ممکن نہیں ہے۔ آپ نے توحید اور ایمان کی اس قدر وسیع تعلیم فرمائی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

حضور بابا جی سرکار موہڑویؒ لباس میں بھی سنتِ نبویؐ کی پیروی کو مقدم رکھتے تھے۔ آپ کا لباس عام طور پر سفید ہوتا تھا۔ سر مبارک پر کبھی دستار اور کبھی رومال باندھتے تھے۔

علالت

آپ کی عمر مبارک ۱۲۳ سال کو پہنچ چکی تھی۔ ۲۸ رمضان المبارک آپ کو

بخار ہو گیا۔ ۲۸ دن کے بعد بخار ٹوٹ گیا۔ لیکن تین دن بعد بخار پھر ہو گیا۔ لیکن علالت کی حالت میں بھی حضور غوث الزماںؒ کے معمولات و عبادت، اوقات تعلیم وروحانی اور ایمان و توحید کی تبلیغ میں کبھی فرق نہیں آیا۔ جب کبھی زیادہ تکلیف محسوس ہوتی تو تمام اولاد و احباب کو طلب فرما کر ایمان و توحید کی تعلیم سے بہرہ ور فرما کر تسلی و تشفی فرماتے۔

حضرت غوثِ زماں سرکار موہڑویؒ نے تین ماہ قبل ہی تمام صاحبزادگان کو ارشاد فرمایا کہ موہڑہ شریف میں موجود رہیں۔ علالت کے دوران اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب کے ذمے آپ کو اٹھانا، بٹھانا، وضو کرانا اور لنگر شریف کا انتظام کرنا شامل تھا۔

آخری ارشاد

وصال سے تقریباً ہفتہ قبل غوثِ زماںؒ نے تمام صاحبزادگان کو طلب فرما کر ایمان و توحید کی تعلیم دے کر اور توجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص امیر ہو یا غریب، کم فہم ہو یا عقیل تمہارے پاس آئے تو اُسے نہایت مشفقانہ برتاؤ کر کے سینے سے لگائیں اور میری تعلیم اُس کو مفصل سکھا دیں۔ حسد، تکبر اور نخوت سے پاک رہیں۔

معمولاتِ عبادت

حضور غوث زماں خواجہ خواجگان حضرت محمد قاسم صادقؒ فرمایا کرتے تھے کہ صبح تین قسم کی ہوتی ہے۔ صبح کاذب، صبح صادق اور صبح عشاق۔ صبح عشاق غروب آفتاب سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک ہوتی ہے۔ آپ کا تخلیہ عبادت صبح عشاق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک ہوتا تھا۔ بعد میں روحانی تعلیم میں مشغول ہو

جاتے، آپ دوسرے معمولات کے علاوہ ہر رات نوافل ادا کرتے تھے۔ آپ کی زندگی مکمل طور پر رسول ﷺ کی سنت کے تابع تھی۔ چونکہ آقائے دوجہاں ہمیشہ مسواک کی تلقین فرماتے تھے۔

سرکار موہڑویؒ اپنے آقاؐ کے ارشاد پر دل و جان سے فدا تھے، ہر وضو کے ساتھ مسواک کا بھی باقاعدہ استعمال ہمیشہ قائم رکھا۔ کیونکہ آپ آقاؐ کے ہر حکم کی تعمیل اپنے لیے سب سے بڑی خوشنودی اور عظمت سمجھتے تھے۔

خوراک

شروع شروع میں چپاتی تقریباً دو تولہ آٹا کے شوربا سے استعمال فرماتے، کبھی کبھی دہی بھی استعمال فرما لیتے۔ اچھے چاول آپ کو مرغوب تھے۔ آپ نے کبھی دودھ استعمال نہیں فرمایا۔ آخری عمر میں دودھ والی چائے استعمال فرماتے تھے۔ موسمِ سرما اور برف باری میں بھی ہر وقت سخت ٹھنڈے پانی میں مصری گھول کر نوش فرماتے تھے، صحت اور علالت میں بھی اکثر یہی غذا تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور باباؒ جی کو بہت اچھی صحت سے نوازا تھا۔ تمام عمر کبھی سخت بیمار نہیں ہوئے۔

غوثِ موہڑوی کی بیماری

حضور باباؒ جی کا ارشاد تھا۔ غوث کی بیماری مثل شادی کے ہے اور غوث کا یومِ وصال اہلِ عدم کے لیے یومِ عید کی طرح ہے۔ ہلالِ عید کے نکلنے پر جہاں بھی کوئی ہو وہاں ہی خوشی اور عیش سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ غوثِ زماں دنیا کو ضیائے ربانی سے منور و معمور فرماتے ہیں۔

پیغامِ رحلت

وصال سے ایک دن قبل ۱۹ نومبر ۱۹۴۳ء کو جمعہ کے روز نمازِ عصر کے وقت ایک اجنبی شخص دربار شریف میں حاضر ہوا۔ اعلیٰ حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحب اس وقت دربار شریف میں موجود تھے۔

نامعلوم شخص کا وجود کانپ رہا تھا اور اس نے پرجوش لہجہ میں کہا کہ حضرت شاہ نقشبندؒ اور حضرت محبوب سبحانی پیر دستگیر نے مجھے پرسوں بدھ کی رات کو حکم فرمایا تھا کہ یہ پیغام جا کر سناؤ لیکن میں کل بیمار ہو گیا اور نہ آ سکا۔ آج رات سخت تاکیدی حکم ملا کہ فوراً جا کر پیغام سناؤ چنانچہ جلدی کی وجہ سے میں نمازِ جمعہ میں بھی شریک نہ ہو سکا۔'' اُن صاحب نے کہا کہ حکم ہے کہ مزار اندر نہ بنائیں۔ کیونکہ کل اِدھر بارہ چودہ ہزار آدمی آئیں گے۔ وہ کدھر کھڑا ہوں گے۔ کئی سو حافظِ قرآن ہوں گے، وہ کہاں بیٹھے گا۔ یہ حجرہ (دربار شریف) درمیان آبادی ہے بے ادبی ہوگی۔ اگرچہ مزار اقدس بہت اوپر بنتا تھا۔ مگر پھر آپ لوگوں سے دور ہو جاتا۔ اِس لیے موجودہ قبرستان سے اوپر بڑے کھیت میں بناؤ اور سابقہ راستہ (قبرستان) بند کر دیا، شمال کی طرف سے راستہ نکالو۔ نالہ پانی دونوں طرف سے پختہ کر کے بند کر دو۔ آپ کے ساتھ فضلِ ربی شامل ہے۔ گھبرائیں مت پھر بھی روضہ شریف کے لیے باہر سے آئے گا۔ یہ سب کچھ انہوں نے استفسار پر تین بار دہرایا اور دربار شریف سے واپس چلے گئے۔''

وصال

۲۰ نومبر ۱۹۴۳ء، قبلہ عالم اعلیٰ حضرت پیر خواجہ محمد زاہد خان صاحب نے

حضور غوثِ زماں کو وضو کرایا۔ خلافِ معمول حضرت قدس سرّہ کافی دیر تک اور دہن مبارک دھوتے رہے اور پانی بہاتے رہے وضو کے بعد نماز اور معمولات عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اصرار کے باوجود آپ نے کوئی چیز نہ کھائی بعد میں معلوم ہوا کہ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ جس کا ذکر نہ کیا۔ نماز ظہر کے بعد اُٹھانے اور بٹھانے اور وضو کے لیے ارشاد فرمایا۔ وضو کے بعد نماز میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد عصر کی نماز ادا کی۔ مغرب کی نماز اور معمولاتِ عبادت کے بعد شربت، پانی یا دودھ کے لیے عرض کی گئی۔ دودھ کے لیے ارشاد ہوا۔ اُم الصادقین حضرت مائی صاحبہ نے چمچ دودھ دیا۔ پھر آپ نے انکار فرمایا اور حضورؒ نماز میں مشغول ہو گئے۔ مگر سانس میں کچھ آواز سی پیدا ہونے لگی۔ کچھ دیر بعد سانس درست ہو گیا۔ سب کا خیال ہوا کہ اب آرام ہے تھوڑے وقفہ کے بعد خادمہ نے حضرت اقدس سرّہٗ کی رخصت کی تیاری معلوم ہوتی ہے۔ تمام صاحبزادگان اور دیگر اہلِ خانہ اردگرد جمع ہو گئے۔ حضور غوثِ زماں بدستور نماز میں مصروف تھے۔ آپ کے دہن مبارک سے لفظ اللہ سنا اور رات کے دس ۱۰ بجے آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

حضور غوثِ زماںؒ کا لفظ اللہ پر جاں بحق ہونا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی، تندرستی اور علالت میں ذکرِ قلبی کی یہ حالت تھی کہ تمام اعضاء خصوصاً زبان اور لب مبارک اس قدر تیزی سے ذکر میں مشغول ہوتے تھے کہ ناظرین دنگ رہ جاتے۔ حضور غوثِ زماں کا معمول اور تعلیم ذکر ایسی تھی کہ ہر سالک ہر سانس کے ساتھ ہزاروں کے حساب سے اسمِ ذات کی تلاوت کر سکتا تھا۔

حضور باباجیؒ کی وفات کی خبر جونہی مختلف ممالک کے ریڈیو اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے معلوم ہوئی لوگوں کا ایک سمندر موہڑہ شریف کی طرف اُمڈ آیا۔ ہزاروں کی تعداد میں تار دربار شریف میں آنا شروع ہو گئے۔ اس طرح طے پایا کہ نماز جنازہ ۲۲ نومبر کو دوپہر کے بعد ہو گی۔ مریدوں اور زائرین کا اس قدر ہجوم تھا

کہ ۲۰ سے ۲۲ نومبر تک کسی فرد کو دن رات ایک منٹ سے زیادہ موقع نہ ملتا تھا۔

۲۲ نومبر ۱۹۴۳ء کو تقریباً ساڑھے پانچ بجے شام تابوت مبارک کا پلنگ اٹھایا گیا لحد مبارک تک تقریباً دو فرلانگ مسافت ہو گی۔ لیکن زائرین اور عاشقانِ موہڑویؒ کے ہجوم اور عقیدت مندوں کا یہ حال تھا کہ یہ سفر ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً بیس ہزار افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ رات کے نو بجے صندوق لحد مبارک میں اتارا گیا۔ اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب، پیر مبارک خان صاحبؒ او دوسرے صاحبزادگان نے یہ خدمت سرانجام دی۔ اگلے روز بھی لوگ آتے رہے اور نمازِ جنازہ ادا کرتے رہے اور تقریباً گیارہ دفعہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں اس قدر لوگوں کی شرکت سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سرکار موہڑویؒ نے عالم میں کس قدر لوگوں کو متاثر کیا۔ حالانکہ ان دنوں ٹرانسپورٹ کا نظام اس علاقے میں نہ ہونے کے برابر تھا۔ لیکن عاشقانِ موہڑویؒ کسی نہ کسی طور جنازے میں شرکت کے لیے پہنچ گئے مبادا کہ اس سعادت سے محروم ہو جائیں۔

آپ نے ماشاء اللہ ۱۲۳ سال عمر مبارک پائی اور اس میں تقریباً ۸۰ (اسّی) سال مکمل طور پر تبلیغ اور رشد و ہدایت میں گزارے اور اس سے پہلے بھی یادِ الٰہی اور اسلام کی خدمت میں مصروف رہے۔

تابندگی اور نور کا سفر جاری ہے

حضور باباجیؒ زہد اور تقویٰ میں بلند مقام کے مالک تھے۔ موہڑہ شریف کے دربار عالیہ کی روایات کو آگے بڑھانے کا فرض یقیناً بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ سرکار موہڑوی حضور باباجیؒ نے اس بلند منصب جلیلہ کے لیے پیارے فرزند قبلہ عالم

اعلیٰ حضرت خواجہ محمد زاہد خان صاحب مدظلہٗ العالی کا انتخاب فرمایا۔ آپ نے آخری عمر میں سب لوگوں کے سامنے اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر آپ کے سر پر رکھی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جبہ مبارک، اپنی تسبیح اور مصلیٰ اور اپنے مرشد حضرت خواجہ نظام الدین کیانویؒ کے تبرکات آپ کو بطور خلافت عطا کیے اور اپنا جانشین مقرر کیا اور تمام انتظامات آپ کے سپرد کر کے بالکل گوشہ نشین ہو گئے۔ اس کے بعد جو بھی کوئی حضور غوثِ زمانؒ کے حضور حاضری دیتا تو اُسے اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب کی خدمت میں بھیجتے۔ چنانچہ لوگ حسب الحکم سرکار موہڑوی کی زندگی میں ہی آپ کے ہاتھوں بیعت کرنے لگے۔

اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب نے اس عظیم فرض اور منصبِ جلیلہ کے لیے خود کو صحیح اہل ثابت کیا۔ ایک عالم اس وقت آپ کے ہاتھوں بیعت ہو کر روحانی مسرتوں سے آشنا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو چکا ہے۔ آپ کی یک نگاہ سے دل شفاف اور پاکیزہ ہو جاتے اور ولی کامل کی شان کا اگر نظارہ مقصود ہو تو حضرت پیر خان صاحبؒ کی صورت میں نظر آئے گا۔ زبان کی شیریں اور آپ کی شفقت سے دل پر اس سرعت سے اثر ہوتا تھا کہ انسان دنگ رہ جاتا۔

خلفاء کی ایک کثیر تعداد اس وقت یورپ، ایشیا، افریقہ اور کئی دوسرے علاقوں میں تبلیغِ اسلام پر ہمہ تن مصروف ہے۔ اس طرح حضور باباجیؒ کا یہ عظیم اسلامی اور روحانی مشن بڑی ہی ارفع منازل طے کر رہا ہے۔ آپ کے صاحبزادگان بھی طریقت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ غوثِ دوراں اعلیٰ حضرت پیر خان صاحبؒ دامت برکاتہٗ کے تین صاحبزادے ہیں آپ کے صاحبزادے اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے خود کو وقف کیے ہوئے ہیں۔ پیر آفتاب احمد قاسمیؒ صبغۃ اللہ، پیر اولیاء بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسہ سجادہ نشین اعلیٰ مرکزی دربارِ عالیہ موہڑہ شریف اور پیر کیمرث بادشاہ صاحب کئی دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے

ہیں۔ مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ پر حاضری دے چکے ہیں۔ حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق بھی دوسرے ملکوں کے وسیع دورے فرما کر اور خلقِ خدا کو اسلام کی طرف راغب کر کے موہڑہ شریف کی اعلیٰ روایات کو وسعت بخش رہے ہیں۔ آپ نے اندرون ملک اسلام کی خدمت اور اشاعت کے لیے زاہد آباد ترنول شریف راولپنڈی میں ایک بہت بڑے دارالعلوم کی تعمیر کا کام شروع کیا ہے۔ اسلام کے لیے بڑی گراں قدر مگر عاجزانہ خدمات کے اعتراف کے طور پر ۱۹۸۱ء میں آپ کو جمعیت مشائخ پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا۔ اس کے بعد سے اب تک پیر اولیاء بادشاہ صاحب اس تنظیم کے معاملات کو کمال خوبصورتی اور فراستِ اسلامی کے تقاضوں کے مطابق چلا رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت پیر خان صاحب کے صاحبزادگان اور تمام اہلِ خانہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے شریعت کی پیروی کو اپنے لیے باعثِ افتخار اور عظمت سمجھتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کو ہی اپنی منزل اور حاصلِ زندگی سمجھتے ہیں۔ اس خاندانِ اعلیٰ کا ہر فرد حضور باباجیؒ کی تعلیمات اور ارشادات پر سختی سے عمل پیرا ہے اور یہی وجہ ہے کہ روشنی، جس کا حضور غوثِ زماںؒ کی صورت میں ظہور ہوا، ہر سال ہزاروں دلوں کو نورِ الٰہیہ اور رسول مقبول ﷺ سے منور کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس طرح کرم کرتے ہیں اور انہیں اپنے قرب سے کس طرح نوازتے ہیں اس کی جھلک اگر دیکھنا مقصود ہو تو آپ کو موہڑہ شریف کے اسی دربار میں نظر آئے گی۔

عرس مبارک

خواجہ خواجگان حضرت محمد قاسم صاحب کا عرس مبارک اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب کی زیرِ نگرانی ہر سال دو دفعہ منایا جاتا رہا۔ ایک عرس جون میں منایا

جاتا ہے۔ دوسرا نومبر میں منایا جاتا ہے جبکہ دونوں عرس مبارک کے مواقع پر لاکھوں عقیدت مند مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ جون کے مہینے میں جب گرمی اپنے شباب پر ہوتی ہے اندرون اور بیرونِ ملک سے لاکھوں عقیدت مند کشاں کشاں موہڑہ شریف کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ ملک کے کونے کونے سے سپیشل بسیں آنا شروع ہو جاتی ہیں اور کشمیری بازار میں جہاں سے موہڑہ شریف کی اس مقدس زمین کو راستہ جاتا ہے، میں لاتعداد بسیں آتی اور جاتی رہتی ہیں۔ موہڑہ شریف کے زائرین میں چھوٹے بچے، بوڑھے اور جواں بھی شامل ہوتے ہیں۔ بیک وقت ہزاروں افراد کے قافلے موہڑہ شریف کی طرف رواں ہوتے ہیں۔ موہڑہ شریف جانے کے لیے راستہ بڑا دشوار ہے اور اونچی نیچی پہاڑیاں عبور کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن انتہائی نحیف نادار اور بوڑھے اور بچے بڑی خوشی اور عالم شوق میں موہڑہ شریف کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ ٹولیوں کی صورت میں مریدین کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے مرشد کے دربار کی طرف نہایت عقیدت اور احترام سے قدم اٹھاتے ہیں ان دنوں تو معاملہ ہی کچھ جدا ہوتا ہے وادی کا کونہ کونہ لا الہ الا اللہ کے ورد سے گونج اُٹھتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وادی کے تمام درخت بھی کلمہ طیبہ کے ورد میں شامل ہو کر جھوم رہے ہیں۔

عرس مبارک کے موقع پر عقیدت مند لنگر شریف سے کھانا تناول کرتے ہیں اور سینکڑوں لوگ تو صرف کھانے کی تقسیم پر مامور ہوتے ہیں۔ قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زاہد خان صاحب صبح سے رات گئے تک دربار شریف میں تشریف فرما رہتے اور لوگ ٹولیوں کی صورت میں آتے، ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ ہر مرید پر ذاتی توجہ فرماتے۔ دو دن تک درود و سلام اور واعظ کی نشستیں ہوتی رہتیں۔ جس سے جید علماء و مشائخ اور حضرت پیر خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان خطاب فرماتے۔ تیسرے روز بہت بڑا اجتماع ہوتا۔ جس میں لاکھوں کی تعداد میں مرید، خلفاء، علماء اور مشائخ شامل ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء اور مشائخ شان رسالتؐ

اور اسلام کے مختلف پہلوؤں پر فکر انگیز اور پُر اثر تقاریر کرتے ہیں۔ آخر میں غوثِ دوراں حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب اِس ایمان افروز اجتماع سے خطاب فرماتے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کا جُبہ مبارک بھی دیدار کے لیے جلسہ گاہ میں لایا جاتا تو پنڈال میں موجود لوگوں کی صدائیں ''بسم اللہ، بسم اللہ'' سے گونج اٹھتی اور واپسی پر اللہ ہو، اللہ ہو کی صدائیں پہاڑیوں سے ٹکرا کر اپنی بازگشت فضاؤں میں بکھیر دیتیں اس کے بعد اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب لاکھوں مریدوں کے جلوس میں دربار شریف تشریف لے جاتے تو پوری فضاء اللہ ہو کے ورد سے گونجنے لگتی۔ اب یہ عمل حضرت پیر اولیا بادشاہ فاروق دامت برکاتہم کی زیرِ نگرانی ہوتا ہے۔

یہ منظر اتنا دلپذیر اور ولولہ انگیز ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ تو اس کی تاب نہ لا کر بیہوش اور بہت سے لوگوں کی آنکھوں سے اشک رواں ہو جاتے ہیں۔ یہ اجتماع شمع رسالت کے پروانوں کا اجتماع ہے اور یہاں غلامانِ رسولؐ کی اپنے آقا سے محبت کے اظہار کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسکے بعد مریدین سینکڑوں کی تعداد میں دربار عالیہ میں حاضر ہونا شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ کوئی مرید بھی سجادہ نشین کی اجازت کے بغیر واپس جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس طرح قبلہ عالم مریدوں کو بے شمار دعاؤں، فیوض سے رخصت فرماتے ہیں۔ ہر ایک مرید پر ذاتی توجہ فرماتے ہیں اور اُسے شریعت محمدی ﷺ پر سختی سے کاربند رہنے کی تلقین فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ صاحب لولاک ﷺ کی غلامی ہی ہم سب کے لیے دنیا و مافیا کی اعلیٰ ترین نعمت اور عظیم ترین اعزاز ہے۔

سرزمینِ موہڑہ شریف

دربارِ عالیہ موہڑہ شریف مری کی پہاڑیوں میں واقع ہے۔ کشمیری بازار سے مغرب کی طرف کوئی دو میل کی مسافت ہے۔ کشمیری بازار سے موہڑہ شریف

کے لیے دو راستے جاتے ہیں۔ ایک تو سڑک کا راستہ ہے جس پر جیپ چل سکتی ہے۔ دوسرا ایک کچا راستہ ہے مریدوں کی ایک بڑی تعداد اسی کچے راستے پر جا کر مرشد کے حضور حاضری دیتی ہے۔ یہ راستہ انتہائی دشوار ہے اور کشمیری بازار سے موہڑہ شریف پہنچنے تک کئی سو فٹ اترائی میں جانا پڑتا ہے۔ بہت سے لوگ جیپوں اور دوسری گاڑیوں میں کشمیری بازار آتے ہیں اور گاڑیوں کو وہیں کھڑی کر کے پیدل موہڑہ شریف حاضری دیتے ہیں اور اس کو عین سعادت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کے پاس پیدل چل کر جانا ہی احترام کا تقاضا ہے اور طریقت کی راہ میں سب سے بڑی بات ہے۔ احترامِ مرشد ہے۔ اس راستے پر آتے جاتے ہر شخص کا سانس پھول جاتا ہے کیونکہ راستہ بڑا دشوار گزار ہے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ سرکار موہڑوی نے مرشد کے حکم سے اس مقام پر ڈیرہ شاید اسی لیے لگایا تھا کہ یہاں سے آنے اور جانے والے ہر شخص کی سانس کی مشق ہو۔

دربار شریف سے حاضری کے بعد واپسی پر سانس کی مشق کا یہ عمل تیز ہو جاتا ہے اور سانس سے خود بخود اللہ ہو کا ورد شروع ہو جاتا ہے جو سلسلہ نقشبندیہ کا ذکر اسم ذات ہے۔ موہڑہ شریف کی اس بستی میں ہر وقت ''اللہ ہو'' اور کلمہ طیبہ کا ورد ہوتا رہتا ہے اور جونہی اس بستی کی حدود میں داخل ہوں ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا لفظوں میں اظہار مشکل ہے۔

موہڑہ شریف میں تقریباً ۱۵۰ سال سے حمد و ثناء اور شریعتِ محمدیؐ کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ اس لیے جہاں جا کر دل کو وہ سکون ملتا ہے کہ انسان اس کے ہر لمحے پر فدا فدا ہو۔ اللہ تعالیٰ موہڑہ شریف کی اس گدی کو عزت اور درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسہ کی سرپرستی میں دنیا بھر میں اسلام کی سربلندی کے لیے یہ عظیم تحریک اللہ تعالیٰ کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہو۔ آمین ثم آمین۔ اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمتوں سے اس رشد و ہدایت کے سلسلے کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مقام ولائیت

حضرت شیخ اکبر سید محی الدین ابن العربیؒ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں کہ ولی درحقیقت وہ ہے جو فنا فی اللہ ہو جائے کیونکہ ولائیت حق تعالیٰ میں بندہ کے فنا ہو جانے کو کہتے ہیں اور فنا کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی بشریت کی جہت کو ربوبیت کی جہت میں بالکل نیست ونابود کر دے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ولایت کی ابتدا سفر اول کی انتہا سے ہوتی ہے اور سفر اول یہ ہے کہ خلق سے حق کی جانب مظاہر اور اغیار سے تعین کو زائل کر کے سیر کرے تقیدات اور حجابات سے بچے اور منازل و مقامات کو طے کرتے ہوئے مراتب ودرجات حاصل کرے یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی تجلی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور حق تعالیٰ کی تجلی اس پر ہوتی ہے جس سے اس کے اپنے نشانات مٹ گئے ہوں اور اس سے اس کا اپنا اسم زائل ہو گیا ہو۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اہل سلوک نے جملہ مقامات کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے ''علم الیقین'' ''عین الیقین'' اور ''حق الیقین'' ''علم الیقین'' یہ ہے کہ انسان شے کو اس کی اصلی حالت سے تصور کرے۔ ''عین الیقین'' یہ ہے کہ شے کو اس کی اصلی حالت سے مشاہدہ کرے اور ''حق الیقین'' یہ ہے کہ انسان حق میں فنا ہو جائے اور علم، مشاہدہ اور حال ہر تین میں حق تعالیٰ کے ساتھ بقاء حاصل کرے۔

سرخیل نقشبندیاں حضرت خواجہ امام ابو یوسف ہمدانیؒ کا فرمان

سرخیل نقشبندیاں حضرت خواجہ امام ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت جب یہ مبارک زمانہ گزر جائے اور یہ بابرکت اولیاء واصفیاء بھی وفات پا جائیں تو پھر ہم کیا کریں تاکہ آفات زمانہ سے ہم اور ہمارا ایمان سلامت رہے۔

فرمایا ہر روز آٹھ ورق ان بزرگوں کے ارشادات و اقوال کے پڑھ لیا کرو۔

(بحوالہ تذکرۃ الاولیاء)

دربار عالیہ کلیام شریف آمد

یہ واقعہ راحت المریدین پیر عبداللہ شاہ صاحب بھنگالی شریف کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ بابا جی صاحب کے دل میں بیعت کا شوق ہوا تو آپ کلیام شریف حضرت میاں فضل الدین چشتی کلیامیؒ صاحب کے پاس تشریف لائے۔ میاں صاحب مجذوب لائن کے تھے اور ظاہری بجائے باطن پر زور دیتے تھے کثرت جذب وسکر کے باعث حضرت باوا جی فضل الدین چشتی کلیامیؒ سے ظاہری طور پر نماز چھوٹ گئی تھی۔ اس دن بھی آپ نے نماز نہ پڑھی۔ چونکہ بابا جی صاحب شریعت کے پابند تھے تو انہیں یہ طریقہ پسند نہ آیا اور عقیدہ میاں صاحب پر درست نہ رہا رات کو جب بابا جی صاحب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک شیر ہے اور اوپر گیدڑ کی کھال لپٹی ہوئی ہے بابا جی سمجھ گئے۔ صبح اٹھتے ہی بیعت کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن میاں صاحب نے فرمایا اب نہیں۔ اب آپ کشمیر تشریف لے جائیں آپ کے دل کو چین وہاں میسر ہوگا وہاں ایک بابا جی باشرع ہیں آپ ان کی بیعت حاصل کریں تو بابا جی صاحب کنیاں شریف تشریف لے گئے اور بابا جی نظام الدین کیانویؒ سے بیعت حاصل کی آپ کے ساتھ اور آدمیوں نے بھی بیعت حاصل کی۔ ان سب کو مرشد نے اسم ذات پکانے کی تاکید کی کہ اس کو اچھی طرح پکانا ہے رات ہوئی تو باقی لوگ سو گئے آپ نے سوچا کہ پیر صاحب نے حکم فرمایا ہے کہ اسم ذات کو پکاؤ تو اس کو پکانا چاہیے۔ سونے سے کیا فائدہ۔ تو آپ رات کو ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر ساری

رات اسم ذات پکاتے رہے ۔ مرشد کو آپ کی یہ بات بہت پسند آئی کہ انہوں نے ہمارے حکم کی تعمیل پہلے دن سے ہی شروع کردی ہے اور رات کو سوئے نہیں ۔ آپ بہت خوش ہوئے اور گلے لگا کر دعا دی دستار خلافت عطا فرما کر رخصت کیا اور فرمایا اب سہیاں دی پڑی (موجودہ موہڑہ شریف) جا کر بیٹھ جاؤ اور مخلوق خدا کو بیعت کرو اوران سے خوب اللہ اللہ کراؤ ۔ ان کی دعا اور برکت سے باباجی صاحب سہیاں دی پڑی تشریف لائے اور سہیاں دی پڑی کو موہڑہ شریف بنا دیا ۔

تعلیمات

غوث زماں سرکار موہڑویؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ صبح تین قسم کی ہوتی ہے۔صبح کاذب۔ صبح صادق۔ صبح عشاق۔

1۔ صبح کاذب:اس سفیدی کو کہتے ہیں جس کا کنارہ آسمان پر طولاً تھوڑی دیر کے لیے ظاہر ہوتا ہے۔

2۔ صبح صادق: اس سفیدی کو کہتے ہیں جو آسمان پر عرضاً پھیلتی ہے۔

3۔ صبح عشاق: غروب آفتاب سے لیکر طلوع آفتاب تک ہوتی ہے

''واہ سبحان اللہ'' ہر آنے والی رات اللہ والوں کی صبح عشاق ہوتی ہے یہی دل میں رکھ کر عشاق مصطفیٰ ﷺ یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں اس طرح باباجی ہر صبح عشاق میں تعلیم روحانی و توحید اور تعلیم ایمان میں مشغول ہو جاتے ۔ حضور غوث زماں سرکار موہڑویؒ سلوک کی تعلیم اکثر دیا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد صوفیائے اکرام کے تصوف اور اپنے کشف و شہود کی بنا پر تعلیم دیا کرتے تھے۔

''مرید کا یقین کچھ نہیں کرتا'' فرمان باباجی موہڑوی

پیر حاجی عبداالطیفؒ دربار عالیہ کالکا شریف والے راوی ہیں کہ حضور باباجی سرکار موہڑوی نے فرمایا کہ مرید کا یقین کچھ نہیں کرتا جب تک کہ پیر کو مرید کے بارے میں یقین نہ ہو کہ یہ کس قابل ہے جس وقت پیر کو مرید کے متعلق یقین ہو

جائے تو وہ تھوڑی دیر بعد رنگ دینا شروع کر دیتا ہے ۔ حضور غوث زماں سرکار موہڑوی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کا مقصد ان سات مقامات سے واقف ہونا ہے اور ان پر کار بند رہنا ہے۔

1۔ حقیقی بدن	2۔ حقیقی لباس	3۔ نور حقیقی
4۔ غیر لباس	5۔ نور ایمان	6۔ نور معرفت
7۔ خوف خدا		

واقفیت

- حقیقی بدن سے مراد روحانیت ہے
- حقیقی لباس سے مراد اتباع سنت ہے ۔
- نور حقیقی سے مراد خلیق با اخلاق اللہ ہے۔
- غیر لباس سے مراد خواہشات نفسانی ہے۔
- نور ایمان سے مراد عشق رسول ﷺ ہے۔
- نور معرفت سے مراد عشق الٰہی ہے۔
- خوف خدا سے مراد خدا کی ذات سے واقف ہونا ہے ۔ فنا ہیت کا مقام حاصل کرنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے بیعت حاصل کرنے والا انسان عملی طور پر ان پانچ بنائے اسلام کا پیکر بن جاتا ہے۔

1۔ تصور	2۔ خیال	3۔ چال
4۔ سانس	5۔ اسم ذات	

اصول خلافت

اصول خلافت بھی یہی پانچ چیزیں ہیں۔

☆خیال: تصور ذاتی کی مدد سے خدا کی طرف رجوع کرے۔

☆چال: ہر قدم پر یاد خدا کرے ۔ بایاں قدم اٹھاتے ہوئے اللہ اور دایاں قدم اٹھاتے ہوئے ہُو کہے۔

☆تصور: اپنا روحانی تصور اسم اعظم سے ملا کر خاص ذاتی نور کو پکڑے۔

☆سانس: ہر سانس پر ذکر جاری رکھے۔ اور تین سو ساٹھ جوڑ رگ و روح۔ قلب و زباں۔ آنکھیں۔ کان۔ سرخفی و اخفی سے ملا کر ایک اللہ کہنے سے، چار سو مرتبہ اسم ذات ادا ہوتا ہے اس سے طالب واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

☆اسم ذات: ہر وقت ذکر قلبی ور وحی جاری رکھے۔

فرمان خواجہ محمد بخش لکھنویؒ

دریا اگر طغیانی میں آ جائے تو اس سے فائدے کی بجائے نقصان کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ اس کے برعکس دریا کے آگے بند باندھ لیا جائے اور اس سے نہریں نکال دی جائیں تو دور دور تک اور بہت عرصے تک زمینیں سیراب ہوتی رہتی ہیں ۔ ویسے بھی ہلکی ہلکی بارش تیز بارش سے زیادہ مفید ہوتی ہے ۔ حضرت بابا جیؒ کے دریائے جوش سے ہزاروں نہریں نکلیں جو پوری دنیا کو سیراب کر رہی ہیں۔

انسانی جسم میں روشنی دینے والے مقامات

انسان کے جسم میں 365 رگیں ہوتی ہیں۔ جب تک یہ تمام رگیں روشن نہ ہوں ۔ جسم کا نظام نہیں چلتا۔ اسی بنا پر سال کے بھی 365 دن ہوتے ہیں۔ ان رگوں کو پانچ جگہوں اور مقامات سے روشن کیا جاتا ہے یا یہ کہ ان مقامات کے پانچ

منبع ہیں۔

1۔ سری 2۔ قلبی 3۔ خفی

4۔ روحی 5۔ نفسی

حضرت بہاؤ الدین ذکریا کے نزدیک 11 مقام ہیں ۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے نزدیک 5 مقام ہیں اور ہمارے آقا حضرت بابا جی موہڑویؒ کے نزدیک صرف 2 مقام سری اور قلبی ہیں۔

نماز پڑھنے کے متعلق اللہ والوں کی وضاحت

حضرت خواجہ محمد بخشؒ راوی ہیں کہ

فجر کی نماز محشر کے لیے پڑھو

ظہر اور عصر کی نمازیں دنیا کے لیے پڑھو

مغرب اور عشا کی نمازیں قبر کے لیے پڑھو

نماز فجر کی ساعت اور تفصیل یوں بیان فرمائی کہ فجر نماز اس لئے محشر کے لیے پڑھو کہ جیسے فجر کی نماز کے لیے صبح اٹھتے ہو ویسے ہی محشر کے دن اسی وقت گروہوں کی صورت میں لوگ بھاگیں گے۔ گروہوں میں اس لئے نماز کے متعلق فرداً فرداً سوال نہیں ہوگا۔ صبح کے وقت فجر کی نماز پڑھنے والا قیامت کے روز اسی طرح اٹھے گا جیسے سویا ہوا فجر کی نماز کے لیے اٹھتا ہے ۔ پھر تمام لوگ اسی طرح نبی ﷺ کی خدمت میں پیش ہوں گے۔

نماز ظہر اور عصر کے متعلق تفصیل

ان نمازوں کو دنیا کے لیے اس لیے پڑھنا چاہیے کہ جان کنی کے وقت انسان کو یہی دو اوقات نظر آتے ہیں چاہے ملک الموت 24 گھنٹے کے درمیان کسی

وقت بھی جان قبض کر رہا ہو۔ جب اسے قبر میں لے جایا جاتا ہے تو اسے مغرب اور عشاء کا وقت محسوس ہو رہا ہوتا ہے اس لیے مغرب اور عشاء کی نماز عذاب قبر سے بچنے کے لیے پڑھنی چاہیں۔ نماز پڑھنے والے افراد ان اوقات میں جب ذکر الٰہی میں مصروف ہوں گے۔ تو ان پر کسی قسم کی سختی یا اضطرار نہیں ہو گا بلکہ آسانی ہو گی اور وہ جنتی ہوں گے۔

نمازیں فرض کیسے ہوئیں

نماز فجر کے فرض ہونے کی دلیل:

فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے اس لئے ادا فرمائی تھی کہ حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالے جانے کے بعد آپ کی عمر کا ایک خاصہ حصہ معافی مانگنے میں گزر گیا۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو وسیلہ محمد ﷺ سے معافی ہوئی وہ وقت صبح کاذب اور صادق کے درمیان تھا۔ اس وقت حضرت آدمؑ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کر رہے تھے اے اللہ مجھے محمد ﷺ کے صدقے میں معاف فرما دے۔ جب یہ مبارک نام زبان سے ادا ہوا اور اسم اولیٰ کا واسطہ دیا تو بارگاہ رب ذوالجلال سے اعلان ہوا کہ اے آدم تجھے معاف کر دیا گیا۔ تیری معافی قبول ہوئی۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شکرانے میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور یہ دو رکعت نماز خدا کی بارگاہ میں افضل ہوئی اور امت محمدی ﷺ پر نماز فجر فرض ہوئی۔

نماز ظہر کے فرض ہونے کی دلیل:

حضرت نوحؑ کی بددعا سے طوفان آیا۔ آپؑ بیڑے میں سوار اپنے 80 ساتھیوں کے ساتھ عذاب الٰہی کا نظارہ کر رہے تھے۔ لیکن دنیاوی تباہی اور عذاب کی

شدت کی وجہ سے طبیعت مضمحل اور مضطرب تھی۔ جب طوفان کم ہوا۔ آپ کا بیڑہ جودی پہاڑ پر لگا اور اس سے آپ باہر نکلے تو شکرانے میں چار رکعت نماز ادا فرمائی یہ وقت نماز ظہر کا تھا یہ وقت نماز بھی خدا کی بارگاہ میں افضل ہوا اور امت محمدی ﷺ پر نماز ظہر فرض ہوئی۔

نماز عصر کے فرض ہونے کی دلیل:

نماز عصر حضرت عزیرؑ نے پڑھی تھی۔ حضرت عزیرؑ صاحب ثروت شخصیت تھے۔ اور خدا کے بڑے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ آپ کا واقعہ قرآن پاک کی سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۲ میں کچھ اس طرح ہے جس کا ترجمہ اعلیحضرت فاضل بریلوی صاحبؒ نے کچھ اس طرح کیا ہے۔ ترجمہ "اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیوں کر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا ایک سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر کچھ یوں ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر ایک بستی سے ہوا بستی سے مراد بیت المقدس ہے جب بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا اور تباہ کر ڈالا بستی کو پھر حضرت عزیرؑ وہاں سے گزرے آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش (گدھا) پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا۔ بستی کی

عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے برائے تعجب کہا اسے کیوں کر جلائے گا خدا اس کی موت کے بعد اور آپ نے اپنے گدھے کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور گدھا بھی مر گیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقع ہے اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا جب آپ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا پہلے آنکھوں میں جان آئی ابھی تک تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب سے پہلے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے؟ آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے۔ فرمایا تم سو برس ٹھہرے۔ اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھئے کہ ویسا ہی تازہ ہے اور اپنے گدھے کو دیکھئے کہ وہ مر گیا اور گل گئے اعضاء اس کے آپ کی نگاہ کے سامنے اسکے اعضاء جمع ہوئے اور ان پر گوشت چڑھا۔ گوشت پر کھال آئی بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ واقعہ دیکھ کر حضرت عزیرؑ نے چار رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی اور یہ وقت نماز عصر کا تھا۔ بارگاہ ایزدی میں یہ چار رکعت نماز مقبول ہوئی اور امت محمدی ﷺ پر نماز عصر فرض ہوئی۔ بعد ازیں حضرت عزیر اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے محلّہ میں تشریف لائے سر اقدس اور ریش مبارک کے بال سفید تھے عمر وہی چالیس سال کی

تھی کوئی آپ کو نہیں پہچانتا تھا اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے اور ایک بوڑھی عورت سے ملاقات ہوئی جس کی عمر 150 سال تھی جس کے پاؤں رہ گئے تھے وہ نابینا ہو گئی تھی وہ آپ کے گھر کی باندی تھی اور اس نے آپ کو دیکھا تھا آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیرؑ کا مکان ہے اور عزیر کہاں ہے وہ بولی انھیں مفقود ہوئے سو برس گزر گئے یہ کہہ کر وہ خوب روئی آپ نے فرمایا میں عزیرؑ ہوں اس نے کہا ''سبحان اللہ'' یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا پھر زندہ کیا اس نے کہا حضرت عزیرؑ مستجاب الدعوات تھے جو دعا کرتے قبول ہوتی آپ دعا کیجئے کہ میں بینا ہو جاؤں تا کہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھوں آپ نے دعا فرمائی وہ بینا ہوئی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ خدا کے حکم سے اس کے پاؤں درست ہو گئے اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ بے شک حضرت عزیرؑ ہی ہیں وہ آپ کو بنی اسرائیل کے محلہ میں لے گئی وہاں ایک مجلس میں آپ کے فرزند تھے ان کی عمر ایک سو اٹھارہ برس کی ہو چکی تھی اور آپ کے پوتے بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے بڑھیا نے مجلس میں پکارا کہ حضرت عزیرؑ تشریف لے آئے اہل مجلس نے اس کو جھٹلایا اس نے کہا مجھے دیکھو آپؑ کی دعا سے میری یہ حالت ہوگئی لوگ اٹھے اور آپ کے پاس آ گئے آپ کے فرزند نے کہا کہ میرے والد صاحب کے شانوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال تھا جسم مبارک کھول کر دکھایا گیا تو وہ موجود تھا اس زمانہ میں توریت کا کوئی نسخہ نہ رہا تھا کوئی اس کا جاننے والا موجود نہ تھا آپ نے تمام توریت حفظ پڑھ دی ایک شخص نے کہا کہ مجھے اپنے والد سے معلوم ہوا کہ بخت نصر کی ستم انگیزیوں کے بعد گرفتاری کے زمانہ میں میرے دادا نے توریت ایک جگہ دفن کر دی تھی اس کا پتہ مجھے معلوم ہے اس پتہ پر جستجو کر کے توریت کا وہ مدفون نسخہ نکالا گیا اور حضرت عزیرؑ نے اپنی یاد سے جو توریت لکھائی تھی اس سے مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ نکلا

نماز مغرب کے فرض ہونے کی دلیل:

نماز مغرب حضرت داؤدؑ نے ادا فرمائی وہ اس طرح کہ آپ کی ایک لغزش کی پاداش میں اللہ جل شانہ نے آپ کی سرزنش فرمائی۔ آپ کی ایک عمر توبہ کرنے اور رونے میں گزر گئی اور معافی طلب کرتے رہے۔ معافی ہونے پر آپ نے چار رکعت نماز کی نیت کر کے ادا فرمانی شروع کی۔ آپ نماز میں لمبا قیام و سجود کیا کرتے تھے ابھی آپ نے تین رکعت نماز ادا فرمائی تھیں۔ کہ نماز مغرب کا وقت فوت ہو چکا تھا اور آپ نے سلام پھیر دیا خدا کی بارگاہ میں وہ تین رکعت بہت مقبول ہوئیں۔ اور امت محمدیہ پر نماز مغرب فرض ہوئی۔ عشاء کی نماز حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ جل شانہ کے وصال کی خاطر ادا فرمائی۔ اس لئے نماز عشاء جناب رسول اکرم ﷺ کی نماز ہے۔

انبیاء کی شکرانے کی نمازوں کو امت محمدیہ ﷺ کے لیے فرض فرمادیا گیا تا کہ امت محمدی ﷺ سنت الانبیا کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کی عبادت سے زیادہ اور جلد قرب حاصل کر سکے۔ اور یہ رحم و کرم صرف امت رسول ﷺ پر خاص طور پر کیا گیا۔

تین آدمیوں کا مسلمان بننا مشکل ہے

محبوب حقیقی کو پانے کے لئے سچا یقین۔ عجز و انکساری لازمی اُمور ہیں۔ دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بیعت کرنی حرام ہے۔ آپؐ کا فرمان ہے کہ تین آدمیوں کا مسلمان بننا بڑا مشکل ہے ان کے لیے بہت خطرات ہیں۔

1۔ سیّد 2۔ صاحبزادہ 3۔ عالم

اگر یہ تینوں مسلمان بن جائیں تو لاکھوں انسانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

ہر شخص کے تین نفس ہوتے ہیں

نفس امارہ: جو دنیاوی خواہشوں اور انکی طلبی میں رجوع رکھتا ہے۔

نفس لوامہ: کبھی خدا اور کبھی دنیا کی طرف رجوع رکھتا ہے۔

نفس مطمئنہ قلبی:۔ جب یہ قید لگتی ہے تو نفس قید ہو جاتا ہے اور پھر روح ہر جگہ پرواز کرتی ہے۔ جسم میں روح نہیں بلکہ روح میں جسم مقید ہو جاتا ہے۔

دعا تقدیر بدل دیتی ہے

دعا کے متعلق حضرت غوث زماں سرکار موہڑوی نے فرمایا۔ دعا کی حقیقت نیاز مندی ہے۔ مگر اس میں بڑی طاقت ہے نبی ﷺ نے فرمایا۔ لا یرد القضاء الا الدعا ترجمہ: تقدیر کو دعا موڑ دیتی ہے۔ اس دعا کی قوت سے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو نوازا ہے جن کی دعا سے امراض سے شفا ملتی ہے۔ گمراہ کو ہدایت ملتی ہے۔ جہنمی کو جنت حاصل ہوتی ہے یہی دعا ولی اللہ کی کرامت بن کر ظاہر ہوتی ہے۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اور فرمایا۔ من لم یسئل اللہ یغضب علیہ۔ جو اللہ سے نہیں مانگتا۔ خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اس لیے بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعائیں مانگ کر اس کی ناراضگی سے بچیں۔ اولیا اللہ کی دعا کی تاثیر سے دنیا و آخرت کے کام سنورتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کی زبان ذکر الٰہی کی وجہ سے پُر تاثیر ہوتی ہے اور جلد مقامِ قبولیت تک پہنچتی ہے۔ مزید کتب احادیث میں باب المعجزات اور باب الکرامات کا مطالعہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مرشد کامل خواجہ موہڑویؒ کی دعا ہمارے حق میں منظور فرمائے۔ آمین۔

تعداد نماز جنازہ

نماز جنازہ 22 نومبر 1943 بمطابق 7 مگھر بعد دوپہر ہوئی۔ ذرائع آمدورفت کی عدم موجودگی کے باوجود لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ 20 تا 22 نومبر کسی فرد کو رات دن میں ایک منٹ سے زائد زیارت کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ نماز جنازہ کی تعداد تقریبا پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ پھر 23 نومبر کو بھی لوگ آتے رہے اور یہ سلسلہ چالیس دن تک قائم رہا۔ لوگوں کا اتنا جم غفیر تھا کہ آپ کی نماز جنازہ گیارہ مرتبہ ادا کی گئی۔ اور بعض احباب طریقت نے ہندوستان و پنجاب اور کشمیر میں بھی مختلف جگہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

سعادت غسل

غسل مبارک کی سعادت حضرت سید پیر امام علی شاہ صاحب بھنگالی شریف۔ مولوی سید رسول صاحب نوروی (ہزارہ)۔ مولوی غلام رسول صاحب بارل (آزاد کشمیر)۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب پھلیاں ریاست پونچھ خلیفہ امیر محمد صاحب امرت سر (انڈیا) کو حاصل ہوئی۔

سعادت نماز جنازہ

حضور غوث زمان سرکار موہڑویؒ کی نماز جنازہ آپ کے عظیم خلیفہ الحاج پیر امام علی شاہ صاحب فیض رساں بھنگالی شریف نے پڑھائی۔ حضور خواجہ غریب النواز موہڑویؒ نے پیر امام علی شاہ صاحب کو تجویز فرمایا تھا۔ ساڑھے تین بجے پلنگ تابوت مبارک اٹھایا گیا۔ لحد مبارک تک تقریبا ایک فرلانگ سے کم مسافت ہو گی۔ بوجہ کثرت ہجوم زائرین و عشاق بڑی مشکل سے سات بجے وہاں پہنچے۔ صندوق لحد مبارک میں غوث المعظم حضور پیر خان صاحب غریب النواز موہڑویؒ ۔ پیر مبارک

خان صاحب اور دیگر صاحبزادگان اور خلفاء نے اتارا۔ تصوف و عرفان کے آفتاب عالم تاب کو لوگوں کی ظاہری نظروں سے زیر زمین اوجھل کر دیا گیا۔ آپ کا فیضان آج بھی جاری و ساری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ ''انشاء اللہ''۔ عقیدت مند اور مریدین دلی مرادیں حاصل کرتے رہیں گے۔

ہو گئے اللہ ہو کہہ کر جاں بحق
کس قدر قاسمؒ کا نیک انجام تھا
قاصدان پیران پیر حضرت رجب علی
کہہ گئے جو غوث کا پیغام تھا

آخری ارشاد مبارک

تقریباً دو ہفتے قبل از وصال مبارک حضور غوث زماں سرکار موہڑویؒ نے اپنی اولاد و خلفاء کو دربار شریف طلب فرما کر تعلیم ایمان اور توحید دے کر ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص خواہ امیر ہو یا غریب کم فہم ہو یا عقلمند۔ اگر تمہارے پاس آئے تو اس سے نہایت مشفقانہ برتاؤ کر کے چھاتی سے لگائیں اور تعلیم سے آراستہ کریں۔ حسد۔ کینہ اور بغض سے پاک رہیں پھر آخر میں اپنے فرزند ارجمند امین الامت غوث المعظم حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحب المعروف حضور پیر خان صاحب غریب النواز موہڑویؒ کو اپنے پاس بلایا اور آپ نے اپنے سر مبارک سے دستار مبارک اتار کر ان کے سر پر رکھی یعنی دستار بندی فرمائی اور جبہ مبارک بھی پہنایا اور پھر فرمایا اب میرا بیٹا ہی موہڑہ شریف کا وارث کل ہے۔

آپ کے معاصرین اکرام

حضور قبلہء عالم باواجی صاحبؒ کے ہم عصر مشائخ عظام کے نام نامی اسم

گرامی حسب ذیل ہیں۔

- حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ، تونسہ شریف
- حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ، تونسہ شریف
- حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ، سیال شریف سرگودھا
- حضرت خواجہ محمد دین صاحبؒ، سیال شریف
- حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ، گولڑہ شریف اسلام آباد
- حضرت باوا جی فضل الدین چشتی کلیامیؒ، کلیام شریف راولپنڈی
- حضرت خواجہ احمد صاحب میرویؒ، میرا شریف
- حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحب قادریؒ، شمس آباد مری روڈ راولپنڈی
- حضرت خواجہ امیر احمد صاحبؒ، بسال شریف اٹک
- حضرت دیوان غیاث الدین صاحبؒ، اجمیر شریف
- حضرت دیوان سید محمد صاحبؒ، پاک پتن شریف
- حضرت پیر حیدر شاہ صاحبؒ، جلالپور شریف، جہلم
- حضرت سید پیر فضل شاہ صاحبؒ، جلالپور شریف، جہلم
- حضرت خواجہ محمد امین صاحبؒ، چکوڑی شریف گجرات
- حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم صاحبؒ، عید گاہ شریف راولپنڈی
- حضرت سلطان نور احمد صاحب دربار سلطان العارفینؒ، حضرت باہو جھنگ
- حضرت سلطان محمد حسن صاحب دربار سلطان العارفینؒ، حضرت باہو جھنگ
- حضرت بابا جی خواجہ فقیر محمد فاروقی نقشبندی چوراہیؒ، چورہ شریف اٹک
- اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحبؒ، فاضل بریلوی بریلی شریف
- خواجہ معظم دین صاحبؒ، مرولہ شریف
- حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ، علی پور شریف سیالکوٹ

- حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوریؒ، علی پور شریف سیالکوٹ
- حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ، شرق پور شریف شیخوپورہ
- حضرت سید غلام عباس شاہ صاحبؒ، مکھڈ شریف اٹک
- حضرت پیر سید قطب شاہ صاحبؒ قادری، سندیلہ شریف فیصل آباد
- حضرت خواجہ پیر غلام نبی شاہ صاحبؒ نقشبندی، کھنوال شریف چکوال
- حضرت خواجہ پیر فتح حیدر شاہ صاحبؒ نقشبندی، کھنوال شریف چکوال
- حضرت خواجہ پیر عبد الرب صاحب عثمانیؒ، روپڑ شریف راولپنڈی
- حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحبؒ، چھوہرہ شریف، ہزارہ
- حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ، موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان
- حضرت خواجہ پیر علاؤ الدین صاحبؒ، موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان
- حضرت سید لعل شاہ صاحب نقشبندیؒ، دندہ شاہ بلاول، تلہ گنگ
- حضرت مخدوم صدرالدین شاہ صاحب گیلانیؒ، ملتان شریف
- حضرت خواجہ فضل دین صاحبؒ، چاچڑاں شریف
- حضرت محمد عبداللہ چشتیؒ، تلونڈی شریف
- بابا غلام فرید بٹالویؒ، بٹالہ شریف (انڈیا)
- حضرت خواجہ محمد امیر کوٹؒ، اٹل شریف (ڈی آئی خان)
- سید چانن شاہ صاحبؒ، جابہ شریف
- سید غلام عباس شاہؒ، لاہور

حضرت بابا جی کے معتقدین

مریدین اور خلفاء مختلف روایات میں

روایت نمبر 1:

حضرت بابا جی خواجہ محمد قاسم صادقؒ نے اپنی حیات میں 17 لاکھ تشنگان توحید کو بیعت کیا۔ جن میں سے 35 ہزار آپ کے خلفاء تھے۔ ان 35 ہزار خلفاء میں سے 750 صاحب طریقت خلفاء تھے۔ جن کی تعلیمات کا فیضان اب بھی جاری و ساری ہے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ۔ حضرت بابا جی فضل الدین کلیامیؒ۔ حضرت خواجہ تونسویؒ۔ خواجہ غلام نبی شاہ کھنوال شریفؒ۔ حضرت خواجہ شیر محمد شرقپورؒ شریف والے۔ پیر عبدالربؒ صاحب روپڑ شریف اور خواجہ جلالپور شریف والے آپ کے ہم عصر تھے۔ حضرت بابا جی کا سلسلہ نقشبندیہ ہے اور آپ کو چاروں سلاسل میں بیعت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ جو آپ نے اپنے صاحب طریقت خلفاء کو بھی منتقل کیا۔ لیکن آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کو ہی زیادہ ترجیح دی۔

روایت نمبر 2:

حضرت بابا جی قاسم موہڑویؒ کے دربار میں جو بھی آتا تھا آپ چند دن رہنے کے لیے فرماتے تھے۔ اگر کسی کو جلدی ہوتی تو فرماتے کہ مرغی جب انڈوں پر

بیٹھتی ہے تو چاہتی ہے کہ جلد بچے نکل آئیں مگر پھر بھی 21 دن لگ جاتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ میں روحانیت کے سمندر کے کنارے بیٹھا ہوں جو کوئی آتا ہے میں اسے سمندر میں ڈبو دیتا ہوں آگے اس کی ہمت چاہے تو ہیرے نکالے چاہے تو ڈبکی لگا کر خالی ہاتھ نکل آئے۔ یعنی میں سب کو دیتا ہوں۔ بہت کم لوگ لیکر جاتے ہیں۔ حضرت بابا جی موہڑویؒ کا فرمان ہے کہ میرے 28 لاکھ مریدین ہیں جن میں 11 ہزار اولیاء اللہ ہیں اور تین عاشق مولیٰ ہیں۔ آپ کا دربار روحانیت کا ایسا بے کراں دریا ہے کہ اس میں جس نے بھی غوطہ لگایا تو یہی کہتا ہوا گیا کہ جو کچھ میں نے پایا ہے شاید ہی کسی کو ملا ہوگا۔ سبحان اللہ

قاسم الانوار زاھد کا یہی دربار ہے
نور سے پر نور ہے اور فیض کا گلزار ہے

آپ کے خلفاء

آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ سرزمین موہڑہ شریف میں سلوک وتصوف کی منازل طے کرنے والے کچھ بزرگوں کے اسماء گرامی جو معلوم ہو سکے ہیں وہ یہ ہیں۔

- حضرت محمد بخش صاحب والئی لکھن شریف (ضلع لاہور)
- حضرت سید امام علی شاہ صاحب بھنگالی شریف گوجرخان
- حضرت خواجہ پیر عنائیت اللہ خان صاحب رجوعیہ شریف حویلیاں
- حضرت خواجہ پیر محمد عبدالرحیم صاحب باغدروی باغدرہ شریف حسن ابدال
- حضرت سید پیر محمد شاہ کاظمی المعروف طوری بابا جیؒ ایبٹ آباد
- حضرت سید پیر وہاب شاہ صاحب طوری شریف ایبٹ آباد

- حضرت سید پیر ولائیت شاہ ہمدانی گگانوالہ شریف چونترہ راولپنڈی
- حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی صاحبؒ نیریاں شریف تراڑکھل
- حضرت پیر محمد دراب خان المشہور پیر ثانی صاحبؒ نیریاں شریف
- حضرت پیر محمد ابراہیم کابلی افغانی صاحبؒ افغانستان
- حضرت سید پیر مقصود علی شاہ صاحب کوٹ گلہ شریف تلہ گنگ
- حضرت قطب زمان حضرت شاہ صاحب المعروف زندہ پیر گھمکولوی گھمکول شریف کوہاٹ
- حضرت شاہ پیر صاحب چکوال
- حضرت پیر شیخ عبدالقادر صاحب، لنگر پور شریف، آزاد کشمیر
- حضرت خلیفہ پیر عبدالرحمٰن صاحب کشمیر
- حضرت پیر غلام مصطفیٰ صاحب المعروف پیر ایرانی شاہ صاحب حیدر آباد سندھ
- حضرت حاجی پیر ملنگ بابا صاحب بمبئی انڈیا
- حضرت پیر عبدالرزاق صاحب بانس بریلی انڈیا
- حضرت پیر حکیم غلام نبی صاحب بمبئی انڈیا
- حضرت پیر سید مزمل شاہ صاحب سرگودھا
- حضرت خلیفہ پیر امیر احمد صاحب بوڑا جنگل شریف
- حضرت صوفی عزیز احمد صاحب سمندری
- حضرت حضرت پیر محمد اشرف صاحب، دوہٹہ عظمت شریف حافظ آباد
- حضرت پیر فتح دین صاحب دووان شریف
- حضرت حاجی سائیں اللہ دتہ صاحب تندر شریف
- حضرت پیر نور محمد صاحب مکڑہا شریف شنکیاری
- حضرت بابا چراغ دین صاحب گہیال شریف سرائے عالمگیر

- حضرت پیر قائم الدین صاحب پھلکوٹ شریف ایبٹ آباد
- حضرت پیر معراج الدین صاحب کوٹلی ستیاں مری
- حضرت قاضی عبدالقادر صاحب، جھاوریاں
- حضرت پیر حکیم فضل کریم قاسمی صاحب چک نمبر 15 شمالی بھلوال سرگودھا
- حضرت پیر حکیم فیض بخش صاحب جھاوریاں
- حضرت پیر فقیر محمد صاحب ریواڑی والے شجاع آباد
- حضرت صوفی محمد صدیق صاحب شاہ پور سرگودھا
- حضرت خلیفہ پیر عبدالمجید صاحب رام پور انڈیا
- حضرت بابا غلام یسین صاحب خانیوال
- حضرت مولوی شیر محمد صاحب امرت سر انڈیا
- حضرت خلیفہ مولوی سید رسول صاحب نوردی ہزارہ
- حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب پھلیاں ، ریاست پونچھ آزاد کشمیر
- حضرت خلیفہ سائیں الف دین صاحب، کوٹلی
- حضرت صوفی اسماعیل صاحب جہلم
- حضرت پیر سید عبداللہ شاہ صاحب بھنگالی شریف
- حضرت پیر سید غلام مصطفیٰ صاحب کاظمی طوری شریف
- حضرت پیر سید اکبر شاہ بخاری پشاور
- حضرت پیر فضل احمد شاہ صاحب پوران شریف
- حضرت سید ولائیت علی شاہ صاحب، چک عبدالخالق، جہلم
- حضرت غوث محمد شاہ صاحب، چک عبدالخالق، جہلم
- حضرت پیر سید میراں شاہ صاحب المعروف پیر کنارہ شریف گجرات
- حضرت پیر سید کرامت حسین شاہ صاحب، چک ۴۷، سرگودھا

- حضرت پیر گل مبارک صاحب لنڈی کوتل
- حضرت پیر علی اکبر شاہ صاحب ڈھنگوال شریف
- حضرت مفتی شفیق الرحمٰن صاحب نقشبندی اٹک
- حضرت خواجہ غلام سرور مجددی صاحب باولی شریف گجرات
- حضرت الحاج صوفی اللہ ودھایا خان صاحب باولی شریف
- حضرت خلیفہ الحاج حضرت رکن الدین صاحب قاسمی زاہدی
- استاد محترم الحاج پیر اولیاء بادشاہ فاروق
- حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب پشاور
- حضرت مولانا شاہ نواز صاحب گنگانوالہ شریف چونترہ
- حضرت خلیفہ اسماعیل خیل صاحب
- حضرت حاجی عبداللطیف صاحب کالکا شریف، انڈیا
- حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب ٹھلہ شریف (چک بیلی خان)
- حضرت پیر صوفی نور محمد صاحب ٹھیری سانسی (گوجرانوالہ)
- حضرت خواجہ پیر عبدالرشید صاحب المعروف پیر جالندھری قاسم آباد شریف کمالیہ
- حضرت سید الف شاہ صاحب طاہر، کھاریاں
- حضرت پیر حافظ عبدالرحیم نقشبندی رنگیل پور شریف لاہور
- حضرت مولانا پیر عبدالحق مفتیؒ جمرود پشاور
- حضرت پیر سید نور حسن شاہ لاہور المشہور سخی بادشاہ، وسن پورہ، لاہور
- حضرت سائیں ولی داد صاحب، راجوری، انڈیا
- حضرت پیر فضل الرحمٰن زاہدی فاروقی، تندر شریف
- حضرت پیر سائیں کرم الٰہی صاحب، مری روڈ، راولپنڈی
- حضرت سائیں سکندر صاحب، دیسال، ایبٹ آباد

- حضرت شیخ الحدیث سید رفیق شاہ صاحب کاشمیری چکار
- حضرت خلیفہ پیر صالح محمد صاحب زاہدی
- حضرت سید عظیم شاہ صاحب (ہاتھیان، مدین، سوات) مردان، صوبہ سرحد

یوں تو بابا جیؒ کے خلفاء کی بہت بڑی تعداد ہے میں مختلف روایات پہلے نقل کر چکا ہوں۔ مشہور و معروف اور اہل سلسلہ خلفاء کے نام لکھ دیے ہیں۔ اگر تمام خلفاء کے نام لکھنا شروع کر دوں تو ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ انشاء اللہ پھر کبھی قلم اٹھائی تو مزید مشہور خلفاء کے نام لکھنے کی سعی کروں گا۔ خدا منظور و مقبول فرمائے۔ آمین۔

روحانی باپ

حضرت غوث زماں خواجہ پیر محمد قاسم صادق نقشبندیؒ، مجددیؒ، بانی و والی سرکار موہڑہ شریف فرماتے ہیں میرا فرزند وہ ہے جو میری راہ پر چلے اور میرے نمونے سے ہدایت حاصل کرے اور جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور میری ملاقات کو آتے ہیں یا آنے کا ارادہ رکھتے ہیں مگر کسی مجبوری سے آ نہیں سکتے قیامت کے روز انشاء اللہ ان سب کی بخشش کی سفارش کروں گا۔

آپ کی کرامات

جاری ہے آج تک فیض ان کا کون کہتا ہے ملتا نہیں
بٹ رہا ہے محمد ﷺ کا صدقہ لوٹ لو جس نے لوٹا نہیں
مدینے کی مہک آتی ہے قاسم کے گھرانے سے
شعور بندگی ملتا ہے میرے پیر خانے سے

کرامت کی تعریف:

''کرامات'' جمع ہے ''کرامت'' کی۔ کرامت اسے کہتے ہیں جس امر کو انسانی عقل تسلیم کرنے سے عاجز رہے لیکن وہ امر یا کام وقوع پذیر ہو جائے اسے کرامت کہتے ہیں علامہ شہاب الدین احمد نے اپنے رسالہ ''اثبات کرامات اولیاء'' میں کرامت کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:۔

کرامت ایسے خرق عادت امر کا نام ہے جو نہ نبوت سے تعلق رکھے اور نہ قبل از زمانہ ،نبوت ہو اور وہ ایسے شخص سے ظاہر ہو جس کا ظاہر اصلاح پر مبنی ہو۔ وہ کسی نبی کا متبع ہو اور اس کی شریعت کا پابند ہو اس کا اعتقاد صحیح ہو اور اس کے اعمال صالح ہوں۔

''مجالس الابرار'' میں کرامت کے ضمن میں اس طرح تحریر ہے:۔

سچی کرامت وہ ہے جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ کرامت کی

غایت یہ ہے کہ انسان استقامت اور اس کے کمال کو حاصل کرے جو کرامت انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کے حصول اور تقویٰ و استقامت کی توفیق دے اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں:۔

مفتی احمد عزیز اللہ صاحب مجددی مرحوم ومغفور نے قدرت ،معجزہ، کرامت اور شعبدہ یا استدراج کو ایک ہی ترازو میں تول کر اس کی تعریف یوں بیان کی کہ:۔

ہر وہ امر یا کام جو عقل کو عاجز کر دے اگر بارگاہ خداوندی کی طرف سے ہو تو قدرت کہلائے گی (جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ کے پیدائش اور مریم علیہ السلام کے پاس بن موسم کے پھل یہ خدا کے قانون کے خلاف لیکن اس کی قدرت کا کرشمہ ہیں)

نار نمرود میں ابراہیم علیہ السلام کو آتش کا نہ جلانا خدا کی قدرت اور ابراہیم علیہ السلام کا نہ جلنا نبی کا معجزہ ان اوامر پہ عقل عاجز ہے۔

اسی طرح حضرت آصف بن برخیا کا تخت بلقیس لانا ولی کی کرامت کہلاتا ہے۔

اگر کسی غیر مسلم سے ایسا کام سرزد ہو جس سے عقل عاجز ہو جائے تو اسے شعبدہ یا استدراج کہا جاتا ہے۔

1۔ حضور غوث زمان بابا جی موہڑویؒ کی ہر بات کرامت تھی۔ آپ نے تمام عمر سنت نبوی پر عمل فرمایا اور دوسروں کو بھی یہی راہ اختیار کرنے کی تعلیم دی۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں پچاس برس قبل ہی اپنے عرس مبارک کی تاریخ متعین فرما دی تھی۔ آپ سے بار بار درخواست کی گئی کہ یہ تاریخ تبدیل ہونی چاہیے۔ لیکن آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ یہ تاریخ درست ہے۔ پچاس برس کے بعد ٹھیک اسی تاریخ کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ آخری ایام زندگی میں آپ اکثر مواقع پر فرمایا کرتے کہ میں اپنا ختم و خیرات پچاس برس سے کر رہا ہوں۔

2۔ حضور خواجہ تونسوی صاحب کے پاس ایک بہت بڑے عالم دین پہنچے۔ آپ نے مولانا صاحب سے پوچھا کہ مولانا صاحب کسی کے مرید بھی ہوئے کہ نہیں۔ عرض کیا کہ دل چہتا نہیں۔ کسی کے پاس جانے کو خواجہ تونسوی نے فرمایا کہ پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے پاس چلے جائیں۔ وہ موہڑہ شریف بابا جی کے پاس پہنچا۔ آپ سے شرف ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ خواجہ تونسوی صاحب نے آپ کو مرید نہیں کیا۔ عرض کی نہیں ۔ انہوں نے ادھر آپ کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت بابا جی صاحب نے جو توجہ فرمائی تو وہ دربار میں تڑپنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آپ نے مرید خواجہ تونسوی کا ہی ہونا ہے آپ میں جو کچھ کمی تھی وہ میں نے پوری کر دی ہے۔

3۔ حضرت خواجہ پیر عنائیت اللہ خان صاحب رجوعیہ شریف حویلیاں جو کہ حضور غوث زماں موہڑویؒ کے عظیم خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کے علاقہ کے لوگ بہت ہی سخت دل اور دلیر ہیں ۔ خود پیر صاحب رجوعوی بھی اپنے علاقے کے خان تھے۔ مرد حق کی نظر پڑتے ہی درویشی اختیار کر لی اور خرقہ خلافت عطا ہوا۔ آپ کے علاقہ کے لوگوں نے پروگرام بنایا ہم موہڑہ شریف جا کر ان کے پیر صاحب سے چند باتیں کریں گے۔ سنا ہے وہ بہت فیض رساں ہیں ۔ جب یہ (خوانین) موہڑہ شریف پہنچے۔ دربار شریف میں حاضری ہوئی۔ غوث زماں سے ملاقات ہوئی۔ چہرہ انور پر روحانیت کی عجیب کیفیت تھی۔ کافی دیر تک تمام خان خاموش رہے۔ پھر غوث زماں نے فرمایا کہ آپ نے جو کچھ باتیں کرنی تھیں وہ کریں۔ سب کے سب خاموش رہے اور سب کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ سنا ہے کہ آپ لوگ بہت تیاری کر کے آئے ہیں۔ کہ آج ہم باتیں کریں گے۔ اب آپ لوگ خاموش کیوں ہیں۔ ان پر اس قدر روحانی اثر ہوا کہ سب حضرت بابا جی صاحب سے معافی کے طلبگار ہوئے اور سب کے سب بیعت

ہو گئے۔

4۔ حضرت امین الامت غوثِ زمان مرشد کامل خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحب المشہور حضور پیر خان صاحب غریب النواز موہڑویؒ راوی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ موہڑہ شریف کے ساتھ ملوٹ گاؤں میں ایک گھر میں آگ لگ گئی۔ اہل خانہ بہت پریشان ہوئے۔ ادھر غوث زماں سرکار موہڑویؒ نے مجھے یاد فرمایا۔ میں بارگاہ موہڑویؒ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک لوٹے میں پانی لائیں۔ غوث زماں کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے کچھ دیر کلام پڑھ کر مراقبہ کیا۔ اور پھر پانی کو تین بار اس گاؤں کی طرف پھینکا۔ میں خاموش رہا۔ جلالیت کا عجیب عالم تھا۔ جب دوسرے دن دربار میں وہ آدمی آیا۔ تو غوث زمان نے مکان کے متعلق پوچھا۔ اس نے عرض کی کہ جناب گھر کو آگ لگ گئی تھی تو میں نے فریاد کی۔ اچانک پانی کے تین جھونکے آئے اور آگ سرد ہو گئی اور میرا مکان بچ گیا۔ آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا اے رب کائنات تو نے اپنے بندے کو جو کچھ عطا کیا ہے تیرا شکر اگر میں ہر سانس کے ساتھ ادا کروں تو کم ہے۔

5۔ حضرت علامہ قاضی محمد ریاض صاحب خطیب جامع مسجد ڈھڈیاں و خلیفہ مجاز دربار عالیہ گھمکول شریف نے جمعہ کے دن اپنے خطاب میں کئی مرتبہ بابا جی غوث موہڑویؒ کی کرامت بیان کی کہ ایک چور بابا جی غوث موہڑویؒ کے دربار عالیہ میں چوری کرنے کے لیے آیا تو دل میں کہہ رہا تھا کہ چوری کروں گا کیونکہ بابا جی بوڑھے ہیں اور نظر بھی نہیں آتا اور بابا جی کے بیٹے بھی گھر نہیں ہیں۔ دیوار توڑ دوں گا اور خزانہ لوٹ لوں گا۔ حضرت بابا جی روشن ضمیر تھے اپنے مریدین سے کہا کہ جاؤ چشمے پر میرا مہمان آیا ہے اسکو بلاؤ کہ بابا جیؒ بلا رہے ہیں۔ جب یہ لوگ چشمے پر پہنچے تو چور نے دیکھ لیا تو دل میں کہنے لگا کہ میں چور ہوں۔ وہ آدمی آکر کہنے لگے کہ بابا جی تمہیں بلا رہے ہیں۔ تو اس نے ٹالنا چاہا۔ مگر اصرار کرنے پر

ساتھ چل پڑا۔ جب بابا جی کے دربار میں پہنچا تو بابا جی نے مریدین سے فرمایا کہ تم چلے جاؤ میرا اس سے کام ہے۔ بابا جی نے اندر بلا کر اس سے کہا کہ تم چوری کرنے کے لیے آئے ہو میرے بیٹے گھر پر نہیں ہیں اور مجھے نظر بھی نہیں آتا۔ تم دیوار توڑ دو گے پھر میں کس سے بنواؤں گا۔ یہ خزانے کی چابیاں لے لو اور لوٹ لو۔ چور نے جب یہ باتیں سنیں تو قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگی تو کہنے لگا کہ حضور غوثؒ پاک کے پاس چور گیا تو قطب بنا دیا گیا تو آپ مجھے مسلمان ہی بنا دیں۔ حضرت بابا جیؒ جوش میں آ گئے اور چھاتی سے لگایا۔ ولی بنا کر دستار بندی کرا دی یعنی خلافت عطا کر دی۔

خواجہ قاسم مرشد روشن ضمیر
کاروان عشق و مستی را امیر

6۔ حضرت خواجہ پیر محمد قاسم صادقؒ کے خلیفہ سائیں الف دین صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور غوث زماں بابا جی صاحب نے مجھے اندر بلایا اور فرمانے لگے کہ آؤ سیر کریں اور حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو۔ پھر فرمایا کہ میرے ہاتھ میں ہاتھ دو اور آنکھیں بند کر دو۔ دیکھا تو ایک نورانی صورت والے حضرت صاحب کے ہاں حاضری ہوئی۔ عرض کی کہ یہ کون ہیں۔ فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ ہیں۔ پھر کہا کہ آنکھیں کھول دو تو اپنے آپ کو وہیں دربار میں پایا۔ لیکن خود بابا جی گھنٹہ بھر بعد تشریف لائے۔ یہ کرامت انہوں نے دربار میں حضرت مائی صاحبہ کے روضہ مبارک پر بیٹھے ہوئے بیان کی۔ اس وقت ماسٹر سعید صاحب درباری اور دیگر خدام دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

7۔ حکیم غلام محمد قاسمی صاحب ملتان والے فرماتے ہیں کہ میں نے جب حضرت بابا جی کے متعلق سنا کہ آپ موہڑہ شریف میں جلوہ افروز ہیں اور دنیا کے بھٹکے ہوئے انسانوں کو فیض یاب فرما رہے ہیں۔ تو میں بھی حاضری کے لیے بے

تاب ہو گیا۔ اس وقت گھر میں مفلسی بہت زیادہ تھی۔ لیکن شوق زیارت نے گھریلو حالات کو نہ دیکھا اور بغیر کرایہ اور سامان سفر اپنے گھر سے چل پڑا۔ جب ریلوے اسٹیشن پہنچا تو گاڑی میں بغیر ٹکٹ کے بیٹھ گیا۔ راستے میں کسی نے ٹکٹ نہ پوچھی۔ جب راولپنڈی پہنچا تو گیٹ پر باہر جاتے ہوئے بابو ٹکٹ وصول کر رہا تھا۔ تو میں ڈر کر ایک کونے میں کھڑا ہو گیا۔ تو اچانک ایک ہستی آئی اور میرا بازو پکڑ کر فرمایا کہ آؤ چلو۔ ڈرنا نہیں چاہیے۔ جب ہم دونوں گزرے تو کسی نے ٹکٹ نہ پوچھی۔ جب گیٹ پار ہو گیا تو وہ ہستی غائب ہو گئی۔ اب ایک آدمی باہر پوچھتا ہے کہ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے عرض کی کہ موہڑہ شریف پیر صاحب کے پاس جا رہا ہوں۔ تو اس نے جواب دیا کہ ان کا وصال ہو گیا ہے تو میں گھبرا گیا۔ اتنے میں وہی ہستی دوبارہ آئی اور فرمایا کہ حضرت صاحب موجود ہیں چنانچہ میں پیدل موہڑہ شریف پہنچا تو دیکھا کہ وہی ہستی رونق افروز تھی جو دونوں موقعوں پر میرے کام آئی۔

8۔ حکیم غلام محمد قاسمی صاحب راوی ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت پیر خواجہ سلطان صاحب دربار شریف میں تشریف فرما تھے چند ایک حکیم بھی محفل میں موجود تھے۔ حضرت بابا جی سرکار موہڑویؒ نے کچھ نسخے ان سے لکھوائے اور لکھے۔ جب حکیم صاحبان لکھ رہے تھے تو انہوں نے مجھے بھی کہا کہ آپ بھی لکھیں۔ تو حضور پیر سلطان صاحب نے فرمایا انہیں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ حضور بابا جی صاحب کے مرید ہیں۔ یہ اگر مٹی کی پڑیا بھی بنا دیں تو وہ بھی اثر کرے گی۔ فرماتے ہیں کہ یہ بالکل درست ہے کہ اگر میں کسی کو انگریزی دوائی خواہ کتنی ہی مہنگی کیوں نہ ہو استعمال کراؤں تو اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا ایک آنہ کی پڑیا سے ہوتا ہے۔

9۔ ایک شخص جس کا نام شیر محمد تھا۔ جو جذام کا مریض تھا۔ غوث زمان کے دربار میں حاضر ہوا۔ عرض کی حضور میں بیمار غریب نادار اور مفلس ہوں۔ مجھے گھر والوں نے نکال دیا ہے میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے

فرمایا بچہ جاؤ لنگر پکاؤ۔ اس نے عرض کی حضور میں بیمار ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا بچہ جاؤ لنگر پکاؤ۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضور میں بیمار ہوں۔ پھر حکم ہوا کہ بچہ جاؤ لنگر پکاؤ۔ اور آٹا خود گوندھو۔ جب وہ مریض لنگر شریف گیا اور اپنے جذام والے ہاتھوں سے آٹا گوندھا۔ جب آٹے سے ہاتھ باہر نکالے تو بالکل ٹھیک ہو گئے تھے۔ اس پر وہ بے اختیار حضور موہڑویؒ کے دربار میں حاضر ہوا اور مزید پانچ سال لنگر پکاتا رہا۔ واہ سبحان اللہ۔

فضل تیرا ہر گھڑی درکار ہے
تو کرم کردے تو بیڑا پار ہے

10۔ ایک شخص جو ضلع ہزارہ کا رہنے والا تھا۔ اسے کسی نے موہڑہ شریف کی برکتوں اور حضرت بابا جی پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے بارے میں بتایا تو اس نے ارادہ کر لیا کہ میں بھی چلوں گا۔ پھر چلتے وقت اس نے کہا کہ میں تین سوال حضرت بابا جی سے کروں گا۔ اگر جواب مل گیا تو مرید ہو جاؤں گا۔ ورنہ پھر واپس آ جاؤں گا۔ پہلا سوال یہ کہ میری ذات کیا ہے۔ دوسرا سوال میرے گھر کا دروازہ کس سمت کھلتا ہے اور تیسرا یہ کہ میں نے اپنے گھر میں مٹکوں (گھڑوں) میں مرغی کے انڈے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ کون سے مٹکے میں ہیں۔ بہر حال وہ دربار عالیہ میں بابا جی کے حضور پہنچا اور حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے حجرے میں داخل ہوا۔ تو حضرت بابا جی موہڑویؒ نے فرمایا کہ آؤ شاہ جی لنگ آؤ اور جلدی سے اپنے گھر جاؤ کہ تمھارے گھر کے مٹکوں کے تیسرے گھڑے میں جو انڈے رکھے ہوئے ہیں ان سے بچے نکل آئے ہیں۔ اور یہ کوئی عجب بات نہیں۔ چونکہ سردی کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ اور ہوا میں نمی ہے۔ اور تمھارے مکان کا دروازہ مشرق کی جانب کھلتا ہے اور صبح سویرے دھوپ مکان کے اندر جاتی ہے اسطرح گرمی بھی انڈوں تک پہنچ جاتی ہے اور انڈوں سے بچہ بننے کے لیے دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ خیر آپ جلدی جاؤ کہیں بچے مر نہ جائیں۔ شاہ صاحب قدموں میں گر پڑے اور عرض کی آپ روشن ضمیر ہیں مجھے اپنے خادموں میں قبول کر لیجیے۔ حضرت بابا جی

نے ہاتھ پکڑ کر صدیقی رنگ میں رنگ دیا۔

11۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دربار عالیہ موہڑہ شریف میں آنے والے مریدین میں سے ایک شخص کا جوتا گم ہوگیا۔ کافی تلاش کے بعد اسے نہ ملا۔ تو حضرت بابا جی صاحبؒ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضور میرا جوتا گم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ خادموں سے کوئی جوتا لے لو۔ کہنے لگا حضور میرا جوتا بہت قیمتی تھا۔ اور مجھے وہی چاہیے۔ پھر کہنے لگے اچھا معاف کر دو جس نے اٹھایا ہے۔ اس نے جب ضد کی تو آپ نے درباری کتے کو آواز دی۔ جب کتا قریب آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اس شخص کا جوتا تلاش کر کے لے آؤ۔ وہ کتا وہاں سے چلا گیا۔ اور اوپر تین میل جھیکا گلی کے قریب کچھ لوگوں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے اپنے ہاتھوں میں کچھ چیز چھپا رکھی ہے اور کتا اس کے آگے آ کر بھونک رہا ہے۔ لوگ جمع ہو گئے تو اس شخص سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے جو دربار کا کتا تیرے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اور واپس چلنے کو کہہ رہا ہے۔ وہ شخص ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں ایک جوڑا جوتوں کا دربار سے اٹھایا لایا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ انہیں پھینک دو ورنہ کتا تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ اس نے جوتے پھینک دیے تو کتے نے اپنے منہ میں دبائے اور دربار شریف پر جا کر حضرت بابا جی کے پاس پہنچا دیے۔ تو بابا جی نے فرمایا کہ ولیوں کے در کے کتوں کو بھی اللہ تعالیٰ فراست عطا فرما دیتا ہے بندہ ہے جو غفلت میں پڑا ہے کہ اس رب العزت کی نا شکری کرتا ہے۔ حضرت بابا جی موہڑویؒ فرماتے ہیں کہ جب کتے بھی دوست ہیں تو کتے کو بھی دیدار سے محروم نہ رکھیں گے۔ تو پھر انسان اس کے فضل سے کیوں نا امید ہو۔

قلم ربانی ہتھ ولیاں دے آئی لکھے جو من بھاوے
ولیاں نوں رب طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

حضرت بابا جی محمد قاسم موہڑویؒ کی توجہ سے عین الیقین کا درجہ

ایک شخص دربار عالیہ موہڑہ شریف کوہ مری میں گلڈنے کے راستے آیا۔ گلڈنہ وہ راستہ ہے جو مری سنی بنک چوراہے سے تھوڑا آگے جا کر نیچے اترتا ہے اور روحانی دربار عالیہ موہڑہ شریف جاتا ہے۔ حضرت بابا جی قاسم موہڑویؒ اس راستے سے آنے کی ہدایت فرماتے اور جو اس راستے سے آتا خصوصی محبت فرماتے۔ جب وہ شخص دربار عالیہ میں پہنچا تو عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ اس نے اپنے سر پر کتابوں کی گٹھڑی رکھی ہوئی تھی۔ گٹھڑی اتارنے کے بعد کہنے لگا بابا جی سے ملنا چاہتا ہوں۔ خادموں نے سرتاج موہڑوی کے پاس پہنچا دیا۔ اپنے ساتھ گٹھڑی بھی لے گیا۔ حضرت بابا جی نے فرمایا۔ کیسے آنا ہوا۔ کہنے لگا کہ آپ کو کچھ دین کی باتیں اور مسئلے سمجھانے آیا ہوں۔ اور یہ کتابیں بھی ساتھ لایا ہوں تا کہ اگر آپ میری بات کو غلط خیال کریں تو کتاب دکھاؤں۔ حضرت بابا جی موہڑویؒ نے فرمایا مغرب کا وقت بہت قریب ہے۔ نماز پڑھ لو اور لنگر سے فارغ ہو آؤ۔ رات کو معاملہ طے ہوگا۔ وہ شخص مسجد میں چلا گیا۔ اور مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد اس نے بھی لنگر کھایا اور لنگر کے بعد عشاء کی اذان ہوگئی۔ اس نے عشاء کی نماز پڑھی اور فارغ ہو کر دربار کے اندر بابا جی کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت بابا جی نے فرمایا۔ مولوی صاحب ہمارے قریب آؤ۔ وہ قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ تو فرمانے لگے مولوی صاحب بحث بعد میں ہو گی۔ پہلے ہمارے ساتھ سانس ملا کر اسم ذات اللہ ھو تو کہو۔ اس نے سانس ملا کر چند مرتبہ ہی پڑھا تھا کہ عجیب حال ہوا اور بے خودی طاری ہوگئی۔ وجدانی کیفیت میں لوٹنے لگا وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ بڑھتا ہی جاتا ہے حتیٰ کہ اپنے کپڑے پھاڑنے لگا۔ قمیض

کے ٹکڑے کر دیے۔ سب لوگ دیکھ رہے تھے ۔ حضرت بابا جی نے فرمایا اسے باہر لے جاؤ۔ خادموں نے اسے باہر لا کر چھوڑ دیا ۔ اس کے منہ سے عجیب و غریب آواز نکل رہی تھی۔ غور کرو تو اسم ذات کی تکرار لگتی تھی۔ اس نے قلابازیاں لگانا شروع کر دیں اور نیچے کی طرف اترتا ہی چلا گیا۔ دربار شریف سے پہاڑی نیچے اترتی چلی جاتی ہے اور ایک پانی کا نالہ ہمیشہ بہتا رہتا ہے ۔ جس کے پانی کی آواز دور دور تک جاتی ہے ۔ سامنے دوسری پہاڑی شروع ہو جاتی ہے عجیب روح پرور نظارہ ہے غرض وہ شخص رات بھر لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا ۔ دوسرے دن صبح جب خادم لنگر شریف سے لوگوں کو ناشتا کرا رہا تھا تو بابا جی نے ایک خادم سے پوچھا سب لوگوں نے ناشتا کر لیا ہے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب دربار میں موجود سب لوگ لنگر کھا لیتے تو آپ بعد میں کچھ تناول فرماتے تھے۔ خادم کہنے لگا حضور سب کو دے دیا ہے۔ فرمایا کیا اس مولوی کو بھی دے دیا؟ خادم نے جواب دیا حضور وہ تو یہاں نہیں ہے۔ فرمایا جاؤ نیچے نالے کی طرف ہوگا اسے لاؤ اور کھانا دو۔ چنانچہ کچھ لوگ اسے اٹھا لائے ۔ حال خراب تھا۔ جسم پر چند لیتھڑے جو تھے۔ کیچڑ میں لت پت تھے۔ دوسرے کپڑے نہلا کر پہنا دیئے گئے ۔ اور کھانا کھلانے کے لئے لے جانے لگے تو کہنے لگا۔ مجھے بابا جیؒ کے پاس لے چلو اور جب حضرت بابا جی کے سامنے ہوا تو فوراً قدموں میں گر گیا۔ اور رو رو کر عرض کرنے لگا حضور میری گستاخی کو معاف کر دیں اور مجھے اپنے غلاموں میں شامل کر لیں۔ آج میں نے حقیقت کو پا لیا ہے۔ میرے دل کو اسم ذات سے وہ لذت ملی جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس کی گردن پر رکھا اور اپنے سلسلے کا صدیقی رنگ عطا فرما دیا۔

نہ تخت و تاج و لشکر و سپاہ میں ہے
وہ بات جو مردقلندر کی بارگاہ میں ہے

اسی طرح کا ایک واقعہ مفتی پاکستان مفتی احمد عزیز اللہ صاحب بیان فرماتے ہیں۔ کہ علماء کا ایک وفد افغانستان سے موہڑہ شریف پہنچا۔ وفد کے امیر نے بابا جی سے کہا کہ آپ سے چند دین کی باتیں کرنی تھیں۔ اور سوال و جواب کرنے ہیں بابا جی نے کہا کہ آپ ابھی تھکے ہوئے آئے ہیں۔ عشاء کی نماز ادا کریں ۔ لنگر کھائیں اور آرام کریں ۔ اس موضوع پر صبح بات ہوگی۔ انہوں نے کہا نہیں ہم ابھی باتیں کریں گے۔ بابا جی نے کہا دیکھیں میں کوئی عالم تو نہیں۔ ان میں سے ایک عالم بولا تو پھر فقیری کا دعوی کیوں کرتے ہو۔ بابا جی نے پھر ان سے کہا ٹھیک ہے۔ صبح بات کریں گے ۔ آپ آرام کریں۔ ان کو الگ ایک کمرہ دیا گیا۔ رات کو جب وہ سوئے تو امیر جماعت کو نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم قاسم سے مناظرہ کرو گے۔ جو ہر بات مجھ سے پوچھ کر کرتا ہے۔ صبح ہونے سے قبل ہی وہ علماء بابا جی کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ اور معافی کے طلب گار بن کر غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالنے کے متمنی تھے بابا جی نے سب کو اپنا صدیقی رنگ چڑھا دیا۔ اسی موضوع کے لئے شاید باہو سرکارؒ نے کہا تھا۔

پڑھ پڑھ عالم کرن تکبر تے ملاں کرن وڈھیائی ہو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے بغل کتاباں چائی ہو

پیر میرا موہڑے والا

کشکول طریقت کے مصنف ایک واقعہ اپنی دادی مرحومہ کا لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت پیر قاسم موہڑوی سے دعا کرائی کہ اللہ تعالی ہمارے رزق میں کشادگی و برکت دے تو حضرت نے دعا فرمانے کے بعد فرمایا ذکر سے غفلت نہ کرنا اور پچھلی رات تہجد پڑھنے کے بعد چکی میں گالہ ڈالنا جو آٹا چکی کے پاٹوں سے نکلے

اسے چکی سے باہر نہ نکالنا اور جتنا آٹا خرچ کرنا ہو خرچ کرنا باقی کو وہیں ڈھک دینا چنانچہ اس اللہ کی بندی کا یہ معمول رہا کہ تہجد کے وقت اٹھ کر نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر چکی پر بیٹھ جاتیں اور ذکر الٰہی شروع کر دیتیں۔ اور موہڑہ شریف کی برکتوں کا خیال دل میں لاتے ہوئے منقبت موہڑوی پڑھتیں جس کا پہلا مصرع جو ابھی تک مجھے یاد ہے۔ (پیر میرا موہڑے والا کوہ مری دی لبتی آ)۔اور کلمہ شریف کا ورد جاری رکھتیں ایک مٹھی دانے چکی میں ڈالتیں اور چکی کے گالے بھر جاتے اور اسطرح تھوڑے سے دانے جو گھر میں موجود ہوتے سارا سال ختم نہ ہوتے بلکہ دنبے بکرے بھی کھاتے۔ اور یہ برکت ختم نہ ہوتی۔ غرض یہ کہ بزرگوں کی نسبت و برکت سے اللہ تعالٰی پر کامل یقین حاصل تھا۔ اپنے گھر میں حقہ چلم وغیرہ نہ گھسنے دیتیں۔ اگر کوئی چلم میں انگارے رکھنے کے لیے آتا تو فرماتیں برتن میں انگارے ہمارے گھر سے باہر لے جاؤ۔ اور جو چاہو کرو مگر میں گھر میں تمباکو نہ ڈالنے دوں گی۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے۔ کہ اگر چہ تمباکو نوشی مباح ہے کہ پینے سے نہ ثواب ہے اور نہ گناہ ۔مگر جو لوگ اپنا وقت ذکر الٰہی میں گزارتے ہیں تو اللہ تعالٰی کے فرشتے ہمراہ ہوتے ہیں اور موکلین ساتھ ہوتے ہیں چونکہ تمباکو کی بدبو ایسے ماحول کو گندہ کر دیتی ہے۔ اور اسی لیے ذاکرین تمباکو سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ ہر اس چیز جس سے طبیعت میں کراہت پیدا ہوتی ہو بچتے ہیں۔

خالی باطن پھر سے بھر دیا

حضرت صوفی اسماعیل صاحب نقشبندی قاسمیؒ ڈھوک موجو ضلع جہلم والے حضرت باباجیؒ کے خلیفہ تھے۔ مرشد سے بہت کچھ تبرکات ملے تھے۔ خاص کر کچھ رومال دربار عالیہ سے جو ملے تھے۔ ان رومالوں میں ایسی برکت تھی کہ جو کوئی بھی

بیمار ہوتا تو پانی میں رومال کا ایک کونہ ڈبو کر اس کو پانی پلا دیا جاتا تو وہ بہت جلد صحت یاب ہو جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو سب تبرکات جھنڈا ۔عمامہ۔ عصاء۔ رومال اور نہ جانے کیا کیا تھا۔ سب اپنے ساتھ مرقد میں لے گئے تھے۔ کہ مرنے سے قبل وصیت کر دی تھی۔ غرض یہ کہ مرشد نے بہت کچھ عطا فرمایا تھا۔ ایک ہدایت بھی مرشد کی طرف سے تھی کہ کسی سے بحث نہ کرنا۔ ایسے ہوا کہ صوفی اسماعیل صاحب کی ایک صاحبزادی لاہور میں رہتی تھی۔ ان سے ملنے کے لیے لاہور گئے۔ وہاں روڈ کے کنارے ایک ملنگ کو دیکھا۔ کہ آگ کا آلاؤ روشن کیے ہوئے ہے۔ اور اپنے حال میں مست تھا۔ آپ قریب جا کر بیٹھ گئے۔ کچھ سوال کر بیٹھے۔ اس مجذوب نے غصہ کیا۔ آپ نے نصیحت کرنا چاہی تو وہ بددعا دے بیٹھا۔ وہاں سے اٹھے تو باطن خالی ہو چکا تھا۔ بڑے پریشان ہوئے اور سیدھے موہڑہ شریف مرشد کے دربار میں حاضر ہوئے۔ باباجیؒ نے فرمایا کیوں کھو کر آ گئے۔ میں نے جو کہا تھا کہ کسی سے بحث نہ کرنا۔ بحث و تکرار کی وجہ سے تو شب قدر بھی پوشیدہ ہوئی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ ارادہ فرمایا تھا کہ شب قدر کو ظاہر فرما دیں۔ اس بات کو بتانے کے لیے آپ ﷺ باہر آئے۔ تو دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے۔ بحث کر رہے تھے۔ فرمایا تمھاری لڑائی کی وجہ سے شب قدر کو چھپا دیا گیا ہے۔ صوفی صاحب رونے لگے باباجیؒ نے فرمایا روؤ مت۔ میرے ساتھ مل کر اسم ذات کرو۔ جب مرشد کی سانس کے ساتھ سانس ملا کر اسم ذات کرنا شروع کیا تو ہر سانس لینے کے ساتھ ایک ایک درجہ بڑھتا گیا۔ چند مرتبہ پڑھانے سے مرشد نے کھوئے ہوئے درجات طے نہ کروائے بلکہ وہ کچھ بھی عطا کر دیا جو کوئی بغیر کسی مرشد کامل کے سہارے سے 80 سال میں حاصل کرتا ہے۔ سبحان اللہ۔

میراثی کو خلافت عطا فرمادی

امام العارفین حضرت پیر آفتاب احمد قاسمیؒ نے عرس موہڑہ شریف کی آخری مجلس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت باباجیؒ کی کرامت بیان فرمائی اور یہی قول ان کے فرزند اکبر جناب پیر جہانزیب قاسمی نے بھی عرس مبارک کی آخری مجلس میں بیان فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت باباجیؒ کے دربار عالیہ میں ایک میراثی آیااور اس نے دربار میں ڈھول بجانا شروع کر دیا۔ تو مریدین نے حضور موہڑویؒ کی خدمت میں آ کر بتایا۔ کہ حضور ایک میراثی ہے جو دربار میں ڈھول بجا رہا ہے۔تو حضرت باباجیؒ نے فرمایا کہ اس کو بلا کر لے آؤ۔ جب میراثی کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔تو حضرت باباجیؒ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ میں ڈھول بجانا منع ہے ۔ میراثی نے کہا کہ حضور میں نے دل میں خیال کیا کہ کوئی کرتب تو میرے پاس نہیں ۔ میں ڈھول بجا کر ہی پیا کو راضی کرلوں ۔غوث زماں جوش میں آ گئے۔ فرمایا یہ ڈھول تم میرے پاس امانت رکھ جاؤ اور سینے سے لگا کر ولائیت کا خزانہ دیا۔ اور فرمایا کہ یہ امانت لے جاؤ اگر پسند آئے تو رکھ لینا ورنہ واپس آ کر اپنی امانت لے جانا۔ کہتے ہیں کہ ایسے نظر بھر کر دیکھا کہ اگلے برس عرس پر آیا تو ہزاروں مرید ساتھ لیکر آیا۔

اللہ والوں کے لنگر خانے روحانی شفا خانے

بیان کیا جاتا ہے ایک انگریز جو کسی اونچی پوسٹ پر تھا اس نے موہڑہ شریف کی شہرت سنی ۔ تو موہڑہ شریف کے دربار میں آیااور حضرت باباجیؒ سے بشرف ملاقات ہوا۔ شہنشاہ موہڑوی نے خادموں کو فرمایا کہ انکا خیال رکھو اور لنگر کھلاؤ۔اس کی بیوی ایک مہلک مرض میں مبتلا تھی۔

لنگر کا کھانا ان کے سامنے رکھا گیا تو کیا دیکھتے ہیں بالکل پتلا شوربا پیالے میں بھر کر سامنے رکھا گیا ادب کا خیال رکھتے ہوئے نہ چاہتے ہوئے بھی انہوں نے نوالہ شوربے میں ڈبو ہی لیا اور کھایا تو کھاتے ہی چلے گئے ۔ انگریزی کھانے کا لطف اٹھانے والے آج درویش کے لنگر کا شوربا کھارہے تھے۔ کیونکہ حضرت صاحب کی طرف سے حکم تھا کہ خیال رکھنا۔ اس لیے جیسے ہی شوربے کا پیالہ آدھا ہوا خادموں نے اور بھر دیا۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ شوربے کی فراوانی ہے تو پینا شروع کر دیا۔ اور دونوں انگریز میاں بیوی تین پیالے پی گئے۔ جب یہ دونوں واپس آئے تو عورت کی بیماری جاتی رہی۔ اور بالکل تندرست ہوگئی تو سوچنے لگے کہ اس شوربے میں ضرور کوئی دوائی ملائی ہوگی۔ کہ جس کا یہ کمال ہے۔ کہ انگریز ڈاکٹروں سے جو بیماری نہ تشخیص ہوسکی وہ لنگر کے شوربے سے دور ہوگئی۔ حیرت کے ساتھ دوبارہ حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ اس شوربے میں کیا ڈالتے ہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ دال ۔مرچ۔ پانی اور نمک کے علاوہ کچھ نہیں ڈالا جاتا۔ انہیں یقین نہ آیا اور کہنے لگے کہ یہ ہم کو پیک کر کے دے دیں۔ ہم اسکو لیبارٹری میں چیک کروائیں گے۔ چنانچہ اس لنگر کو جب چیک کیا گیا تو رپورٹ آئی کہ اس میں واقعی دال۔مرچ۔نمک اور پانی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ رپورٹ دیکھ کر وہ صوفیاء کے عقیدت مند ہو گئے۔ اور پھر موہڑہ شریف آئے اور اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ کہیں تو میں یہاں تک پکی سڑک بنوا دوں۔آپ نے فرمایا کہ نہیں میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ میرے مہمان خانے میں جو پیدل آئیں گے اور بالخصوص گلڈنہ کے راستے آئیں گے میں انکے کے لیے خصوصی دعا کرتا ہوں۔ اس ارشاد کے پیش نظر بہت سے عقیدت مند موہڑہ شریف گلڈنہ کے راستے سے سفر کرتے ہیں۔

ذکر کرنے سے الہام کا راستہ کھل گیا

ایک شخص روحانی واقعات کی کتابیں پڑھتا تھا اور علم معرفت کی بہت سی باتیں اسے یاد تھیں۔ اور جہاں کسی بزرگ کا سنتا۔ اسکی صحبت میں جاتا اور علم کی کسوٹی سے اسے جانچتا۔ مگر اس کو مایوسی ہوتی تھی۔ اسطرح کئی مشہور درویشوں کے پاس گیا۔ مگر اسے کہیں سے مقصد حاصل نہ ہوا۔ ایک دن ٹلہ جوگیاں جہلم کے قریب ایک گوشہ نشین صوفی کے پاس گیا۔ اور چند باتوں میں اسے چھیڑا۔ اس بزرگ نے فوراً کہا کہ کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔ موہڑہ شریف جا۔ تجھے اپنا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ شخص موہڑہ شریف گیا۔ اور بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بابا جیؒ کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور دل کی حالت بدل گئی۔ دست بوسی کی تو حضرت نے فرمایا جاؤ تھکے ہوئے ہو۔ آرام کرو۔ اور دو تین دن ہمارے لنگر خانے کا لنگر کھاؤ۔ کہا جاتا ہے کہ اس شخص کا خود کہنا ہے کہ میں جب لنگر کھا کر ذکر کی محفل میں حاضر ہوا تو میرے ذہن کے دریچے کھلتے چلے گئے۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ الہام کا راستہ کھل گیا۔ جو سوال میرے ذہن میں آتا فوراً اس کا جواب اندر سے ملتا اور ایسا جواب ملتا کہ اس پر پختہ یقین ہو جاتا۔ پھر دو تین دن کے اندر ہی میرے دل کا مقصد حل ہو گیا۔ اور مجھے فخر ہے۔ حضرت بابا جیؒ کی غلامی پر اور انکا مجھ پر احسان ہے کہ انہوں نے مجھے اپنے غلاموں میں قبول فرمایا۔

کرامت کا درجہ

حضرت بابا جیؒ کی زندگی کشف و کرامات سے بھری پڑی ہے بلکہ آپ کی روحانی اولاد خلفاء سے بے شمار واقعات ثابت ہیں۔ لیکن حضرت بابا جیؒ کرامت کے

اظہار کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اور ناراض ہوتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ خدا رسیدگی (بزرگی) کے سو درجے ہیں۔ اور ان میں سے کرامتوں کا 17 درجہ ہے۔ اگر اس میں کوئی الجھ جائے تو باقی 83 درجے حاصل نہیں کر سکتا۔ آپ کا قول ہے کہ اہل کرامت میں خود پسندی اور غرور کا جذبہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے ولائیت کے راستے پر چلنے والے کو چاہیے۔ کہ وہ اپنے نفس سے استقامت کا مطالبہ کرے کیوں کہ یہ ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کے بعد اگر اس راہ میں کرامت کا ظہور ہو گیا۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ اسکی پرواہ نہ کرے۔ اور کرامت نہ ہونے کو اپنے اعمال کا نقصان مت خیال کرے۔ بلکہ اصل نقصان یہ ہے کہ فرض کی ادائیگی میں خلل واقع ہو جائے۔

حضرت رابعہ ثانیؒ کی دعا

حضرت بابا جیؒ کے وصال کے بعد ام المریدین حضرت رابعہ ثانی بڑی مائی صاحبہ عرس مبارک پر دعا فرمایا کرتی تھیں۔ بعض کتب میں لکھا ہے کہ جب آپ دعا کراتیں سب حاضرین کے دلوں میں رقت طاری ہو جاتا۔ آپ فرماتیں کہ جو کوئی بھی یہاں عرس مبارک پر آئے۔ کل قیامت کے دن ہم ان کو اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے منصب و وجاہت دیا۔ جو لوگ آنے کی تیاری کر چکے تھے۔ یا جو لوگ کسی وجہ سے نہ آ سکے انہیں بھی ساتھ لیکر جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے نیت کی تھی ان کو بھی ساتھ جنت میں لے کر جائیں گے۔ نیز فرماتی ہیں جو لوگ موہڑہ شریف سے محبت رکھتے ہیں وہ ہماری اولاد ہیں اور اولاد کو کیوں کر کوئی بھول سکتا ہے۔

پانی میں حبس دم

بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خضرؑ نے حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہ کو پانی میں غوطہ لگا کر حبس دم میں ذکر کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ اور حضرت خواجہ توکل انبالویؒ شروع میں پانی کے اندر بیٹھ کر حبس دم میں وقوف عددی سے ذکر کرتے تھے۔ مگر آپ آخیر عمر بغیر پانی کے ذکر کرتے تھے۔ حبس دم کا فائدہ اطمینانِ قلب اور حصول لذتِ روحانی اور نفی خواطر ہے۔ سانس روک کر اکیس بار کلمہ شریف کا ورد کیا جاتا ہے۔

خواجہ نقشبند شاہ بہاوالدینؒ کے نزدیک حبس دم ضروری نہیں۔ حضور اعلیٰ امین الامت قیوم دوران غوث زماں خواجہ خواجگان پیر محمد زاہد خان صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے مریدین کو اس کی ضرورت نہیں بس چلتے پھرتے تصور ذات رکھو۔ ساری منازل کا راستہ کھلتا چلا جائے گا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ فقیری کے پانچ فرائض ہیں۔ سانس۔ خیال۔ چال۔ تصور۔ اور اسم ذات۔ جب سانس لو تو لیتے وقت اللہ کا خیال آئے۔ اور جب سانس خارج کرو تو ھو کا تصور ہو۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ۔وضو بے وضو ہر وقت خیال کو پکایا جائے حتیٰ کہ عادت پڑ جائے۔ اور تکلف کی جبلت نہ رہے۔ اب سوتے میں بھی ہر سانس کے ساتھ ذکر جاری رہے گا۔ اس طریقے کو پاس انفاس کہتے ہیں۔ حضرت بابا جیؒ کا قول ہے جو لوگ سانسوں کی حفاظت کرتے ہیں انکی زندگی بہتر ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انکی زندگی میں برکت عطا کر دیتا ہے۔ جو شخص پاس انفاس میں کمال حاصل کرتا ہے اپنے سامنے آنے والے شخص کو مثلِ آئینہ کے دیکھتا ہے اور مراقبہ کے ذریعہ مزارت اولیاء کی ارواح مقدسہ سے فیض آسانی سے حاصل کر سکتا ہے اور جس سے چاہے روحانی سلسلہ قائم کر سکتا ہے۔
پاس انفاس کرتے وقت سانس کو آہستہ آہستہ لینا چاہیے اور چھوڑنا چاہیے۔

مرشد کامل سے محبت

حضرت بابا جیؒ فرماتے ہیں کہ جب سے کہیاں شریف سے ناطہ جوڑا ہے نہ مرشد خانے کی طرف پیٹھ کی ہے اور نہ ہی اسکی طرف منہ کر کے تھوکا ہے۔ آپ کی زندگی کا معمول تھا کہ خانہ کعبہ کی طرف بھی پیٹھ نہ فرمائی۔ اور نہ ہی اس طرف منہ کر کے تھوکا۔ کیونکہ بے ادبی ہے اور جب تک حضرت کہیانوی کی خدمت اقدس میں رہے۔ دس میل تک پاؤں میں جوتا نہیں پہنا بلکہ ننگے پاؤں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ادب کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ آپ کاملین اولیاء میں سے ایک تھے۔ آپ اپنے کمالات ولائیت سے جسے نظر بھر کر دیکھتے وہ تمام گناہوں سے تائب ہو کر بندہ حق بن جاتا تھا۔ حضرت بابا جی کو ولائیت کی منزلیں ملنے کے بعد ایک مرید حضرت نظام الدین کہیانویؒ کی خدمت اقدس میں عرض کرنے لگا کہ حضور اتنا عرصہ ہوا۔ یہاں خدمت کرتے ہوئے۔ قاسم کل آئے اور بہت کچھ لے گئے۔ حضور کہیانویؒ نے فرمایا جو اپنی لکڑیاں سوکھی لے کر آئے فوراً آگ پکڑ لیتی ہے۔ قاسم اپنی سوکھی لکڑیاں لے کر آیا اور آگ لگوا کر چلا گیا۔ ابھی تمہاری لکڑیاں گیلی ہیں انہیں سکھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت غوث زماں خواجہ پیر محمد قاسم صادق موہڑوی کے اقوال

حضرت قبلہ گاہی بابا جی پیر محمد قاسمؒ فرماتے ہیں کہ تمام علوم کے چار پھل ہیں۔

1- جو نہ دے اس کو دینا۔
2- ہمیشہ برائی کا بدلہ نیکی و احسان سے دینا۔
3- ذاتی اغراض کی بنا پر بدلہ یا انتقام نہ لینا بلکہ معاف کر دینا۔
4- ہر کام خاص خدا کے لئے کرنا۔
5- عالم کو عمل، حاکم کو عدل اور فقیر کو توکل کرنی چاہیے۔
6- صبر مصیبت کی سختی کو نگل جاتا ہے۔
7- حسن خلق میں مقناطیسی کشش ہوتی ہے۔
8- متکبر کو تکبر سے توڑ دو۔
9- حسن صورت سے حسن سیرت زیادہ جاذب ہے۔
10- حق باطل پر ہر میدان میں ایسا غالب آتا ہے جیسے نور ظلمت پر۔
11- جاہل کی محبت، دشمنی سے کم نقصان دہ نہیں۔
12- پریشان حال کو خوش کرنا اپنے آپ کو مسرور کرنا ہے۔

13- غم کو اگر غم نہ سمجھو تو غم نہ رہے گا۔
14- مصیبت وہ ہے جسے تم خود مصیبت سمجھو۔
15- زندگی میں ہر سختی کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرو تو وہ آسان ہو جاتی ہے۔
16- گذشتہ پر افسوس کرنا اپنی جہالت پر مہر تصدیق لگانا ہے۔
17- اپنی تنقید سننے کے لئے قوت برداشت پیدا کرو۔
18- اپنی غلطیوں کی اصلاح میں دیر مت کرو۔
19- اس عالم کے علم میں برکت نہیں ہوتی جو امیروں کے گرد گھومتا ہے۔
20- ہر انسان اظہار حق کا حقدار ہے۔
21- کسی مملکت کے خوددار اور خودشناس باشندوں پر کبھی عیاش حاکم برسر اقتدار نہیں آ سکتا۔ مگر جب افراد خود عیش پسند ہو جائیں۔
22- عیش پسندی جفاکشی کے خلاف ہے۔ وہ دولت کو برباد کرتی ہے اور یہ دولت کماتی ہے۔
23- تفریح خاطر اور ہے اور عیش پسندی اور وہ لازم ہے اور یہ مہلک۔
24- جاہ طلب عالم، حق کو باطل اور باطل کو حق بنانے میں شرم نہیں کرتا۔
25- جس حاکم میں خود پسندی ہے وہ ملک کی خدمت نہیں کر سکتا۔
26- بے توکل فقیر کا ہاتھ احتیاط سے پھیل جاتا ہے۔
27- ملکی تباہی حاکم کی خود پسندی اور عیاشی کی مظہر ہے۔
28- وراثتی پیر کے لئے جاہل مرید اکسیر اعظم ہے۔
29- بغیر حصول ولائیت سجادہ نشینی وراثتی پنڈتوں کی جمالیاتی تقلید ہے۔
30- ولائیت وہ جاگیر نہیں جو وراثت میں مل جائے۔
31- جس دل میں کسی کی دشمنی و کینہ ہو۔ وہ دل محبت اور عرفان الٰہی سے خالی ہے۔
32- اولیاء کا کام خون جگر پینا ہے۔ سیم و زر سمیٹنا نہیں۔

33۔ اے سالک راہ خدا، زر، زمین، زن اور زبان پر لڑنا جھگڑنا تیرا کام نہیں یا یہ اندھی تقلید چھوڑ یا ولائیت کا نام نہ لے۔

ایک واقعہ

حضرت بابا جی قاسم موہڑویؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامیؒ (سلسلہ نقشبندیہ کے روحانی پیشوا) قدس اللہ سرہ نے جب مقام فنا فی اللہ تک رسائی حاصل کی۔ تو اس مقام پر پہنچ کر کہا سبحانی ما اعظم شانی ۔ یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت عظیم ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس فقیر (حضرت بابا جی محمد قاسم سرکار موہڑویؒ) کو اس مقام پر رسائی عطا فرمائی تو میں نے کہا کہ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم ۔ (سبحان اللہ کیا شان موہڑوی ہے)

حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ

آج کے اس مادی دور میں جبکہ انسان بے سکونی کا شکار ہے مادہ پرستی اور ہوس پرستی نے انسان سے اس کا سکھ چین چھین لیا ہے اور اس ماحول نے انسان کی روح کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ جو اس کی بے اطمینانی کا اصل سبب ہے۔ روح کے سکون کے لیے ایک مرکز ہے جس کا نام موہڑہ شریف ہے۔ آج کے دور میں درآمدی نظریات کے زیر اثر لوگ کرامات پر یقین نہیں رکھتے لیکن آپ یقین رکھیے کہ موہڑہ شریف کے اس مرکز کی گدی، جس کی بنیاد خواجہ خواجگان غوثِ دوراں حضرت محمد قاسم صادقؒ نے رکھی اور اس پر آپ کے فرزند ارجمند تاج دار اولیاء قطبِ دوراں حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ پچاس سال تک تشریف فرما رہے اور اب آپ کے پوتے عظیم المرتبت عالمی مبلغ اسلام الحاج پیر اولیا بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسیہ تشریف فرما ہیں میں کرامات کے ظہور سے نظریں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان کرامات سے مراد طالبانِ راہِ حق کی تالیف قلب ذہن اور متلاشی کا نظری اور روحانی رُخ کعبۃ اللہ کی طرف ہو جاتا ہے۔

قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ جو حضورِ اعلیٰ پیر خان صاحب کے نامِ گرامی سے مشہور ہیں، کی نگاہِ شفقت سے انسان کی شخصیت ہی بدل جاتی تھی، آپ عشقِ رسول ﷺ سے حاضری دینے والے کو ایک نگاہ میں پابندِ شریعت مسلمان بنا دیتے تھے۔ شرط صرف یہ ہے کہ دل میں جذبہ ہونا چاہیے اور دل

تلاشِ حق کی تڑپ سے آشنا ہونا چاہیے۔ اگر آپ قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو یہ جذبہ دل میں لے کر جایئے کہ آپ کو کسی اللہ والے کی تلاش ہے، پھر آپ اُن کیفیتوں سے لطف اندوز ہوں گے جن کا آپ تصور نہیں کر سکتے۔ آپ اس جذبے اور احترام و ادب کے ساتھ حاضری دیجئے کہ آپ اس عظیم روحانی شخصیت کے سامنے صحیح معنوں میں سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ آپ خود کو اعلیٰ حضرت کے حوالے کر دیجئے۔ آپ اپنی شفقت اور نگاہِ کرم سے حاضر آمدہ کو ان بلندیوں پر لے جائیں گے کہ نیاز مندان خود اپنی قسمت پر نازاں ہوں گے۔ شرط صرف جذبہ صادق ہونا چاہیے۔

ہاں ایک بات! اللہ والوں کو تشہیر کی کیا ضرورت ہے۔ قبلہ عالم بھی اس سے اجتناب فرماتے ہیں۔ لیکن ان کے عقیدت مندوں کی جو یہاں سے فیض یاب ہوتے ہیں، یہ خواہش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سرچشمہ فیض سے فیضیاب اور برکات سے مستفید ہوں، یہی جذبہء عقیدت ان سطور کی تحریر کا محرک ہے۔ خواہش یہی ہے کہ جب روحانیت کا بحرِ بیکراں جاری رہے تو کیوں نہ ہر کوئی اس سے فیضیاب ہو۔ لیکن ایک بات کہنا ضروری ہے کہ ''ایں سعادت بزورِ بازو نیست''

اعلیٰ حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ جو اسم بامسمیٰ ہیں شب بھر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہتے تھے اور دن بھر اس کے بندوں کی راہنمائی اور روحانی تربیت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ آپ کا طریقہ وعظ بھی انوکھا اور دنیا سے نرالا تھا۔ آپ کا متبسم چہرہ مبارک اور آپ کی نگاہِ کرم اتنا بتا دیتی تھی کہ حاضری دینے والے کی منزل کیا ہے۔ حصولِ منزل کے بعد یہ مرید مرد کا کام ہے کہ وہ سرخروئی کے لیے کہاں تک سفر طے کرتا ہے۔ پاکستان کی ایک بھاری شخصیت نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضری دی اور فیضیاب ہونے کے بعد ایک مردِ حق آگاہ نے اس آدمی

سے پوچھا کہ آپ نے قبلہ **عالم** اعلیٰ حضرت پیر خان صاحبؒ میں کیا خاص بات پائی، کس بات نے آپ کو **متاثر** کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ ''مجھے اعلیٰ حضرت کی خاموش تقریر نے بہت متاثر **کیا**۔'' عبادت اور استغراق الٰہیہ کا یہ عالم کہ ساری رات یادِ الٰہی میں گزرتی اور دن **طالبانِ** حق کی تربیت میں گزرتا۔

آپ کے چہرۂ **مبارک** کے انوار سے ناظرین و حاضرین متاثرہ مطیع ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ کے **والد** گرامی سرکار موہڑوی غوث الامت' سبط الامت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ **محمد قاسم** صادقؒ فرمایا کرتے تھے کہ صبح تین قسم کی ہوتی ہے۔ صبح کاذب' صبح صادق' **صبح** عشاق۔

صبح عشاق غروبِ **آفتاب** سے شروع ہو کر صبح صادق تک ہوتی ہے۔ قبلہ عالم اعلیٰ حضرت خواجہ پیر خان صاحب کے معمولات بھی یہی تھے۔ جو حضرات موہڑہ شریف میں حاضری دے **چکے** ہیں قبلہ عالم کے مریدوں میں شامل ہیں وہ جانتے ہیں کہ عام انسان آپ کے رُخِ مبارک کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اتنا پُرنور ہے کہ دیکھتے ہی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں اور آپ کی نگاہِ مبارک تو بس تطہیرِ قلوب ہے۔

ایک دفعہ امریکہ سے نومسلموں کی ایک جماعت آپ کے حضور حاضر ہوئی۔ یہ لوگ سکونِ قلب کی تلاش میں ملک ملک کی خاک چھان چکے تھے۔ موہڑہ شریف دربار عالیہ میں حضرت خواجہ محمد زاہد خان صاحب کے حلقہ درس و ہدایت میں بیٹھتے ہی اُن کی دنیا بدل گئی۔ آگہی کا وہ اضطراب جو انہیں ملک ملک گھومنے اور کسی مردِ حق کی جستجو پر مجبور کر رہا تھا آناً فاناً سکون وطمانیت سے آشنا ہوا۔ یہ لوگ بے حد متاثر ہوئے اور اس جماعت کے سربراہ نے حاضری کے بارے میں اپنی ایک تصنیف میں لکھا کہ :

"اگرچہ برصغیر کے بہت سے علاقوں میں ہم لوگ گئے، بزرگ اور پرہیز گار اصحاب سے ملاقاتیں ہوئیں، مگر جو سکون اور روحانی شادابی ہمیں موہڑہ شریف میں حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحب کے آستانہ پر میسر ہوئی اس کا پہلا اثر یہ ہوا کہ میں نے انتہائی عقیدت کے ساتھ آپ کے ہاتھ چوم لیے۔"

اس قسم کے بے شمار واقعات موہڑہ شریف دربار عالیہ میں رونما سیر ہوتے ہیں لیکن یہ باتیں ضبطِ تحریر میں نہیں آتیں۔ اس لیے کہ عام طور پر حاضرین کو ہی معلوم ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ امریکہ کے اس نومسلم کی طرح کوئی کتابیں تو نہیں لکھتا۔

حضرت پیر خواجہ محمد زاہد خان صاحبؒ دینی اور روحانی علوم کا بحرِ بے کنار تھے۔ رشد و ہدایت لمحوں میں حاضرین ان کی تشریحات سُن سُن کر حیران رہ جاتے۔ وہ مسلسل ۵۰ سال موہڑہ شریف میں تبلیغ کی شمع فروزاں کرتے رہے۔ آپ لوگوں پر زور دیتے رہتے کہ وہ اسلامی شعائر کو خودبخود اپنائیں جس طرح وہ زندگی کے دوسرے مقاصد کے حصول کے لیے خودبخود سوچتے اور جدوجہد کرتے اور تدابیر کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے خدا اور رسول ﷺ کے سامنے سرخرو ہونے کے لیے اسلامی نظام کے لیے بھی سوچیں، تدابیر کریں اور اُن پر عمل کریں اور اس کے لیے جدوجہد کریں کیونکہ ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے عظیم مقصد اور نصب العین یہی ہے اور ہونا چاہیے کہ وہ خدا کے پسندیدہ دینِ اسلام کے احیا کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں وقف کرے اور اپنی ذات اور ماحول کو پہلے متاثر اور متغیر کر کے دوسروں کے سامنے عملی مثال پیش کرتا ہے۔

آپ ایک جید عالم دین تھے اور ادق سے ادق فقہی مسائل کو بڑے مربوط مفاہیم کے ساتھ بیان فرما کر تشنگانِ علوم دینی اور روحانی کی پیاس بجھاتے۔ حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ اسلام کی ہر تحریک کے حامی اور موید تھے۔ آپ عظمتِ اسلامی کی بازیافت کے لیے شروع سے ہی سرگرمِ عمل تھے۔ آپ مجاہدانہ اور غازیانہ زندگی کے داعی تھے اور ہزاروں لوگ جو کسی مردِ حق آگاہ کی تلاش میں رہتے آپ کے دستِ حق شناس پر بیعت ہو کر اپنے جذبہ ایمانی کو تسکین مہیا کرتے۔ اتباعِ رسول ﷺ آپ کی زندگی کا حاصل تھا اور مریدوں کو بھی اس بات (شریعت) کا پابند رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ ایک جید عالم، ولی کامل ہونے کے علاوہ شمشیر زن مجاہد بھی تھے۔ جہاد کشمیر کے دوران تتری نوٹ کے محاذ پر بہ نفسِ نفیس شرکت فرمائی۔ یہاں مجاہدوں کو فتح حاصل ہوئی۔ جس پر آپ کو غازی کشمیر کا لقب و اعزاز دیا گیا۔ جہادِ کشمیر اور قیامِ پاکستان کے سلسلے میں موہڑہ شریف کے کردار کا ذکر آگے چل کر کیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ گویا نبی اکرم ﷺ کی سنت کے صحیح معنوں میں امین اور علمبردار تھے۔ زاہد اور عابد ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو جہاد میں شریک ہو کر لڑنے کی صورت میں حضرت محمد ﷺ کی سنت کی پیروی کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ حضرت پیر خواجہ محمد زاہد خان صاحبؒ انتہائی دراز قامت، پُروقار شخصیت کے مالک تھے۔ سفید ریش مبارک آپ کی وجاہت اور دل پذیر شخصیت کو اور نمایاں کرتی تھی۔

انتہائی نرم لہجے میں گفتگو فرمانے والے اعلیٰ حضرت عام طور پر سفید لباس زیبِ تن کرتے تھے اور سر مبارک پر سبز دستار بالکل سنت کے مطابق ہوتی تھی۔ گویا آپ کا ہر قدم سنتِ حضرت محمد مصطفی ﷺ پر اُٹھتا تھا اور پیروی سنت کا بہترین نمونہ تھے۔ سرکار موہڑوی حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسمؒ صادق نے حضرت قبلہ عالم پیر محمد زاہد خان صاحبؒ کی تربیت نہایت پاکیزہ اور روحانی ماحول میں فرمائی۔

حضرت خواجہ موہڑویؒ آپ پر کمال شفقت فرماتے تھے اور آپ کو پیر محمد زاہد خان صاحب سے بڑی محبت تھی۔ کیونکہ آپ شروع ہی سے نہایت پاک باز اور روحانیت سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔

حضور سرکار موہڑویؒ نے (جو عظیم شخصیت اور روحانیت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے) اپنے صاحبزادے کی تربیت اسلام کی صحیح روایات کے مطابق فرمائی۔ اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحبؒ نے اپنے زانوئے تلمذ بھی اپنے والد گرامی القدر کے سامنے طے کیا۔ لڑکپن کی عمر تک آپ نے تمام مروجہ علوم اور روحانیت کے مدارج، آداب طریقت حاصل کر لیے تھے۔ روحانی منزلوں کو مقررہ وقت سے پہلے طے کر لیا اور خواجہ موہڑویؒ کی زندگی میں ہی معتقدین کی توجہ کا مرکز بن گئے تھے۔ حضرت پیر خواجہ محمد زاہد خان صاحبؒ کو بڑے کٹھن روحانی مراحل سے گزرنا پڑا۔ جن سے آپ بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ جب آپ ہر قسم کی منزلوں کو طے کر چکے اور آپ کے والد حضرت خواجہ موہڑویؒ نے دیکھا کہ اب کوئی آزمائش آپ کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی تو حضرت خواجہ موہڑویؒ نے پیش گوئی فرمائی کہ میرے یہ صاحبزادے روحانیت کا بلند ترین مقام حاصل کریں گے اور آپ کو خطاب سے نوازا اور ارشاد فرمایا کہ پیدل چل کر ملک کے گوشے گوشے میں مخلوقِ خدا کو رشد و ہدایت کا درس دیں اور ان کو سنتِ نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں تا کہ احیائے دین کا عمل اپنی تابانیت کے ساتھ جاری ہو۔ اِس طرح آپ نے عالمِ شباب کا ایک بڑا حصہ سفر میں گزارا اور مخلوقِ خدا کو اسلام کی تبلیغ و تلقین فرماتے رہے اور ہزاروں لوگوں کو اسلام کی صحیح روح سے روشناس کیا اور ان کے دلوں کو یادِ الٰہی سے منور فرمایا۔ آپ کی تبلیغِ احسن اور حُسنِ سلوک کی بدولت جلد ہی ہزاروں مرید جو حضرت خواجہ خواجگان محمد قاسم صادقؒ (موہڑوی) پر دل و جان سے فدا تھے، نے پیار اور عقیدت سے آپ کو پیر خان صاحب کہنا شروع کر دیا۔

روحانی مرکز پر لنگر کی تقسیم کی ذمہ داری ایک بھاری آزمائش تھی۔ اس فرض کی ادائیگی فیض کی تقسیم کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ اس سے شاید یہ جاننا مقصود ہوتا کہ روحانیت کے عظیم منصب سے خلق خدا کس قدر فیض یاب ہو سکے گی۔

حضرت پیر خان صاحب لڑکپن میں مدت مدید تک لنگر کی تقسیم کے منصب پر فائز رہے۔ یہاں بھی آپ نے اپنے فرائض بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیئے۔ اس ذمہ داری کے دوران آپ نے انتہائی سخاوت، سعادت کے ساتھ ہر فرائض کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور اس آزمائش سے بھی سرخرو ہو کر نکلے۔ شاید تقسیم فیض کی یہ پہلی منزل تھی جو آپ نے نہایت خوبصورتی اور مکمل حسن و حوصلے کے ساتھ طے فرمائی۔

لڑکپن میں حضرت پیر خان صاحبؒ نے ملک کے صوبہ سرحد، سندھ، کراچی، جموں و کشمیر کے دورے کئے اور تبلیغ اسلام کی خدمت سرانجام فرمائی اور ملک کے کونے کونے میں دعوتِ حق کا فریضہ ادا فرمایا۔

مسند نشینی

خواجہ خواجگان حضرت محمد قاسم صادق موہڑویؒ نے اعلیٰ حضرت پیر خان صاحب کو جب خوب جانچ پرکھ لیا تو عظیم منصب عطا فرمایا جو دُنیا میں کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ حضرت پیر خان صاحب اس وقت اُس گدی پر جلوہ فگن رہے جہاں پر حضرت خواجہ موہڑویؒ نے ۸۰ سال ذکر و فکر خداوندی میں صرف کیے اور رشد و ہدایت کی شمع روشن فرمائی جہاں لاکھوں تشنگان حاضر ہو کر واصل باللہ ہوتے ہیں اور اپنی مرادِ حقیقی سے سرفراز ہوتے ہیں۔

حضور خواجہ خواجگان سرکار موہڑویؒ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اہل

دستار بندی اور سجادہ نشینی

حضور غوث زماں بابا جی سرکار موہڑویؒ نے اپنی حیات مبارکہ کی آخری منزلیں طے کرنے یعنی پس پردہ وصال ہمیشہ کے لیے محو جمال ہونے سے کچھ عرصہ پہلے اپنے لخت جگر نورنظر خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحب المعروف حضور پیر خان صاحب غریب النواز موہڑویؒ کو اہل سلوک کی روایات کے عین مطابق ایک اجلاس عام میں جبہ اور دستار فضیلت سے ممتاز فرمایا اپنی تسبیح اور دوسرے تبرکات مقدسہ آپ کے سپرد کیے۔ آپ کی فیض رسانی ۔غریب پروری۔ بندہ نوازی۔ ہمدردی۔ دلنواز عادتوں۔ پاکیزہ خصلتوں نے یقین واعتاد کے چراغ روشن کیے۔ جس سے سکون و طمانیت۔ طہارت۔ قلب وروح۔ انشراح۔ ذوق ونظر کا نور تقسیم ہونے لگا۔ جو ہر آن بڑی شان بندہ نوازی کے ساتھ کے دست طلب میں تشنہ لبوں کی سیر کامی کا سامان بنا ۔ آپ واقعی وارث تخت ولائیت حقیقی تھے۔ حضور غوث المعظم کے ارشاد کے مطابق آپ کو بابا جی قاسم صادق موہڑویؒ نے کئی سال پہلے خلافت عطا فرمائی۔ کہا جاتا ہے کہ جو بیعت کی غرض سے حضرت بابا جی موہڑویؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو آپ فرماتے کہ پیر خان صاحب سے بیعت ہو جائیں۔

حضور غریب النواز موہڑوی کے سینکڑوں نقیب التنظیم اوصاف حمیدہ کے نور سے ڈھلی ہوئی منور صورت پاک پر نظر پڑتے ہی قرون اعلیٰ صدق تقدس اور جلیل القدر صحابہ کرام کی پاکیزہ زندگی کے تمام جمال افروز گوشے ابھر آتے تھے۔ اور پہلی ہی نگاہ ملاقات میں خدا تعالیٰ کا جلال و جمال قلب و روح کی فضا پر محیط ہو جاتا تھا۔ جو بھی ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ زندگی کی معنوی لذتوں سے مالا مال ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ حق یہ ہے کہ اس وادی قرب و دانی نے جماعت صوفیا کی صوفیانہ زندگی آبرو کا سامان مہیا کیا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت پر گامزن

سلوک کی روایات کے مطابق اعلیٰ حضرت کو جبّہ و دستار مبارک سے ممتاز فرما کر اپنے مبارک ہاتھوں سے سجادہ نشینی کے منصب جلیلہ پر متمکن فرمایا۔

دربار عالیہ موہڑہ شریف جہاں تقریباً ڈیڑھ سو سال سے اللہ تعالیٰ کا ذکر، عبادت جاری ہے، میں حاضری سے کیف و سرور اور جذب کی ایک عجب کیفیت طاری ہو جاتی ہے جسے صاحب بصیرت ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ الفاظ کی تنگ دامانی اس کیفیت کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔

آپ (پیر خان صاحبؒ) کے متعلق مشہور تھا کہ جس نے آپ کی خدمت میں ایک بار حاضری دی وہ دوسری بار جانے کے لیے خود بخود کھنچا چلا جاتا اور بیعت ہوتے ہی وہ کیفیات اور سرور سالک کو میسر آتا کہ وہ زندگی کے حسین ترین لمحات ہوتے اور انسان کی زندگی بھر خواہش رہتی کہ کاش وہ لمحات پھر لوٹ آئیں۔ لیکن ہر دفعہ تو یہ میسر نہیں آ سکتی۔ قبلہ عالم حضرت پیر محمد زاہد خان صاحبؒ کے نورانی چہرہ مبارک کی طرف دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے اور بعض لوگ تو یہاں حاضر ہو کر ایسا سرور پاتے کہ ہوش وحواس کھو بیٹھتے۔ یہی لمحات دراصل زندگی کا حاصل ہوتے۔

اس پُر آشوب دور میں ایسی نیک سیرت ہستی کا دیدار یقیناً بہت بڑی سعادت ہے لیکن اپنے اپنے مقدر کی بات ہے، اگر علم نہ ہو تو علیحدہ بات ہے اور آپ کو پتہ چل جائے اور آگاہی ہو جائے تو پھر موہڑہ شریف حضرت خواجہ خواجگان حضرت پیر محمد قاسم صادقؒ کے مزار اقدس اور حضرت پیر خان صاحبؒ کے مزار مقدس اور حضرت پیر اولیا بادشاہ فاروق کے پاس حاضری نہ دینا ایک بہت بڑی نعمت سے محروم ہونے کے مترادف ہے۔ یہ دربار ایک ایسی جگہ ہے جہاں بیماریوں کا روحانی علاج ہوتا ہے اور ایک نظر سے تقدیر بدل جاتی ہے اور علامہ اقبال کے اس شعر کی تشریح ہوتی ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کیا۔ ہزاروں بھٹکے ہوئے لوگوں کو دین حق پرست کی راہ پر چلنے کی راہ دکھائی۔

پچاس برس غوث موہڑوی دربار میں معتکف رہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے شباب میں جہاد کشمیر میں بہ نفس نفیس حصہ لیا۔ آپ کے ساتھ بڑی تعداد میں مجاہدین نے حصہ لیا۔ اور پونچھ کے مقام چڑی کوٹ کا مورچہ فتح کیا۔ آپ کے بہنوئی پیر محمد یوسف گیلانی اور آپ کے بھائی پیر محراب خان صاحب۔ پیر دراب خان صاحب اور کافی تعداد میں مریدین اور خلفا شامل ہیں۔ آپ نے جہاد کشمیر میں فی سبیل اللہ اور حکومت پاکستان کو بغیر کہے حصہ لیا۔ یہ دور لیاقت علی خان کا دور تھا۔

آپ کی سخاوت

حضور غوث زماں خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ انتہائی سخی اور غریب پرور انسان تھے۔ جو آدمی بھی آپ کے دربار عالیہ میں حاضر ہوا۔ اسے کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔ ایک اجنبی شخص بھی آپ کی زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوا۔ تو وہ بھی جھولی بھر کر لے گیا۔

میرے پیر و مرشد غوث زماں ہیں۔ غوث وہ ہوتا ہے۔ جس کی طرف مشائخ زمانہ رجوع کریں۔ آپ کے دربار عالیہ میں زمانے کے بڑے بڑے مشائخ اور علماء نے حاضری کا شرف حاصل کیا۔ مشائخ اور صوفیا بھی آپ کی ولائیت پر رشک کرتے۔ تمام زندگی نہایت ہی سادگی سے گزری۔ حضور پیر خانؒ صاحب مثل چاند اور باقی مثل ستارے ہیں۔ آپ کا چہرہ اقدس آخری دم تک نیر و تاباں کی طرح روشن تھا۔ آپ جیسا خوبصورت۔ خوب سیرت اور ولائیت کا کامل کوئی نہ تھا۔

سہاگے کی پڑیا سے شفا

انوار قاسمی کے مصنف لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ عرس کے بعد مبارک موہڑہ شریف سے واپس آیا تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک بزرگ بولے کہ آج گاڑیوں میں بڑا رش ہے۔ تو میں نے عرض کی کہ آج موہڑہ شریف کے عرس مبارک کی آخری دعا تھی۔ اس لیے گاڑیوں میں رش ہے۔ تو وہ بزرگ کہنے لگے کہ کون سے پیر صاحب کی دعا تھی تو میں نے کہا کہ حضور خان صاحبؒ کے عرس کی دعا تھی۔ تو وہ بزرگ کہنے لگے کہ حضرت پیر خان صاحبؒ واقعی صحیح معنوں میں اس زمانے کے ولی کامل ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی بیمار آدمی چلا جائے۔ تو اس کو سہاگے کی پڑیا بھی دے دیں۔ تو شفا مل جاتی ہے۔ یہ واقعہ آپ کی شان ولائیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بیماروں کو شفا دیتے تھے۔ (انبیا کرام کے ساتھ منسوب وہ بات جو عقل کو دنگ کر دے۔ معجزہ کہلاتی ہے۔ اور وہی بات اگر اولیاء اکرام کے ساتھ منسوب ہو تو کرامت کہلاتی ہے۔ کچھ غیر مسلم استدراجی قوتیں بھی اپنے استدراج سے اپنی دکان چمکانے میں مصروف عمل ہیں۔ خدا انکی دھوکہ دہی والی شعبدہ بازیوں سے محفوظ رکھے اور سچے دل سے اپنے پیر و مرشد کا پیرو کار ہونے کی توفیق عطا فرمائے)۔ اس لیے دنیا آپ کو امام الصابرین کے نام سے یاد کرتی ہے۔ واہ سبحان اللہ۔

حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب کا فرمان

حضرت پیر عبداللہ شاہ ہمدانی دربار عالیہ حسینیہ ہمدانیہ نقشبندیہ بھنگالی شریف روایت کرتے ہیں کہ حضور پیر خان صاحبؒ کی شرافت ہی موہڑہ شریف کی پہچان

ہے۔ خواجہ غریب النواز بہت ہی اچھے اور شریف بزرگ ہیں حضور قبلہ عالم بابا جی موہڑویؒ کی رحلت کے بعد جس طرح دربار عالیہ موہڑہ شریف کا نظام پیر خان صاحب نے سنبھالا اور اس نظام کو آگے چلایا۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔

سجادہ نشین نیریاں شریف کا فرمان

حضرت علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی نقشبندی فیض رساں دربار عالیہ نیریاں شریف نے خواجہ خواجگان موہڑہ شریف کے عرس کی آخری بڑی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جس نے مرشد کی بارگاہ میں آنا ہے اس نے آنا ہی ہے چاہے کوئی آگے پہاڑ کھڑا کرے یا دیوار بنا دے۔ پھر فرمایا کہ ظاہر وباطن ان کے گھر سے ملا۔ دستار ان کے گھر سے ملی۔ اٹھنا بیٹھنا ان کے گھر سے ملا۔ سب کچھ ان کے گھر سے ملا۔ پھر فرمایا کہ قاسم وہ ہوتا ہے۔ جس نے زندگی بھر اپنے لیے کچھ نہ رکھا ہو۔ سب کچھ تقسیم کر دیا ہو۔ زاہد وہ ہوتا ہے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔ اور تقوی پر زندگی گزار دے۔ آفتاب وہ ہوتا ہے جس کی چمک سے سارا عالم منور ہو جائے۔ اور فاروق وہ ہوتا ہے کی جس کے عدل پر نظام کائنات چلے۔ واہ سبحان اللہ۔

حضرت پیر علاؤالدین صدیقی صاحب کو حضور غوث المعظم اعلیٰ حضرت پیر زاہد خان صاحب کا داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

نسبت موہڑہ شریف سے جنات کی محبت

کشکول طریقت کے مصنف لکھتے ہیں کہ میرے والد صاحب صوفی نادر خانؒ مجھے بچپن میں موہڑہ شریف لے گئے۔ اور حضرت پیر خان صاحبؒ کے سپرد کر

دیا۔ حضرت صاحب نے خصوصی دعا فرمائی۔ اور انکی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں بہت عجائب وغرائب دیکھے اور صحرانوردی کا موقع ملا اور پہاڑوں کی غاروں میں وظائف کرنے کی سعادت وتوفیق ملی۔ اگر ان واقعات واحوال کو بیان کیا جائے۔ تو ایک جامع کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں ۔ یہ واقعہ ان کے گھر والوں نے ان کو بتایا ہے کہ ایک رات میں چارپائی پر سویا ہوا تھا۔ جس چارپائی پر میں سویا ہوا تھا وہ زمین سے تین فٹ اونچی تھی۔ میرے دائیں طرف میرے والد اور بائیں طرف میری والدہ کی چارپائی تھی۔ جب آنکھ کھلی تو یہ معاملہ دیکھا۔ تو خوف سے میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اور اٹھنا چاہا۔ اسی اثنا میں چارپائی نیچے آ گئی۔ اور میرے والد صاحب اٹھ گئے۔ انہوں نے دلاسا دیا اور دوبارہ سلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک اور واقعہ ہوا۔ اس وقت میں سمجھدار تھا۔ لہذا اب مجھے بہلایا نہیں جا سکتا تھا۔ تو والد نے مجھے بتایا۔ کہ بیٹے یہ موہڑہ شریف کی نسبت سے جنات تم سے محبت کرتے ہیں ہمیں بھی ڈر لگتا ہے۔ کہ کہیں تمہیں ڈر کی وجہ سے نقصان نہ پہنچ جائے۔ ورنہ یہ تمہیں کچھ نقصان نہیں دے سکتے۔ یہ ہمارے پیر بھائی ہیں۔

ذکر اس طرح بھی ہوتا ہے

اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحبؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ لوگوں کو اسم ذات کرنا نہیں آتا۔ فرمایا کہ سچا سالک ذکر اسطرح کرتا ہے۔ کہ جب اللہ کہے تو اسکی آواز فناہ میں لامکان تک پہنچے اور جب ہو نکالے تو تحت الثریٰ تک رسائی ہو۔ مزید فرمایا کہ جب کسی بیمار کو دم کرو۔ تو لامکاں سے خاک شفا لو اور مریض پر ڈالو۔ مریض اچھا ہو جائے گا۔

تین امتحان

1989 میں سردیوں کے عرس مبارک کے دوران صوفی شاہد نقشبندی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ کراچی کورنگی والے حضور پیر خان صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں بیٹھے تھے۔ تین لڑکے تیرہ چودہ سال کی عمر کے حاضر ہوئے۔ دست بوسی کے بعد عرض کرنے لگے۔ حضور دعا کریں ہم امتحان میں پاس ہو جائیں۔ فرمایا تین طرح کے امتحان ہوتے ہیں۔

ایک امتحان ایسا ہے کہ دو گے تو عالم بن جاؤ گے۔

ایک امتحان ایسا ہے کہ دو گے تو ڈپٹی کمشنر بن جاؤ گے۔

ایک امتحان ایسا ہے کہ دو گے تو ولی، ابدال یا قطب بن جاؤ گے۔

بتاؤ کون سا امتحان دینا چاہتے ہو۔ لڑکے کہنے لگے کہ حضور سکول کا امتحان دینا ہے۔ فرمایا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ پاس کرے گا۔ ولی کی رحمت جب جوش میں آئے تو کوئی امید ایسی نہیں جو پوری نہ ہو۔ اس لیے جب ولی کامل کی بارگاہ میں حاضری دو تو ان کے جلال و رحمت کا خیال رکھو اور مانگنے کا سلیقہ سیکھو۔ اگر مانگنے کا سلیقہ آ جائے تو بگڑی ہوئی بھی بن جاتی ہے۔

خواجہ غلام محی الدین غزنوی کی آپ سے عقیدت اور محبت

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی والئی نیریاں شریف کی شدید علالت کی خبر جب حضور غوث المعظم امین الامت خواجہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ کو موصول ہوئی تو حضور خان صاحبؒ آپ کی عیادت کے لئے راولپنڈی تشریف لائے۔ پیر صاحب نیریاں شریف کو جب آپ کی آمد کا پتہ چلا۔ تو باوجود انتہائی ضعف و ناتوانی

کے آپؒ کے احترام میں اٹھتے ہوئے فرمایا۔ کہ سنتے تھے کہ کعبہ شریف مقبولان الٰہی کی زیارت کو خود آتا ہے۔ آج اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ لیا ہے۔ موہڑہ شریف کے قابل صد وتکریم صاحبزادگان ہسپتال اور جائے قیام مجددیہ منزل میں بار بار تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری سے پیر صاحب کو بہت سکون ملتا۔ خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ کی نماز جنازہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ نے پڑھائی تھی۔ حضور غوث المعظم ہی حسب الحکم باوا جی کے آپ کو نیریاں شریف کے جنگل میں بٹھا کر آئے تھے۔

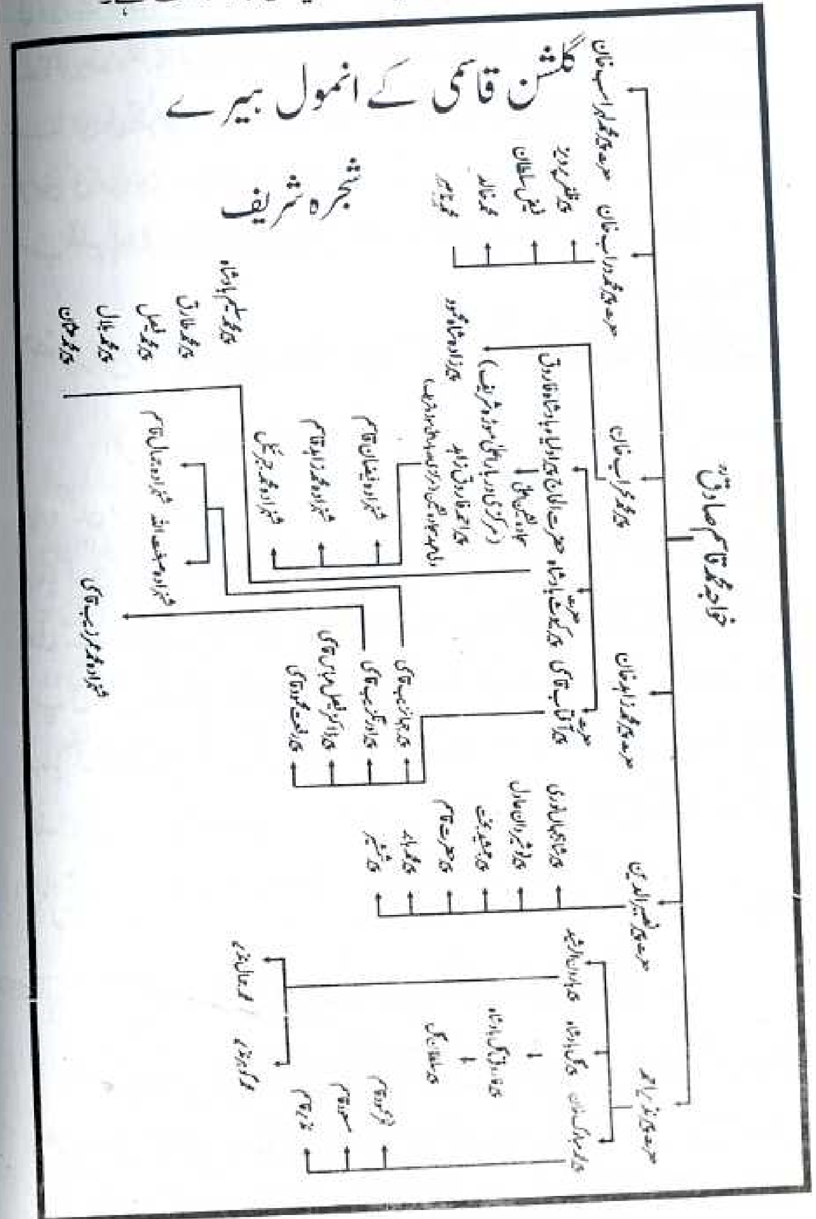
حضور پیر زاہد خان صاحبؒ موہڑہ شریف کی واڑ ہیں

اعلیٰ حضرت الحاج پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف فرماتے ہیں۔ کہ حضور بابا جی موہڑویؒ نے فرمایا کہ پیر محمد زاہد خان صاحبؒ موہڑہ شریف کی واڑ ہیں۔ پھر فرمایا کہ واڑ سمجھتے ہو کیا ہوتی ہے۔ وہ جو تم اپنی فصلوں کے ارد گرد لگاتے ہو۔ تا کہ کوئی بیل گائے یا کوئی جانور آپ کی فصل کو نقصان نہ پہنچائے۔ آپ کے وصال مبارک پر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آج وہ واڑ ٹوٹ گئی ہے۔ خواجہ غریب النواز موہڑویؒ نے سب کو ڈھانپا ہوا تھا۔ سبحان اللہ یہ شان ہے غریب النواز کی۔ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ جب آپ جہاد میں گئے تو غازی بنے۔ واپس خانقاہ میں آئے تو غوث المعظم کہلائے۔

فرمان خواجہ غریب النواز موہڑویؒ

حضور پیر خان صاحبؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہم مسلک شریعت میں امام اعظم ۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ مشرب طریقت میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ پر کاربند ہیں۔ فیضان میں سلسلہ عالیہ قادریہ اور دوسرے سلاسل سے بھی ہمارا تعلق

ہے۔ اور ان سلاسل میں ہم بیعت سے بھی مشرف فرماتے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اذکار اور معاملات میں سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ میں کچھ مماثلت ہے۔



ارشادات ملفوظات خواجہ غریب النواز موہڑویؒ

1۔ صوفی کی منزل معرفت الٰہی ہے۔
2۔ عشق رسول اکرم ﷺ کے بغیر قرب خداوندی ممکن نہیں۔
3۔ حسد کا نقصان حاسد کو ہوتا ہے۔
4۔ غیبت گناہ کبیرہ ہے۔
5۔ قوت اختیار کے باوجود صبر کرنا شان مومن ہے۔
6۔ ہر نیکی اور عبادت میں اخلاص پیدا کرو۔
7۔ جو برا کہے اس سے بھلا کرو اور دعا دو۔
8۔ ظلم کا جواب صبر سے دو۔
9۔ صبر میں بڑی عظمت ہے۔
10۔ ذکر اللہ کرنے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔
11۔ زندگی وہی بامقصد ہے جو خدا کی بندگی اور اتباع رسول ﷺ سے عبارت ہو۔
12۔ قرآن کی تلاوت سے روحانی بصارت ملتی ہے۔
13۔ کثرت درود شریف کرنے والے کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔
14۔ لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے اندر دیکھا کرو۔
15۔ دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہو اور فکر آخرت پیدا کرو۔
16۔ ذکر اسم ذات (اللہ ھو) سے نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

17۔ استغفار کثرت سے کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو۔

18۔ کامیاب وہ ہوا جس کی آخرت سنور گئی۔

19۔ اخروی سعادت کا راز اتباع رسول ﷺ میں ہے۔

20۔ اخلاق و ادب عقیدت عفو درگزر کو اپنی شناخت بناؤ۔

21۔ مالک الملک اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں جب جواب طلبی ہوگی۔ اس کو سامنے رکھو۔

اگر میری ان باتوں پر عمل کرو گے تو پھر دونوں جہانوں میں کامیابی تمہارے ساتھ ہوگی۔

جہاں میں گونج اٹھے پھر صدائے الا اللہ
تو آج پھر کوئی ایسا نظام پیدا کر

حضور غوث زماں خواجہ پیر محمد قاسمؒ بانی و والی موہڑہ شریف نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے عظیم فرزند حضور پیر خان صاحب غریب النواز موہڑویؒ وارث تخت ولائیت وسجادہ نشین اول کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ آپؒ نے تمام علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی غوث الزمان خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی سے حاصل کئے اور تکمیل کے بعد آپؒ نے اپنے والد بزرگوارؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضور غوث الزمان موہڑویؒ نے زندگی میں ہی لنگر اور کاروبار حیات اور طریقت کا عام نظام اپنے اس وفا شعار فرزند کے سپرد کر دیا تھا۔ بلکہ کئی سال پہلے جب کوئی شرف بیعت کے لئے حاضر ہوتا تو آپؒ فرماتے 'جاؤ بچہ' اب یہ کام میں نے پیر خان صاحبؒ کے سپرد کر دیا ہے۔ آپؒ نے 1943 سے 1993 تک پچاس سال سجادہ نشین اول کی حیثیت سے مرکزی دربار میں بیٹھ کر جس طرح لوگوں کو فیض یاب کیا۔ وہ بھی ایک سنہری تاریخ ہے۔ جو قیامت تک یاد رکھی جائے گی۔ آپؒ نے نہایت کٹھن اور مشکل ترین وقت میں بھی صبر و تحمل سے

مریدین کی دلجوئی فرمائی۔ اور ان کے عقائد مال و جان کی نگہداشت کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ خدا کے لیے ہمارے پاس آتے ہیں ان کو خدا کی راہ دکھانا ہمارا فرض ہے۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے اسی دربار میں جہاں غوث زمان موہڑویؒ 80 سال تک جلوہ افروز رہے بیٹھ کر 50 سال تک مخلوق خدا کو فیضاب کیا۔

آپؒ کی پوری زندگی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی آئینہ دار تھی

پوری زندگی میں آپؒ کبھی بے وضو نہ رہے۔ اور وفات تک کوئی نماز قضا نہ فرمائی۔ آپؒ شریعت مطہرہ پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ آپ نے طریقت نقشبندیہ مجددیہ میں لوگوں کو بیعت کیا۔ آپ کے والد بزرگوار حضور غوث زماں محمد قاسم موہڑویؒ اسی پر کاربند رہے۔ اور طریقت کا اعلیٰ ظرف بھی یہی ہے۔ یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کہیاں شریف سے ہوتا ہوا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ تک اور وہاں سے حضرت باقی باللہ رازداں سے بتوسط خواجہ شاہ نقشبند حضرت بہاؤالدینؒ اور اسطرح بتوسط سیدنا حضرت ابوبکر صدیق حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے۔

آپؒ انتہائی خوش گفتار۔ نرم مزاج۔ حلیم الطبع۔ عالی ظرف اور عفو و درگزر کے پیکر تھے۔ جس کی وجہ سے آپؒ کو اہل طریقت نے امام الصابرین کہا۔ واقعی وہ انہی القابات کے لائق تھے۔ آپؒ نے اپنے والد محترمؒ کی ولائیت کو خوب سنبھال کر تقسیم کیا۔ آپؒ کے خلفاء کی تعداد بھی کافی تھی۔ جس پر نگاہ پڑی اس کی کایا پلٹ گئی۔ امریکہ سے ایک جماعت تصوف پر تحقیق کی غرض سے بھارت اور پاکستان آئی۔ دربار میں حاضری کے بعد ایک صحافی نے جو اس جماعت کے سربراہ سے سوال کیا۔ کہ تم نے یہاں آ کر کیا محسوس کیا۔ سربراہ نے جواب دیا کہ مجھے خبر نہیں۔

بس بے ساختہ میں نے حضرت امام الصابرین کے ہاتھوں کو چوم لیا۔ جو اس پورے سفر میں کہیں نہ ہوا تھا۔ سلسلہ عالیہ اور خاندان عالیہ میں کوئی یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ آپؒ نے کبھی قہقہہ لگایا ہو۔ صرف تبسم کی حد تک ہنستے تھے۔ آنکھوں میں ایسا نور جو دیکھے اسیر ہو۔ اور فیضاب ہو۔ آپؒ نے 92 سال عمر پائی۔ یعنی 92 عدد ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ سبحان اللہ۔

استخارہ کا طریقہ

فیضان زاہد میں تحریر ہے۔ کہ عشاء کی نماز کے بعد سونے سے قبل وضو کر کے صدق دل سے (استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھیں۔ پوری توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز استخارہ کی نیت سے پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی ایک بار۔ سورہ الم نشرح۔ دوسری رکعت میں سورہ کافروں ایک بار پڑھ کر نماز پوری کرے۔ اور کلمہ تمجید ایک سو ایک بار ۔سورہ الم نشرح 7 بار پڑھ کر قبلہ رخ ہو کر دائیں کروٹ پر سو جائے۔ خیال پاک ذکر کے ساتھ انشا اللہ ، مسئلہ سامنے آئے گا۔

خواجہ غریب النواز کی تعلیم

حضور غریب النواز موہڑویؒ نے ایسے حسن اخلاق سے تعلیم دی کہ ایک اجنبی شخص بھی آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ حضور غوث زماں نے پچاس برس دربار عالیہ میں قیام فرما کر اپنے والد بزرگوار بابا جی موہڑویؒ کی تعلیم کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا۔ آپ کے مریدین و متوسلین کی تعداد لاکھوں کے حساب سے ہے۔ آپ کی بارگاہ میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ

حاضری دیا کرتے تھے۔ جو شخص کسی سلسلہ سے بھی تعلق رکھتا ہو۔ مگر آپ کی زیارت کے لیے ضرور آیا۔ یہ آپ کی روحانی تعلیم کا اثر تھا۔ حضور غوث المعظم کی رحلت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اور دنیا کے کونے کونے سے لوگوں کا سیلاب امڈ آیا۔ یہ صرف آپ کے حسن واخلاق اور پیار و محبت کی دلیل ہے۔

بے شک پیر قاسم پیر زاہد نامور مردان حق
انکا فیض مگر پھیلا جہاں میں ہر طرف

ہو گیا واصل بحق وہ مرد حق
آہ خالی ہو گئی بزم شہود
از سر ایمان ہے تاریخ وصل
پیر زاہد ابشار فیض وجود

تعداد نماز جنازہ

آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کا اس قدر جم غفیر تھا کہ اندازہ لگانا مشکل تھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں ہر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والوں نے شرکت کی۔ آپ کی نماز جنازہ میں اقتدار کے ایوانوں کے نمائندگان سے لے کر گودڑی نشینوں تک کے لوگوں نے شرکت کی تھی۔ آپ کی نماز جنازہ میں مشائخ عظام اور علماء بھاری تعداد میں موجود تھے۔ جن میں سے پیر صاحب باغدرہ شریف ، پیر صاحب رجوعہ شریف، پیر صاحب بوڑھا جنگل شریف، پیر صاحب و صاحبزادگان نیریاں شریف، پیر صاحب پناگ شریف، پیرخواجہ معصوم بادشاہ صاحب موہری شریف اور صاحبزادگان گھمگول شریف (پیرعبیداللہ شاہ اور پیر حبیب اللہ شاہ صاحب المعروف چھوٹے پیر جی سرکار) کے نام قابل ذکر ہیں۔

نماز جنازہ کی سعادت

آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت روحانی راہنما پیر حکیم صوفی فضل کریم صاحب قاسمی سرگودھا والوں نے حاصل کی۔ آخرکار سلسلہ نقشبندیہ کا آفتاب نصف صدی ہزاروں لوگوں کے دلوں کو روشن کرنے والا غریبوں کی غریب پروری کرنے والا دکھی دلوں کو راحت پہنچانے والا 10 دسمبر بروز جمعہ 1993ء موہڑہ شریف کے دامن میں غروب ہوگیا۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

آپ کا لباس

حضور غریب النواز موہڑوی کا لباس نہایت ہی سادہ اور سفید تھا۔ سر مبارک پر سبز دستار باندھا کرتے تھے۔ آپ نے آخری عرس مبارک پہ سبز جبہ زیب تن فرمایا تھا۔ ورنہ پہلے سفید چادر اوڑھا کرتے تھے۔

حضور غریب النواز موہڑویؒ کی اولاد

حضرت امام العارفین پیر آفتاب قاسمیؒ

حضرت امام العارفین پیر آفتاب احمد قاسمی صبغتہ اللہ علیہ آپ خواجہ غریب النواز موہڑوی کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ مبلغ، فاضل ادیب، منکسر المزاج، پیشوائے طریقت اور مبلغ اسلام تھے۔ اندرون و بیرون ملک ان کی اسلامی و روحانی خدمات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے ناروے، سپین، ڈنمارک، جرمنی، برطانیہ اور متحدہ عرب امارات کے تفصیلی دورے کئے اور ہزاروں معتقدین کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل کیا۔

مسجد قرطبہ میں نماز با جماعت

حضرت پیر آفتاب قاسمی صاحب نے سپین کی مسجد قرطبہ میں با جماعت نماز پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ اور 70 افراد نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ نے وہاں 25 غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ آپ کو اردو اور انگلش زبانوں پر نمایاں کمال حاصل تھا۔ آپ کی انگلش تحریریں بہت مشہور تھیں آپ نہایت ہی نرم اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے۔

کراچی میں تین جگہ آپ نے قیام گاہیں تعمیر کرنے کے لئے پلاٹ لیے۔

اور اس کے علاوہ کراچی میں آپ کے مریدین کا ہزاروں کی تعداد میں وسیع حلقہ موجود ہے۔ آپ اپنی خصوصی مجلسوں اور عام جلسوں میں شریعت اور طریقت کے نکات و رموز نہایت دلنشین انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ جس سے سامعین پر ایک خاص قسم کی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

حضور پیر قاسمی صاحب نے اپنی بے لوث خدمات ۔ سادہ زندگی اور استغنا کی وجہ سے ایک امتیازی مقام حاصل کر کے موہڑہ شریف کی رونق کو دوبالا فرمایا تھا۔ جو تمام خلفاء اور مریدین اور عاشقان غریب النواز موہڑویؒ کے لیے باعث فخر ہے۔ آپ اس قافلہ طریقت کے میر کارواں تھے۔ جن کی صداقت بھری بے داغ اور پاکیزہ زندگی قابل تقلید اور نفع بخش تھی۔

فقیر کی اپنے پیٹ سے جنگ

ایک مرتبہ کراچی میں دعوت عام پر حضرت پیر آفتاب احمد قاسمیؒ تشریف فرما تھے۔ کھانے کے دوران حضرت صاحب کے قریب ہی ایک صاحب بڑی تیزی کے ساتھ نوالہ اٹھا کر تیز تیز کھا رہے تھے۔ صحت بھی ماشاء اللہ اچھی تھی۔ اور ہر طرح کے تکلف کو انہوں نے بر طرف رکھا تھا۔ کھانے کے دوران ان صاحب کی نظر کبھی کبھی حضرت پیر صاحب کی طرف بھی اٹھ جاتی تھی۔ جو بالکل آہستہ آہستہ نوالہ اٹھا رہے تھے۔ کھانے کے بعد حضور پیر قاسمی صاحب نے ان سے فرمایا کہ فقیر کی اپنے پیٹ سے جنگ ہوتی ہے۔ صوفی کے لیے لازم ہے۔ کہ کم کھائے۔ کم سوئے اور کم بولے اور پھر فرمایا کہ غذائیت کے لحاظ سے بعض اشیاء لطیف ہوتی ہیں۔ ان کے استعمال سے جسم میں لطافت پیدا ہوتی ہے۔ جتنی کسی چیز میں لطافت زیادہ ہو گی۔ اتنی ہی جسم میں زیادہ پاکیزہ خاصیت پیدا کرے گی۔ پاکیزہ اور کم کھانے سے انسانی جسم کی طہارت زیادہ دیر تک قائم رہ سکتی ہے۔ جس سے انسان زیادہ عبادت اور

ریاضت کی طرف راغب رہنے لگتا ہے۔ چنانچہ طالبان حق کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ پاکیزہ صاف ستھری۔ مناسب لطیف ۔مفید اور صحت بخش غذائیں کھائیں۔

آپؒ کی شخصیت کا مختصر جائزہ

حضرت پیر آفتاب احمد قاسمیؒ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب المعروف پیر خان صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے روحانی فیضان کو دنیا میں عام کیا۔ آپ بیک وقت ایک عالم دین ایک روحانی بزرگ اور عصری علوم کے سکالر تھے۔ آپ نے یورپ خاص طور پر برطانیہ میں شریعت وطریقت کی جو شمع روشن کی ۔ اس کی کرنیں آج بھی ہزاروں قلوب کو منور کر رہی ہیں۔ انہوں نے برطانیہ میں تبلیغ دین۔حلقہ ذکر وفکر اور عشق مصطفیٰ دلوں میں پیدا کرنے کے لیے خود کو وقف کیئے رکھا۔ اور آج ان کی اولاد اور خانوادہ موہڑہ شریف اس روشنی کو پھیلانے میں مصروف ہے۔

پیر آفتاب احمد قاسمیؒ نے 1965ء میں انجمن طریقت انٹرنیشنل موہڑہ شریف کے نام سے کراچی میں ایک تنظیم قائم کی تھی۔ جس کا مقصد اسلاف کے پیغام کو عام کرنا اور لوگوں کو روحانی تربیت دینا تھی۔ اب پاکستان کے مختلف شہروں کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں بھی اس کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اس تنظیم کے حوالے سے برطانیہ میں اولڈہم میں قاسمیہ زاہدیہ اسلامک سنٹر کام کر رہا ہے۔ نیویارک میں انجمن محبان طریقت کے زیر اہتمام میلاد شریف کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ ہالینڈ۔سپین۔فرانس اور مشرق وسطیٰ میں انجمن کے زیر اہتمام ہر ماہ ذکر کی محفلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عشق مصطفیٰ اور جہاد کشمیر کے موضوع پر کانفرنسیں بھی منعقد ہوتی ہیں۔ ان تمام سرگرمیوں کا مقصد اسلامی لٹریچر کو عام کرنا ہے اور نئی نسل میں رب کائنات کی وحدانیت اور حضور پُرنور ﷺ کی محبت کو اجاگر کرنا ہے۔

آپؒ کی قائم کردہ اس انجمن کو اس وقت ان کے فرزند ڈاکٹر پیر فضیل عیاض قاسمی چلا رہے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کے 66 برسوں میں سے چالیس برس ذکر وفکر دنیا کے سفر اور مطالعے میں گزار دیئے۔ آپ کا وصال مبارک خواجہ غریب النواز موہڑوی کے وصال سے ڈیڑھ سال قبل 25 مئی 1992ء کو ہوا تھا۔

پیر کیومرث بادشاہ صاحب المعروف پیر بادشاہ صاحب

حضور خواجہ غریب النواز موہڑویؒ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت پیر طریقت رہبر شریعت مبلغ اسلام۔ قیوم وقت صوفی باصفا داعی۔ جمعیت مشائخ پاکستان۔ امیر اعلیٰ جمعیت نصرت الاسلام العالمیہ جناب پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ موہڑہ شریف سے بڑے ہیں۔ اور آپ سجادہ نشینی کے حق میں نہ تھے۔ سجادہ نشینی پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب مدظلہ العالی کے سپرد کر دی۔ آپ نہایت ہی سادہ لوح۔ نیک طبعیت اور ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ کئی مرتبہ بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ کی حاضری سے مشرف ہو چکے ہیں۔

حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین اعلیٰ

وہ کیسی گھڑی ہوگی جس دم حاجی سائیں رکن الدین صاحب نے حضور بابا جی سرکار موہڑوی کو آ کر خوشخبری سنائی ہوگی کہ ان کے منظور نظر صاحبزادے پیر خان صاحبؒ کے ہاں ایک نومولود چاند سے چہرے کی آمد ہوئی ہے اور وہ کیسا سماں ہوگا جب حضور اعلیٰ موہڑوی نے خوشی خوشی حاجی صاحب کو دعاؤں کے ساتھ شیرینی سے بھی نوازا ہوگا۔ اور پھر وہ کتنا حسین منظر ہوگا جب حضور غریب النواز موہڑویؒ نے

اپنے نومولود فرزند کو ہاتھوں پر اُٹھا کر دربارِ عالیہ میں حضور بابا جی سرکار موہڑویؒ کے سامنے لایا ہوگا اور آپ نے اس نومولود کے کانوں میں اذان دی ہوگی اور اذان بعد اپنی زبان مبارک اس بچے کے منہ میں ڈال کر ولایت کی گھٹی دی ہوگی اور وہ بچہ کتنا خوش قسمت ہوگا جس کے رکھے ہوئے نام کو مسترد کر کے خود غوث زماں نے اولیا بادشاہ نام رکھا ہوگا۔ میں عالم تخیل میں ان حسین لمحوں اور مقدس گھڑیوں کو جب محسوس کرتا ہوں تو اپنے اندر ایک عجیب سی فرحت و انبساط کی کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ وہ شریعت میں ڈھلی ہستیاں وہ روحانی ماحول اور وہ روحانی و وجدانی محفلیں جن میں حصولِ معرفت حق اور عشقِ رسول اللہ ﷺ کی قندیلیں دلوں میں ضوفشانی کرنے میں مصروف ہوں گی کیسا سماں ہوگا۔

اس ماحول میں وہی نومولود جب زباں سے الفاظ نکالنے کی عمر کو پہنچتا ہے تو حاجی سائیں رکن الدین صاحب اور صوفی عزیز احمد صاحب کو ان کی تعلیم و تربیت کے لیے نامزد فرمایا جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی تمام تر سعی کے ساتھ اس معصوم کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کے دقیقہ و فروگزاشت سے کام نہ لیا بلکہ انتہائی اخلاص کے ساتھ ہمہ وقت مصروف عمل رہے۔ یہی معصوم جس کو غوثِ زماں خواجہ خواجگان سرکار موہڑویؒ نے اولیا بادشاہ کا نام دیا تھا جب پانچ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو انہیں پرائمری سکول کھنی تاک میں داخل کرا دیا جاتا ہے جہاں مولوی الف الٰہی صاحب جیسے مخلص استاد نے ان کے اندر حصول علم کی شمعیں روشن فرمائیں اور علمی ذوق کوٹ کوٹ کر بھر دیا بعد از پرائمری تعلیم آپ گورنمنٹ ہائی سکول مری میں حصولِ تعلیم کے لیے داخل ہوئے آپ کے علمی ذوق اور لگن کی بدولت اساتذہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے خصوصاً ہیڈ ماسٹر یزدانی صاحب خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے اور علمی نقاط کو بڑے دلنشین انداز میں دہرایا کرتے تھے۔

وقت اپنی مخصوص رفتار کے ساتھ ہمیشہ چلتا رہتا ہے کبھی کسی کا انتظار نہیں

کرتا لمحے، ساعتیں اور گھڑیاں دنوں میں تبدیل ہوتے ہوئے ہفتوں مہینوں اور سالوں کا روپ دھار لیتے ہیں اور سال گزرتے ہوئے پتہ تک نہیں چلتا۔ وقت کی اسی گاڑی پر سوار جب اولیا بادشاہ جماعت نہم تک پہنچے تو آپ کی تعلیم و تربیت کے فرائض آپ کے تایا زاد پیر محمد مبارک خان صاحبؒ کو تفویض فرمائے گئے آپ نے اپنے پیارے عم زاد کے ساتھ کمال محبت و شفقت کا رویہ اپناتے ہوئے انہیں گورنمنٹ ہائی سکول بوڑا جنگل شریف دینہ میں داخل کرایا۔ سکول ہذا میں ہیڈ ماسٹر نورالحسن صاحب جو کہ اپنی دینی و دنیاوی علوم میں یدطولیٰ رکھتے تھے نے اپنی خصوصی توجہ کے ہمراہ آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ یہی وہ مقام تھا جس سے پیر صاحب نے وعظ و نصیحت کی ابتدا کی۔ مختلف مقامات پر جا کر تقاریر کیں میٹرک کے بعد دینی علوم کے حصول کے لیے آپ شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب کے ہاں لاہور تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب کی معیت میں رہ کر آپ علمی اور دینی تعلیم سے بہرہ ور ہوئے ازاں بعد علمی تشنگی کو بجھانے کے لیے پیر صاحب فیصل آباد کی طرف عازم سفر ہوئے جہاں پر شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالفضل سردار احمد خان صاحب سے اکتساب علم کیا۔

دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اشاعت دین کے لیے ملک کے طول و عرض میں سفر شروع کر دیا آپ نے جنوبی وزیرستان اور خطہ کشمیر میں بے پناہ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے دینِ متین کی تعلیمات سے عوام و خواص کو روشناس کرایا۔ اشاعت دین کے ساتھ ساتھ آپ کے دل میں بیت اللہ شریف کی زیارت اور روضہء رسول اللہ ﷺ پر حاضری کی خواہشات اپنا تاج محل تعمیر کر چکی تھیں آپ اکثر عالمِ تخیلات میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوتے مگر جونہی حالات و واقعات کی دنیا میں واپس لوٹتے تو دل بے قرار ہو جاتا۔ دل کی اسی بے قراری کی تسکین کے لیے آپ ۱۹۶۷ء میں حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے

حرمین شریفین میں مناسک حج ادا کرنے کے بعد یکم اپریل سے ۸ اپریل تک آپ قبلہ اول بیت المقدس میں قیام پذیر رہے۔ جہاں پر بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد لندن تشریف لے گئے۔ اشاعت دین کرنے کے ساتھ ساتھ اب بھی آپ کے دل میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے اُمنگیں رونما ہو رہی تھیں لہٰذا آپ نے متحدہ عرب امارات کے جید علماء سے اکتساب فیض کے لیے ایک علمی اور تربیتی سفر کا آغاز فرمایا۔ شارجہ میں آپ نے شیخ مبارک بن سیف الناخی سے دبئ میں شیخ عبداللہ اور شیخ استاذ کامل سے اور شیخ محمد یعقوب نقشبندی سے اکتساب کیا۔

مصر میں شیخ الجامعہ عبداللہ علی المحمود جو کہ الازہر یونیورسٹی کے شیخ الجامعہ بھی تھے سے اکتسابِ علم کے ساتھ ساتھ ادیانِ عالم پر تفصیلی اور تقابلی جائزہ کے لیے ہفتوں نشستیں کیں جن میں عالمِ اسلام کو درپیش مسائل بھی زیر بحث آئے۔ اسی تعلیمی سفر کے دوران آپ نے شام، حلب، ترکی، استنبول، انقرہ اور قونیہ کے علما سے اکتسابِ علم کرنے کے ساتھ ساتھ مولانا روم کے مزار پر بھی حاضری دی۔ افغانستان میں حضرت مجدد الف ثانی کے آبائی گاؤں میں بھی حاضری دی اور سلطان محمود غزنوی کے مزار پر جا کر بھی فاتحہ خوانی کی۔ ایران میں اس وقت شاہ ایران کا دور تھا۔ آپ نے اس دور کے ماحول کو بڑے قریب سے دیکھا۔ عراق میں آپ نے انبیاء علیہم السلام کے مزارات کے علاوہ اہل بیت وصحابہ کے مزارات کی زیارت کے ساتھ ساتھ حضور قطب ربانی، شہباز لامکانی، محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی کے مزار پُرانوار پر حاضر ہو کر فیوض و برکات کے حصول کے لیے ہمہ تن محو رہے۔ بصرہ، یمن، ثنا اور الحدودہ کے سفر کے دوران حضرت اویس قرنیؓ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر عالم اسلام میں اتفاق و اتحاد اور فروغ اسلام کے لیے خصوصی دعائیں کیں۔ اس علمی و تحقیقی سفر کے بعد آپ نے یورپ میں اشاعت دین کے

لیے تبلیغی دورے کا پروگرام بنایا۔ آپ نے فرانس، جرمنی اور ہالینڈ میں انقلابی دورے کئے۔ مختلف مقامات پر بڑے بڑے اجتماعات کے سامنے اسلام کی حقانیت و وحدانیت کے عالمگیر ضابطہ حیات پر مدلل دلائل دے کر سینکڑوں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا اسی سفر کے دوران سپین میں جا کر مسجد قرطبہ میں تین دن تک اکیلے ہی اذان دے کر محراب شریف میں جماعت کرائی۔ غرناطہ، الحمراء پیلس میں موجود اسلامی حکومت کے نقوش کو اپنی چشم بینا سے دیکھا۔

لندن میں قیام کے دوران آپ کے ہاتھوں پر حلقہ بگوش اسلام ہونے والے شخص برونڈش جس کا بعد میں اسلامی نام خالد رکھا گیا کی تحریک پر آپ نے جمعیت نصرت الاسلام انٹرنیشنل کا قیام عمل میں لایا اوراس کی بنیاد ۱۹۷۵ء میں رکھی۔ جمعیت نصرت الاسلام کے بین الاقوامی منشور کے پیش نظر لندن میں موجود ابن الوقت اوردین فروش مُلا اور پیروں کے کاروبار ماند پڑنے لگے اس بنا پر ان نام نہاد علماء اور پیروں نے جا بجا جمعیت نصرت الاسلام کی مخالفت شروع کر دی اور قدم قدم پر جمعیت کے کارکنوں کے راستوں میں روڑے اٹکانے شروع کر دیئے۔ ان ناسازگار حالات کے دوران ایک اور ناگہانی صورت حال سامنے آئی پاکستان میں اعلیٰ حضرت پیر اولیا بادشاہ فاروق صاحب کی دادی صاحبہ ام المریدین بڑی مائی صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو پاکستان واپس آنا پڑا۔ پاکستان آنے کے بعد حضور غوث المعظم پیر خان صاحبؒ نے جمعیت نصرت الاسلام انٹرنیشنل کے لیے ترنول میں جگہ خرید کر مرکز اسلامی کا سنگ بنیاد رکھا۔ مرکز اسلامی کے افتتاح کے چند ماہ بعد جناب ضیا الامت مفسر قرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ترنول شریف میں تشریف لائے اور اس کی ترقی و خوشحالی کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ اعلیٰ حضرت حضور غریب النواز موہڑویؒ کی اجازت سے باضابطہ طور پر مرکز اسلامی زاہد آباد شریف ترنول میں ہر ماہ کی ۵ تاریخ کو روحانی محفل کا آغاز ہوا جو

الحمدللہ تاحال جاری و ساری ہے۔ حضور غریب النواز کے وصال ۱۹۹۳ء کے بعد مرکزی دربار عالیہ میں جناب پیر اولیا بادشاہ فاروق مدظلہ العالی نے بطور سجادہ نشین اعلیٰ اپنی زندگی کو دین اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ اسلام کی علمی تعلیم و ترقی کے لیے مرکز اسلامی زاہد آباد شریف میں الفاروق اسلامک اکیڈمی آف شریعہ اینڈ سائنسز کی بنیاد رکھی جو کہ آج کل تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف سے وابستہ مریدین و خلفا کو منظم کرنے اور خلق خدا کی خدمت کرنے کے لیے جامع پروگرام ترتیب دیئے ملک کے طول و عرض میں کئی تعلیمی ادارے قائم کئے جن میں نونہالان وطن کو زیور علم سے آراستہ کرنے کے لیے اساتذہ، حفاظ اور قراء ہمہ تن مصروف ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے زیر نگرانی ان فلاحی اداروں کو تاقیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

مفتی پاکستان مفتی احمد عزیز اللہ صاحب کی عقیدت

مفتی صاحب نے عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے فرمایا کہ جس راستے سے پیر صاحب موہڑہ شریف پیر اولیاء بادشاہ فاروق گزر جائیں۔ لوگ اس راستے کی خاک کو بھی بڑی عقیدت سے چومتے ہیں۔ موہڑہ شریف کئی لاکھ نفوس کا مرکز عقیدت ہے۔ موہڑہ شریف کی وادی پر ہر وقت رحمت خداوندی کی بارش ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق سجادہ نشین اعلیٰ کے ارشادات (بیان)

برادران اسلام! طریقت نام ہے شریعت مطہرہ پر عمل کا اور سرور عالم

تاجدار انبیا وختم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت و عشق کا۔ یہی شناخت ان اولیاء اکرام کی تھی۔ جنہوں نے پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اس قوت سے کی کہ تاریخ عالم انگشت بدانداں رہ گئی۔ کسی کے وہم وگماں میں بھی نہ تھا۔ کہ درویش فقیر لوگ اس جاندار طریقہ سے دین حق کی اشاعت کریں گے۔ کہ پوری دنیا میں کروڑوں انسان گمراہی اور کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کے نور سے منور ہوں گے۔ خلافت راشدہ کے بعد یہ ایک ایسا کارنامہ تھا۔ جو تاریخ میں ایک سنہری باب کی طرح رقم رہے گا۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان کی خون آشامیوں بربریت وظلم پر تاریخ عالم گواہ ہے کہ سلطنت خوارزم سے خلافت عباسیہ تک لاکھوں انسانوں کو قتل کیا۔ مگر انہی لوگوں کی نگاہ کیمیاء اثر نے اسی وحشی قوم کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ آج ایک ارب پندرہ کروڑ مسلمانوں کا وجود انہی کی تعلیمات کا ثمر ہے۔ چیچنیا میں آج لوگ باطل کے سامنے کھڑے ہیں۔ یہ وہی تحریک نقشبندیہ کے مجاہد ہیں جن کو امام شامل ؒ جیسے عظیم روحانی راہنما کی تربیت حاصل تھی۔ یہ انہی کا اعزاز ہے۔ کہ ستر سالہ کیموزم کے روسی بت کو پاش پاش کیا اور آج بھی اس جذبہ سے سینہ سپر ہیں۔

ان پاکان امت نے باہمی محبت و اخوت، اخلاق، صبر وتحمل اور عفو درگزر کے اوصاف سے سرشار ہو کر حضور ﷺ کی تعلیمات کو عملاً، قولاً وفعلاً دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ نظام پوری عظمتوں کے ساتھ جاری رہا۔ بدقسمتی سے نئے نظریات کے ساتھ چالاک، ذہین اور ہوشیار لوگوں نے اس میں بھی نقب لگائی اور تصوف کے نظام تبلیغ و اشاعت کا سارا نظام رک سا گیا۔ کچھ تن آسان لوگوں نے نئی جدت کو اپنایا۔ اور شریعت مطہرہ سے الگ تصور طریقت پیش کیا۔ سادہ لوح لوگوں نے اس شارٹ کٹ راستہ میں عافیت سمجھی۔ اسطرح طریقت میں ایک متوازی سلسلہ قائم کر دیا گیا۔ بڑے بڑے دانشور عالم اس چکر میں پھنس گئے۔ اور اسی کو راہ حق بنا لیا۔ جس سے وہ تمام محنت جو تیرہ سو سال سے دین پر کی گئی تھی دن بدن کمزور ہوتی جا

رہی ہے۔ اسلام سے بیزار ذہنیت پوری قوت سے میدان میں ہے۔ اس کے مقابلہ میں دینی جماعتیں باہم دست وگریباں ہیں اور لاحاصل وغیر ضروری مسائل کو زندگی موت کا مسئلہ بنا کر منبر ومحراب کی عظمت کو پامال کیا جا رہا ہے۔ علماء اکرام کے اختلافات فروعی کی وجہ سے آج تک نظریاتی مملکت پاکستان میں نفاذ نظام مصطفیٰ نہ ہو سکا۔ بلکہ ایک نظریہ کے لوگ اس کو نظام مصطفیٰ دوسرے نظام اسلام اور تیسرے آئین مصطفیٰ کے نام سے نافذ کرنے پر مصر ہیں۔ اندریں حالات آج تک کچھ نہ ہو سکا۔ آگے حالات اور بھی گھمبیر ہو رہے ہیں۔ اور دینی جماعتیں ابھی تک متحدہ لائحہ عمل تیار کرنے میں ناکام ہی نظر آتی ہیں۔ اس کے ساتھ سب سے بڑا المیہ خانقاہی نظام کا ہے۔ جو ملک میں سب سے بڑا نظام ہے جس پر اسی فیصد لوگوں کی روحانی وابستگی ہے۔ مگر وہاں بھی یہی المیہ ہے کہ وہاں تربیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ لوگ مادی طور پر پریشان ہیں ان کو فرصت ہی نہیں کہ من کی دنیا بھی سنواریں۔

خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن
ید بیضا ہے پیران حرم کی آستین

چونکہ میری یہ تحریر خانقاہی نظام کی تاریخی خدمات کے لئے ہے۔ اس لئے میں بات کو سمیٹتے ہوئے اصل مقصد کی طرف آ رہا ہوں۔ صوفیائے اسلام نے بڑی حکمت و دانائی کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کی اور ان کے من کی دنیا آباد کی۔ یہ سب کچھ شریعت مطہرہ پر کامل عمل کے ساتھ ہوا۔ اگر یہ پاک طنیت لوگ تعویذ ٹوٹکوں میں الجھ جاتے تو آج اسلام پوری دنیا میں سایہ فگن نہ ہوتا۔ اس پوری ام بندی میں قادری، سہروردی، چشتی، نقشبندی اور شاذلی نمایاں نظر آتے ہیں۔

سلسلہ قادریہ کے سالار اعلیٰ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے لاکھوں غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا۔ ہندوستان کی سرزمین جو بت پرستوں کی سرزمین تھی۔ جہاں رام نارائین کا راج تھا۔ توہم پرستی کا طوفان بدتمیزی تھا کہ خداوند قدوس نے انہی

مردان حق آگاہ میں سے حضرت علی ہجویریؒ کو اس عظیم الشان کام کے لئے مقرر کیا۔ انہوں نے لاہور مین قیام فرمایا اور وہاں کفر و شرک زدہ زمین کو توحید کے نور سے منور کیا۔ معین الدین چشتی نے اجمیر میں ڈیرہ ڈالا اور لاکھوں کفار کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ اور سلطان الہند کے لقب سے مشرف ہوئے۔ مغلیہ دور میں بادشاہ ہند اکبر کی طرف سے جو خوفناک تحریک اٹھی اس میں وقت کے جید دین فروش مُلا اس کی پشت پر موجود تھے۔ اور یہی مرد مومن تھے۔ جو ایک بار پھر سرزمین ہند سے اٹھے اور کفر یہ تحریک کو ختم کیا۔ اور مغلیہ شہنشاہوں کو اسلام کی تعلیم دی۔ اور ساتھ انکی من کی دنیا میں انقلاب پیدا کیا۔ جس کا زمانہ اور تاریخ گواہ ہے۔

میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ دین کی تبلیغ اور اس پر عمل ہی وہ حربہ ہے جس نے پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت میں بغیر تلوار کے اتنا کام کیا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملے گی۔ ان با خدا لوگوں نے اصلاح باطن کا کام بھی کیا۔ اور اعمال کے ساتھ ایمان کی پختگی بھی پیدا کی۔ تبلیغ، تزکیہ، ذکر اللہ اور عمل کو اپنی شناخت بنایا۔ مجھے سابقہ تحریر کی طرف آنا ہے چالاک، ذہین، اسلام بیزار، آسودگی کے متوالے لوگوں نے اس کے برعکس علیحدہ نظام متعارف کرایا اور شریعت مطہرہ کو طریقت سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

آج جبکہ میری یہ تحریر آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ شاید اس وقت تک کئی اسلامی ریاستیں بربریت کا شکار ہو چکی ہوں گی۔ اور ہنود و یہود، باقی ماندہ پر بھی بہانہ سازی سے کچھ کرنے کے موڈ میں ہیں خدا رحم کرے۔ یہ چند سطور دل کی آواز ہیں میرے ان چند جملوں سے کیا اثر پڑے گا۔ دینی حضرات اندرون و بیرون ملک دیار غیر میں جو گل افشانیاں کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں ایک وقت تھا کہ چند باخدا اولیا اکرام نے ترکستان میں پورا اسلام میں داخل کرا دیا۔ مجھے تقریبا سارے ممالک کی سیاحت کا موقعہ ملا اور مجھے کافی وقت ملا کہ میں ان تاریخی شخصیات کی علمی

وروحانی خدمات و تصرفات کا مطالعہ کر سکوں۔ یہ بھی اسی کا احسان ہے کہ میں آج چند سطور لکھنے کے قابل ہوا۔ گو ان میں چاشنی نہیں نہ مکلّف الفاظ ہیں عبارت بھی بے ربط ہے۔ مگر یہ میرے قلبی احساسات ہیں۔ بغیر کسی لگی لپٹی کے سیدھی باتیں شاید آپ کو کوئی فکر دے سکیں۔ دراصل طریقت میں صاحب بصیرت اور اہل علم حضرات کی کمی بھی اسی وجہ سے ہوئی۔ کہ عقیدتمند ادب سے آ کر زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔ محنت، مجاہدہ، لطائف پر توجہ، ذکر کا تسلسل اور ذوق طلب حق اب قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ جب لوگوں میں یہ اوصاف تھے۔ تو کئی کئی دن پیدل سفر کرتے تھے۔ اور تلاش حق کی جستجو میں جہاں کوئی بات ملی۔ حاضری دی۔ اور توجہ طلب ہوئے۔ اور گوہر مراد حاصل کرتے اور فیضان کو آگے تقسیم کرتے۔ اس ساری تاریخ صوفیاء میں میرے داداجان حضور غوث زماں قطب الاقطاب خواجہ خواجگان پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ کا ایک منفرد مقام ہے۔ آپؒ نے فیضان نقشبندیہ کے دریا بہا دیے۔ اور ساڑھے سات سو خلیفہ مجاز پاکستان اور آزاد کشمیر میں چھوڑے۔ آپ کے در سے شاید ہی کوئی خالی گیا ہو۔ چونکہ وہ دور روحانیت کے عروج کا دور تھا۔ لوگ اکتساب فیض کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اور چونکہ اخلاص تھا۔ لگن تھی۔ عقیدت تھی۔ جس سے انکی مراد پوری ہوتی رہی۔ آپ خود انصاف کریں کہ اس قدر کامل انسان کیا اپنی اولاد سے یہ کہہ سکتا ہے کہ تم فیض کسی اور سے لے لو۔ غیر لوگ تو دن رات جھولیاں بھر کر فیض لیں۔ (لعنت اللہ علی الکاذبین) یہی کافی ہے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں لوگوں کو چاہیے کہ وہ شریعت مطہرہ کے تابع ہو کر اذکار نقشبندیہ پر توجہ دیں۔ چند اصطلاحات پر طریقت نقشبندیہ کی بنا ہے۔ ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہیے۔ وہ ہوش،نظر بر قدم،سفر در وطن،خلوت در انجمن یاد کرد، باز گشت، یادداشت نگہداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی اور وقوف قلبی گیارہ ہیں۔ ان کی تفصیل آئندہ لکھنے کی سعی کروں گا۔

مگر کون جانے گا کہ آج کل تو تفکرات دنیاوی سے ہی نجات نہیں فکر آخرت کون کرے گا۔ اور من کی دنیا آباد کرنے کی سعی کون کرے گا۔ نہایت دکھ سے لکھ رہا ہوں کہ یہ دنیاوی ہوس کے بندے کسی جگہ کو پر امن نہیں رہنے دیتے۔ ہر جگہ چاپلوسی ،منافقت،مکاری اور چرب زبانی سے نابلد راہنماؤں کے مقرب بن کر سازشیں کر کے اپنا نان نفقہ چلاتے ہیں جس سے آج کل ہر خانقاہ میں متوازی خانقاہ قائم ہے۔ یہ انہی بد باطن لوگوں کا کیا دھرا ہے۔ چونکہ اس قماش کے لوگ اپنے ذہن کے لوگوں کے گرد جمع ہو کر ان کے ذریعے سے نظام خانقاہی کو تباہ کرتے جاتے ہیں میری زندگی کے تیس سال اس تحقیق پر صرف ہوئے ہیں آج دل برداشتہ ہو کر لکھ رہا ہوں۔

یہ شب یہ تنہائی کوئی تو چلتا میرے ساتھ دو قدم ہی سہی

عجیب دور آیا ہے کہ ناداں اور علم دین سے بے خبر لوگ ہادی اور راہنما بن گئے سچ ہے

بن گئے حجاج وثقفی صاحب تاج و سر پر
لے اڑی سرمایہ داری بندہ مومن کا دین
منبر و محراب پر بہروپیوں کا غلغلہ
دعوت تذکیر سے واقف نہیں حجرہ نشین

اندریں حالات میں دربار عالیہ موہڑہ شریف کے مرکزی عقیدت والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ من کو سنواریں اور جو مشن اور نظام آپ کو خواجگان موہڑہ شریف نے دیا ہے۔ اس کے امین بن جائیں۔ اور حضور اکرم ﷺ کے اسوہ مبارکہ کو اپنا کر من کو نور سے بھر دیں۔ کیونکہ بغیر عشق رسول اور اتباع رسول ﷺ کے یہ ناممکن ہے کہ کوئی مقرب خدا ہو۔ اسلام کا روحانی تصور ہے ہی یہی کہ تقرب خداوندی کے لئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری ضروری ہے۔ معمولات نقشبندیہ کو باقاعدہ درس

کی صورت میں حاصل کریں۔ اس میں مرشد کامل کی توجہ از حد ضروری ہے۔ مجھے دادا جان اور والد محترم پیر محمد زاہد خان صاحبؒ کی کامل توجہ کا صدقہ ہے۔ سجادہ نشین کی حیثیت سے مجھے کوئی خوش فہمی نہیں۔ خبر نہیں کہ یہ لوگ اتنے نازک اور جواب طلب منصب کے لئے اتنے بے چین کیوں ہوتے ہیں۔ یہ تو بے حد جواب دہ منصب ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے جلال کی زیادہ فکر دامن گیر رہتی ہے۔

آپ حقیقی معنوں میں مرشد کامل کا نمونہ بنیں۔ اور ایسی وابستگی رکھیں جو مثال بنے۔ جذبہ صدیق اکبرؓ پیدا کریں۔ پیر خانہ کو حقیقی گھر بنائیں۔ یہ نہ ہو کہ جیسے سادہ لوگ مرشد خانے کو بھی ایک مزارعہ کا گھر سمجھ کر سال میں ایک بار وفاداروں میں اپنا نام لکھوا کر جا رہے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں میری ایک نصیحت یاد رکھیں۔ خدا کو خدا اور رسول کو رسول سمجھیں۔ صفات باری تعالیٰ کسی کو منتقل نہ کریں۔ فخر انبیا حضور اکرم ﷺ سے آپ کی محبت کی انتہا ہو۔ اور اولیا کاملین کی تعلیمات پر عمل کر کے حقیقی صوفی بنیں۔ خالق کائنات سے التجا ہے کہ ساری امت رسول اکرم ﷺ کو اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔ اپنے محبوب ﷺ کی اتباع اور عشق نصیب فرمائے۔

1۔ آپ کو مسلک پر کامل آگاہی حاصل ہونی چاہیے۔
2۔ سلسلہ عالیہ کے معمولات پر سختی سے کاربند رہیں۔
3۔ آپس میں پیر بھائیوں کا مکمل رابطہ قائم ہونا چاہیے۔
4۔ مرکز کے احکامات پر سختی سے عمل کریں۔
5۔ عرس مبارک پر ایک جذبہ سے حاضری دیں اور سب مل کر اپنے اپنے حلقہ سے جماعتوں کی صورت میں حاضری دیں۔
6۔ حاضری دربار میں تسلسل رہے۔ یہ نہ ہو کہ سال میں ایک بار آئے اور شہیدوں میں نام لکھوا دیا۔

7۔ قرآن کی تلاوت اور مسائل ضروریہ کو سمجھنا اور عمل کرنا۔

8۔ دربار عالیہ موہڑہ شریف کی عرس کی تاریخوں کا علم رکھنا، ہر بات پوچھنا اور آگے لوگوں کو اصل حالات سے آگاہ کرنا۔

9۔ بذریعہ فون یا خط و کتابت مجھ سے مکمل رابطہ رکھیں۔ خود بھی حاضری دیا کریں۔

(وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

آداب مرشد

مرشد کا ہو فرمان کرو جان بھی قربان
کرو گے گر حیلہ بہانہ ہوگا نقصان پہ نقصان
راضی ہو مرشدتو راضی خدا اور اس کا رسول
پھیلے گی چار سو مہک بنے گا خوشبودار پھول
مرشد گر روٹھ جائے ۔ درمرشد نہ چھوٹ جائے
آتے جاتے رہو در مرشد پر کہیں رابطہ نہ ٹوٹ جائے
کرتے رہو گے صدا! آئے گی اک دن یہ ندا
بے ادب، گستاخ، کم عقل آ گلے مل جا
مرشد فرمائے ذلیل کمینے غلط ہے تیرا کام
کرو ادا صد شکر لیا ہے تیرا نام
درمرشد کا چھوڑ کر اور کا آئے گر خیال
سمجھ لو ابتدا ہو گئی اب آ گیا زوال

حضور غریب النوازؒ کے پوتے

صاحبزادہ پیر احمد فاروق زاہد صاحب ولی عہد مرکزی

دربار عالیہ موہڑہ شریف

آپ کا نام احمد فاروق اور تخلص زاہد ہے۔ آپ کی ولادت 15 اگست 1962 بروز بدھ کو عظیم روحانی مرکز موہڑہ شریف میں اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مبلغ اسلام الحاج پیر اولیا بادشاہ فاروق صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے ہاں ہوئی۔ بچے کے پیدائش کی نوید غوث المعظم امین الامت امام الصابرین اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم پیر محمد زاہد خان صاحب المعروف حضور پیر خان صاحب غریب النواز موہڑوی کو سنائی گئی تو آپ کے مبارک لبوں پر بھی تبسم کے آثار نمودار ہوئے اور نام احمد فاروق تجویز کیا اور منبع ولائیت نے اپنی زبان مبارک (سے شہد لگا کر) نومولود کے منہ میں ڈالی۔ یوں آپ کو ولائیت گھٹی میں ملی۔ اور آپ کے کانوں میں اذان بھی خواجہ غریب النواز موہڑوی نے دی۔ جب آپ نے زمین پر چلنا سیکھا تو خادم خاص محمد اسحاق کیانی آپ کی خدمت پر معمور ہو گئے۔ اوائل عمری کے شب وروز نورانیت کے مرکز میں کٹنے لگے۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کے قریب پہنچی۔ تو آپ کو حصول تعلیم کے لئے وقار النساء سکول راولپنڈی میں داخل کرا دیا گیا۔ دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یوں آپ نے پرائمری تک تعلیم اسی

سکول سے حاصل کی۔ چھٹی جماعت کا داخلہ آپ نے کینٹ پبلک سکول ایبٹ آباد میں لیا۔ اور مڈل کلاسز اسی سکول کے اساتذہ کی وساطت سے مکمل کی۔ میٹرک کا امتحان آپ نے سینٹ پال پبلک سکول راولپنڈی سے پاس کیا۔ اس دوران آپ نے 1975 میں اپنے دادا حضور کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ پھر آپ وفاقی دارالحکومت منتقل ہو گئے۔ اور ڈگری کالج ایچ نائن اسلام آباد میں داخلہ لیا۔ ایف ایس سی اور گریجویشن اسی کالج سے کی۔ پھر آپ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے انگلینڈ چلے گئے اور آپ نے ایم بی اے کی ڈگری کلیٹن یونیورسٹی گرین وچ سنٹرل لندن سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے ڈپلومہ ان عربیک اور اسلامک ٹیچر ٹریننگ کورس بھی کر رکھا ہے۔ آج کل سلسلہ عالیہ کی خدمت سے سرشار عوام الناس اور خصوصاً مریدین کی تعلیم و تربیت کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔ آپ کی زندگی کی دیرینہ خواہش ہے کہ پاکستان میں ایک ایسی مادر تعلیمی کو وجود میں لائیں کہ جس سے طلبا فارغ التحصیل ہونے کے بعد دنیا بھر میں اسلام اور تصوف کی ترویج کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کسی قسم کی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے زاہد آباد شریف ترنول میں اپنے والد بزرگوار کی زیرنگرانی [illegible] اسلامک اکیڈمی آف شریعہ اینڈ سائنسز کی بنیاد رکھی۔ جو کہ آج کل تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ انشاءاللہ العزیز اگلے سال تک کلاسز کا آغاز ہو جائے گا۔ آپ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک رفاعی ادارے کی سرپرستی بھی فرما رہے ہیں جسے الزاہد فری میڈیکل کیمپ کا نام دیا گیا ہے۔ اور 8 اکتوبر 2005 کے زلزلہ میں مختلف مقامات پر اس میڈیکل کیمپ کی وساطت سے زلزلہ زدگان اور مریضوں میں مفت ادویات تقسیم کی گئیں۔ آپ کی زیرنگرانی زلزلہ زدگان کی مدد کے لئے ایبٹ آباد، مانسہرہ، بالاکوٹ، مظفر آباد، چکار، کوہی کوٹ، سراں، [illegible]اں بالا اور چلونجی کے متاثرین میں ادویات کے علاوہ راشن، بسترے، گرم کپڑے،

تمبو اور کمبل بھی تقسیم کیے گئے۔ آپ نے ادویات، راشن، بسترے، گرم کپڑے، کفن کے تھان، ٹینٹ اور کمبلوں کی دو بڑی کھیپ روزنامہ نوائے وقت کے دفتر واقع بینک روڈ راولپنڈی اور نوائے وقت ہاؤس اسلام آباد بھی دیں۔ جس پر ایڈیٹر ان چیف نوائے وقت مجید نظامی صاحب نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ اپنے اندر ایک درد بھرا دل رکھتے ہیں۔ خدا آپ کا سایہ مریدین پر تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

پیر جہانزیب بادشاہ قاسمی

آپ پیر آفتاب احمد قاسمیؒ کے فرزند اکبر ہیں آج کل انگلینڈ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قاسمیہ زاہدیہ کی ترویج میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کو اصلاح معاشرہ کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

پیر اورنگ زیب بادشاہ قاسمی

آپ امام العارفین خواجہ آفتاب احمد قاسمیؒ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ بچپن ہی سے حضور غریب النواز موہڑویؒ کے ہمراہ دربار عالیہ میں رہے آج کل سجادہ نشین اعلیٰ الحاج پیر اولیا بادشاہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دست راست کی حیثیت سے دربار عالیہ میں مصروف عمل ہیں۔

پیر ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی

آپ امام العارفین کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ تعلیمی میدان میں آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ پاکستان میں ایم بی بی ایس ڈاکٹریٹ کی ڈگری اعلیٰ نمبروں سے حاصل کر کے پمز (PIMS) میں بطور فزیشن خدمات سرانجام دیتے

رہے۔ چونکہ آپ کا میلانِ طبع بچپن ہی سے تصوف کی طرف مائل تھا چنانچہ حضور غریب النواز موہڑویؒ کے وصال کے بعد آپ نے نوکری کو خیر باد کہہ کر اپنی تمام تر توجہ سلسلہ عالیہ پر مرکوز کر دی۔ اندرون و بیرونِ ملک تبلیغی دورے کیے۔ سلسلہ کو منظم کیا اور آج کل کینیڈا میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ قاسمیہ زاہدیہ فاروقیہ موہڑہ شریف کی ترویج و اشاعت میں مصروفِ عمل ہیں۔ آپ کی زیرِ نگرانی ہر سال یورپ میں خواجگانِ موہڑہ شریف کا عرس منعقد ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب سجادہ نشین اعلیٰ حضور الحاج پیر اولیا بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسیہ کے داماد بھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب انجمن محبانِ طریقت انٹرنیشنل کے مرکزی امیر ہیں نیز آپ کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے متفقہ طور پر آپ کو اتحاد مشائخ پاکستان کا صدر بھی چنا گیا۔

پیر رفعت محمود صاحب قاسمی

آپ امام العارفینؒ کے فرزند اصغر ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور آج کل کینیڈا میں اپنے برادر اکبر ڈاکٹر فضیل عیاض قاسمی کی معاونت میں مصروف ہیں۔

الحاج پیر کیومرث بادشاہ کی اولاد

☆......پیر محمد سلیم بادشاہ

☆......محمد طارق بادشاہ

☆......محمد فیصل

☆......محمد بلال

☆......محمد عثمان

حضور باباجی کے چند مشہور خلفاء

خلیفہ اعظم خواجہ محمد بخش والئی لکھن شریف لاہور

ولادت:

حضرت خواجہ محمد بخش کے دادا کوٹلی علیوال ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ اور وہ چھ سو ایکڑ اراضی کے مالک تھے۔ ہندوستان میں انگریزوں اور پنجاب میں رنجیت سنگھ کی حکومت کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ستم ظریفیوں سے تنگ آ کر آپ کو کوٹلی علیوال سے ہجرت کرنا پڑی۔ اور سارنگ را موضع بوت دروازہ بھکتا نوالہ پھر موضع نیشنہ المشہور اٹاری شام سنگھ فروکش ہوئے۔ مشیت ایزدی کو ابھی کچھ اور منظور تھا۔ ڈیڑھ سال اٹاری شام سنگھ میں قیام کے بعد موضع لکھن ضلع لاہور کی طرف کوچ کیا اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جس کی خاطر مشیت ایزدی آپ کے آباؤ اجداد کو کوٹلی علیوال سے یہاں لائی تھی۔ وہ آفتاب شریعت مورخہ 23 نومبر 1819 کو ملک بلند خان (آپ کے والد ماجد) کے گھر سے روشن ہوا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت ابھی پانچ سال کے تھے۔ کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ جب

آپ کی عمر چھ برس ہوئی تو آپ کے والد کاروبار کے سلسلے میں ملیر کوٹلہ آ گئے۔ ملیر کوٹلہ میں ایک امام مسجد مولوی کریم بخش کی نظر آپ پر پڑی تو انہوں نے آپ کو گود لینے کی خواہش کی۔ آپ کے والد آپ کو مولوی صاحب کے پاس چھوڑ کر اپنے بڑے بھائی کے پاس شاہ دیاں ٹاہلیاں راولپنڈی آ گئے۔ ایک روز آپ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شاہ صاحب جو مجذوب سالک تھے۔ مسجد میں داخل ہو کر آپ سے پیار کرنا شروع کر دیا۔ پھر خود ہی آپ کو بیعت فرمایا۔ اور پھر اپنی گودڑی سے تاج خلافت خرقہ درویشی نکال کر آپ کو پہنایا اور ارشاد فرمایا کہ امانت حقدار کو پہنچا کر میرا کام ختم ہو گیا۔ یہ فرما کر شاہ صاحب تشریف لے گئے۔ بعد میں صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ان شاہ صاحب کا دہلی کے نواح میں کسی جگہ انتقال ہو گیا۔ 12 برس کی عمر میں آپ کے والد آپ کو ملیر کوٹلہ سے راولپنڈی لے آئے۔ وہاں آپ نے 41 روز چلہ فرمایا۔ چلہ کے بعد آپ ہر وقت نقاب اوڑھے رہتے۔ اسی حالت میں آپ والد کے ساتھ کاروبار میں شرکت فرماتے۔

خلافت موہڑہ شریف

آپ راولپنڈی سے کسی بیوپاری کا مال لے کر کشمیر جا رہے تھے کہ کوہالہ پل پر پہاڑوں کے درمیان کلمہ طیبہ کی آواز گونجی۔ آپ نے آواز کی سمت نگاہ اٹھائی۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک علم جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے ہوا میں لہراتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ اور اس کے جلو میں ایک شہسوار جس کے ہمرکاب غلامان ہیں عازم راہ ہے۔ وہ اسپ تازی اپنے شاہ سوار اور گرمی خون کی بنا پر جوشیلا اور گرم مزاج ہو رہا تھا۔ حتی کہ کوئی شخص غلطی سے بھی اس کے آگے آ جاتا تو وہ اسے گستاخ سمجھ کر دانتوں سے پکڑ لیتا۔ اور ایک طرف گرا دیتا۔ جب یہ شاہانہ جلوس آپ کے نزدیک پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت پیر محمد قاسمؒ موہڑہ شریف سے اپنے پیر خانہ کہیاں شریف

تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ پیش قدمی کے لئے آگے بڑھے اور گھوڑے کی لگام پکڑ کر شاہ وقت محمد قاسمؒ سے مصروف کلام ہو گئے۔ کچھ وقت رازونیاز میں گزرا اور جلوس کہیاں شریف روانہ ہو گیا۔

آپ وجدان و استغراق کی حالت میں رات بھر پل پر ہی ٹھہرے رہے۔

صبح بیل گاڑی اور سامان اللہ کے سپرد کر کے محمد قاسم موہڑویؒ کے تعاقب میں کہیاں شریف تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر غوث زماں خواجہ نظام الدین سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ پھر خلفاء عام جناب محمد قاسم صادق موہڑویؒ کی معیت میں موہڑہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں آپ نے 41 روز قیام فرمایا۔ قیام کے دوران آپ نے دیکھا کہ صاحبزادگان دربار عالیہ تختیوں پر گاچی لگا کر اپنے سکول کے اسباق لکھتے ہیں۔ آپ نے ان کے ان عوامل کو افضل سمجھتے ہوئے خود بھی ایک تختی پر قلم سے یا اللہ۔ یا اللہ لکھ کر درویشان دربار کے سامنے اس اسم اعظم کو ایک برتن میں دھو ڈالتے اور فرماتے آؤ بھئی اس پانی کو پی کر دیکھو۔ اللہ کا نام کتنا میٹھا ہے۔ ایک روز آپ کو حقوق العباد کا خیال آیا اور مرشد کامل سے اجازت طلب کر کے کوہالہ پل پر پہنچے تو وہاں بیل گاڑی نہ تھی۔ آپ وہیں ذکر و فکر میں مشغول ہو گئے۔ تو اللہ کی سپردگی میں دیا ہوا مال اور بیل گاڑی خودبخود آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ مال متعلقہ بیوپاری کے سپرد کر کے بیل گاڑی سمیت موہڑہ شریف پہنچ گئے۔ بیلوں کو دربار میں ذبح کیا۔ اور گڈے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس لکڑی سے گوشت پکا کر درویشان دربار عالیہ کو کھلا دیا۔ جب آپ کی یہ حالت شاہ وقت محمد قاسمؒ نے دیکھی تو بیعت کے ساتھ خلافت دے کر ہر طرح کی اجازتیں عطا فرما کر چار خلفاء آپ کے ہمرکاب فرمائے اور فرمایا کہ شاہانہ طریقے سے آپ کو لکھن شریف لے جائیں۔

مقام بندگی

حضرت خواجہ محمد قاسم صادق سرکار موہڑویؒ کی قدم بوسی کے لئے ایک مرتبہ خواجہ محمد بخش روانہ ہوئے۔ تو پہاڑوں پر برف باری ہو چکی تھی۔ ہر طرف برف ہی برف پڑی تھی۔ حضرت صاحب نے عقیدت اور بندگی کے تحت ہمیشہ کی طرح اپنے جوتے اتار دیے۔ اور اپنی کمر سے باندھ لئے (خلفائے موہڑہ شریف کا یہی عقیدہ تھا)۔ اور خود ننگے پاؤں سفر کرنے لگے۔ اسی حالت میں آپ خواجہ محمد قاسم سرکار موہڑویؒ کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ آپ تو لاہوری علاقہ کے رہنے والے ہیں پہاڑوں پر آتے ہوئے آپ کو ٹھنڈک تو بہت لگی ہوگی۔ حضرت خواجہ نے عرض کی کہ بابا جی میرا دھیان تو آپ کی طرف تھا۔ مجھے ٹھنڈک کیسے لگ سکتی ہے۔

وصال مبارک

آپ کا وصال 4 اکتوبر 1944 بروز بدھ کو ہوا۔ آپ کی عمر مبارک 125 برس تھی۔ دوست دوست سے مل گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سید پیر امام علی شاہ صاحبؒ بھنگالی شریف

حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحبؒ "فیض رساں بھنگالی شریف کے ملفوظات و ارشادات" میں مصنف کتاب لکھتا ہے کہ ایک شب غلام اور دیگر خادم حاضر خدمت تھے۔ موہڑہ شریف کے بابا جی محمد قاسمؒ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو ارشاد ہوا۔ کہ بابا جی کی فقیری کا عجیب رنگ تھا۔ آپ بہت اچھے فقیر تھے۔ لنگر کا انتظام بہت ہی سادہ تھا۔ مکئی کی روٹی اور دال جس میں دیکھنے کو دانہ نہ تھا، دی جاتی تھی۔ وہ

بھی کبھی دن کو ظہر کے وقت اور رات کو رات کے بارہ بجے۔ اور بابا جی صاحب لوگوں کو مہینہ مہینہ گھر جانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ کھانے کا یہ حال تھا اور سونے کو جگہ نہ تھی۔ اگر لیٹتے تو کھٹمل اور پسو سونے نہ دیتے۔

کئی لوگ تب تنگ آ کر اجازت طلب کرتے تو ارشاد ہوتا کہ بھئی تم نے تو اپنا کام کر لیا۔ لیکن اب ہم نے اپنا کام کرنا ہے۔ جو صبر کرتا وہ با مراد ہو جاتا۔ 80 فیصد لوگ با مراد ہو جاتے تھے۔ بابا جی صاحب نے تمام عمر تخت پوش پر بیٹھے ہی گزار دی۔ کسی مرید کے گھر نہ گئے۔ بابا جی کے زمانے میں مکہ شریف اور مدینہ شریف کے لوگوں کو خواب آتے تھے۔ کہ موہڑہ شریف میں ایک فقیر ہے اس کے پاس تمہارا فیض ہے۔ وہاں جاؤ۔

باؤلا کتا کاٹنے پر دم کرنے سے آرام

حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب راوی ہیں۔ کہ شروع میں ہم نماز پانچوں وقت مسجد میں پڑھا کرتے تھے۔ اور تہجد بھی مسجد میں ادا کرتے۔ ایک دن ہم مسجد کو جا رہے تھے۔ کہ ایک باؤلا کتا سامنے آ گیا۔ اس نے ہمیں دونوں ٹانگوں پر کاٹا۔ ہم نے اسے گردن سے پکڑ کر نیچے دبا لیا۔ کافی دیر کے بعد ایک آدمی آیا۔ اور ہمارے کہنے پر رسی لے آیا۔ اور اس سے کتے کو باندھ کر پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔ شاہ صاحب ہمیں موہڑہ شریف بابا جی کے پاس لے گئے۔ ہم کئی دن بابا جی کے پاس رہے۔ بابا جی روزانہ دم کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے رحم کیا اور ہمیں آرام آ گیا۔ پھر بابا جی صاحب نے ہمیں حد دیا۔ یعنی باؤلا کتا کے کاٹنے پر ہمیں دم کرنے کی اجازت دے دی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بابا جی صاحب بڑے بزرگ تھے۔ دن رات بیٹھے رہتے۔ جسکی وجہ سے نچلا دھڑ کمزور ہو کر چلنے پھرنے کے ناقابل ہو گیا تھا۔ ہم نے اپنے ہوش میں بابا جی صاحب کو صرف دو برس عرس مبارک پر چل کر مجلس میں دعا

کے لئے جاتے دیکھا۔ ورنہ بعد میں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ سامنے ایک بڑا قرآن پاک بند پڑا رہتا۔ اور ایک بڑی تسبیح کا ڈھیر لگا رہتا شاید فراغت کے وقت پڑھتے ہونگے۔ اتنے زیادہ وظائف نہیں کیا کرتے تھے۔ صرف اسم ذات پڑھتے تھے۔

بابا جی کی بمبئی والے مجذوب سے ملاقات

حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب راوی ہیں کہ ہم چھوٹے سے تھے۔ غالبا بمبئی میں ایک فقیر سٹیشن کے پاس رہتا تھا۔ اسکے متعلق مشہور تھا کہ وہ ایک سال خانقاہ پر رہتا تھا۔ اور ایک سال غائب رہتا تھا۔ جب پلٹن بمبئی گئی تو والد بزرگوار پیر سید امام علی شاہ صاحب ہمیں ساتھ لیکر ان سے ملاقات کے لئے گئے۔ وہ بھی مجذوب تھے۔ اور ایک کان میں کوڈی ڈال رکھی تھی۔ ہمیں دور سے دیکھ کر بڑے والہانہ انداز سے استقبال کیا۔ اور کہا کہ آیئے شاہ صاحب چائے پیئیں۔ پاس ہی ہوٹل تھا۔ شاہ صاحب نے سوچا کہ ملنگ آدمی ہے۔ چائے پینے کو دل ہوگا۔ چلو ہم اسے چائے پلا دیں۔ چائے پینے سے فارغ ہوکر شاہ صاحب جب چائے کے پیسے دینے لگے۔ تو اس نے جیب کی طرف ہاتھ لے جائے بغیر فوراً ہاتھ ہی سے پیسے نکال کر چائے والے کو دیکر کہا کہ آج ہم نے آپ کو چائے پلانی ہے۔ کیونکہ رات کو خواب میں بابا جی صاحب موہڑہ شریف والے مجھے ملے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ آج شاہ صاحبان آپ کے پاس آئیں گے۔ اور انہیں چائے وغیرہ پلانا۔

ایک دفعہ بابا جی صاحب محمد قاسم صادقؒ کے متعلق پیر عبداللہ شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وہ بہت پائے کے بزرگ تھے۔ جب ہم پہلی دفعہ ان کی خدمت میں شاہ صاحب بزرگوار کے ہمراہ حاضر ہوئے تو ہماری عمر صرف سات سال تھی۔ یعنی ہم بہت چھوٹے تھے۔

جب بابا جی نے ہمیں تھپکی دی تو ہمارا کلیجہ ہل گیا۔ اور ہم برداشت نہ کر

سکے۔ اور ہم تیس سال تک وہاں جاتے رہے۔ ہمارے ہوش میں بابا جی صاحب دو مرتبہ عرس مبارک کے آخری دن پیدل چل کر کھلے میدان میں گئے۔ آپ عرس مبارک کی کوئی اطلاع مریدوں کو نہ بھیجتے تھے۔ لوگ خود بخود آ جاتے تھے۔ آپ عرس پر کوئی مولوی نہیں بلاتے تھے۔ آخری دن خود چند ایک باتیں ،نورانی لوگوں کی جیسی ہوتی ہیں کر کے دعائے خیر فرما دیتے اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ باقی دنوں میں لنگر کا انتظام بھی بالکل سادہ ہوتا۔ صبح کی روٹی دو بجے اور شام کی رات بارہ بجے ملتی تھی۔ اور وہ بھی مکئی کی دو چھوٹی چھوٹی روٹیاں اور دال ۔لیکن لوگوں کو کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی۔ لوگ ذکر میں مست ہوتے۔ جب روح کو روحانی غذا ملے تو روح خوش رہتی ہے۔ اور ساتھ جسم بھی خوش رہتا ہے۔ کیونکہ جسم کا تعلق روح سے ہے۔ جب جسم اور روح ہم آہنگ ہو جائیں۔ تو پھر روٹی وغیرہ اور عمدہ کھانوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

لیکن نفسانی لوگوں کا معاملہ الٹ ہے ان کو جسم کی غذا نہ ملے تو وہ تنگ ہو جاتے ہیں۔

حضرت سید فضل شاہ جلالپوری کی موہڑہ شریف آمد

ایک مرتبہ فضل شاہ صاحب جلالپورشریف [illegible] قاسم موہڑویؒ کی ملاقات کے لئے موہڑہ شریف گئے۔ بابا جی صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور انکا استقبال اچھی طرح سے کیا۔ دونوں اطراف آدمی کھڑے کر کے ان کے لئے سڑک بنائی اور اپنے پاس کرسی پر بٹھایا اور فرمایا ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے ۔گویا کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ بابا فضل شاہ صاحب کو یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ ہم اپنے مریدوں کو اچھے کھانے اور گرم بستر

دیتے ہیں۔ تب بھی وہ اتنے خوش نہیں ہوتے۔ جتنے ان کے مرید پڑیوں اور پتھروں پر سونے والے اور بھوکے رہنے والے خوش رہتے ہیں۔ یہ صرف ذکر اور ان کی روحانی طاقت کی تاثیر ہے کہ لوگوں کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہم موہڑہ شریف جاتے تھے۔ تو شاہ صاحب ہمیں فرماتے تھے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھو۔

حضرت بابا جی محمد قاسم موہڑویؒ نے جب حضور قبلہ پیر سید امام علی شاہ صاحب کو خرقہ فقر سے نوازا اور عرس مبارک کی اجازت فرمائی۔ تو قبلہ شاہ صاحب بزرگوار ماہ جولائی میں عرس منعقد فرماتے تھے۔ 1895 میں شاہ صاحب نے اپنا پہلا عرس مبارک منایا تھا۔

حضرت پیر عبدالرحیم صاحب باغدرویؒ باغدرہ شریف

حضرت پیر عبدالرحیم باغدروی کا شمار حضرت پیر محمد قاسم موہڑویؒ کے عظیم خلفاء میں ہوتا ہے۔ پیر صاحب سرکار باغدروی کے بارے میں پیر ضمیر اعظم صاحب مدظلہ العالی المعروف خان بادشاہ صاحب نے دو تین واقعات بیان فرمائے۔

پیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے دادا جی عبدالرحیم باغدروی ہندوستان میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ تعلیم کے دوران آپ نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ وہاں سے حکم ہوا کہ آپ کا فیض موہڑہ شریف سے ہے۔ تو آپ یہ حکم پا کر وطن واپس آ گئے۔ جب آپ اپنے گھر پہنچے تو اپنے والدین کو اپنے حالات سے آگاہ کیا۔ اور والدین سے اجازت طلب کی۔ اور موہڑہ شریف کی طرف چل پڑے۔ جب آپ راولپنڈی پہنچے۔ تو جامع مسجد کے قریب سے گزر ہوا۔ تو اس وقت جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ ادھر سے آپ

کا گزر ہوا۔ وہاں پیر مہر علی شاہ صاحبؒ بھی تشریف فرما تھے۔ تو پیر صاحب گولڑہ شریف نے فرمایا کہ صوفی صاحب آ جائیں آپ مسجد کا سنگ بنیاد رکھیں تو آپ نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور پھر آپ موہڑہ شریف کی طرف چل پڑے۔ جب پیر صاحب موہڑہ شریف پہنچے تو دربار شریف میں حاضری دی اور حضرت بابا جی قاسمؒ سے شرف بیعت حاصل کی۔

خلافت عطا کردی

پیر صاحب ادھر موہڑہ شریف ہی میں تھے۔ کہ عرس مبارک کے بعد بارش ہوئی۔ اور ساتھ ہی برف باری ہوئی۔ اتنی شدید برف باری ہوئی کہ کوئی آدمی باہر نہیں نکل سکتا تھا آپ کے بڑے بڑے خادم بھی حاضر خدمت تھے۔ حضرت بابا جی نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ دو تین دن سے بھوکی تھیں۔ قریب تھا کہ مر جاتیں۔ آپ کو درانتی وغیرہ دی گئی۔ تو آپ جنگل میں گئے۔ گھاس کاٹی۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ سمبلو (کانٹے دار پھل) ہوتے ہیں۔ اس کے گیارہ گڈے کاٹ کر لائے اور بکریوں کے آگے ڈال دئے۔ اور بکریاں کھا کر سیر ہو گئیں۔ اور شور بند کر دیا۔

حضرت بابا جی صاحب کی والدہ ماجدہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ جب وہ باہر آئیں تو دیکھا کہ بکریاں خاموش کھڑی ہیں۔ مائی صاحبہ سمجھیں کہ بکریاں مر گئی ہیں کیونکہ اتنے دنوں سے بھوکی تھیں۔ جب دیکھا تو ان کے آگے پتے پڑے ہوئے تھے۔ بکریوں کا پیٹ بھرا ہوا تھا اس لئے وہ خاموش تھیں۔ مائی صاحبہ نے حضرت صاحب سے فرمایا کہ بیٹا دعا کرو جس نے ہماری بکریوں کا پیٹ بھرا ہے اللہ تعالی اس کے دل کو ایمان کی دولت سے بھر دے۔ حضرت بابا جی نے دعا فرمائی اور آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی دعا فرمائی۔

اس وقت حضرت باغدروی مسجد میں بیٹھے ذکر میں مشغول تھے آپ پر وجد

طاری ہو گیا۔ یعنی دعا نے اثر کیا اور آپ کو دربار میں بلا کر خلافت عطا فرمائی گئی۔

حضرت پیر ثانی صاحب کا فرمان

حضرت پیر ثانی صاحب فرماتے ہیں کہ بابا جی قاسم موہڑویؒ فرمایا کرتے تھے کہ عبدالرحیم باغدروی میری مراد ہیں یعنی آپ بہت لاڈلے خلیفہ تھے۔

دربار شریف والے کتے کے پاؤں چومنا

سرکار والئی باغدرہ شریف کے بھتیجے جو بہت بزرگ ہیں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ چچا حضور سرکار باغدروی بہت سے خلیفوں کے ہمراہ موہڑہ شریف گئے۔ جب دربار پہنچے تو بابا جی کے دربار میں کالے رنگ کا کتا بیٹھا ہوا تھا۔ جو کہ بابا جی نے رکھا ہوا تھا۔ وہ اٹھا اور دوسروں کو چھوڑ کر چاچا جی کی چھاتی پر اگلے دونوں پاؤں آ کر رکھے۔ تو سرکار باغدروی نے کتے کے دونوں پاؤں پکڑ کر بوسہ دیا۔ تو ایک پٹھان جو آپ کے ساتھ تھا۔ اس نے پشتو میں کہا کہ یہ ناپاک ہے۔آپ اس کو بوسہ دے رہے ہیں ۔ چچا جی خاموش رہے۔ جب سرکار موہڑوی کو معلوم ہوا تو آپ نے خان سے فرمایا کہ اوئے تو میرے عاشق کو کیا کہتا ہے۔ کہ اس نے کتے کو کیوں بوسہ دیا ہے۔ خان یہ بات سن کر خاموش ہو گیا۔

سرکار باغدروی کو اپنے مرشد خانہ سے بہت عقیدت تھی۔ اس لئے حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب فرماتے ہیں کہ گولڑہ شریف کی سرزمین سے کسی نے کہا کہ اگر کسی نے ادب سیکھنا ہے تو عبدالرحیم باغدروی سے سیکھے۔

حضرت پیر سید حیدر شاہ قلندر پناگ شریف کوٹلی آزاد کشمیر

عرس مبارک موہڑہ شریف کی آخری تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پیر

اولیاء بادشاہ فاروق صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ موہڑہ شریف نے حضرت پیر حیدر شاہ گیلانی صاحب کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ جب پیر حیدر شاہ پناگ شریف والے موہڑہ شریف آئے تو آپ کے پاس ایک سفید چادر تھی۔ آپ اس میں گوبر ڈال رہے تھے۔ حضرت بابا جی کو جب معلوم ہوا تو فرمایا کہ حیدر شاہ کو ادھر لے آؤ۔ جب پیر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بابا جیؒ نے آپ کو نظر بھر کر دیکھا تو خلافت سے نواز دیا۔ اور فرمایا جاؤ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ حضرت سید پیر حیدر شاہ قلندر گیلانی صاحب پناگ شریف والے حضرت بابا جی کے خلیفہ سائیں فتح دین کے مرید تھے۔آپ کا آستانہ عالیہ پناگ شریف کوٹلی آزاد کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت غلام محی الدین غزنویؒ آستانہ عالیہ نقشبندیہ

نیریاں شریف تراڑکھل

پیر صاحب غزنویؒ 1322ھ بمطابق 1902ء افغانستان کے عالم خطہ غزنی کے مضافات مہلن میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی ملک محمد اکبر خانؒ ہے جو اپنے علاقے غزنی اور گردیز میں بہت بڑی مشہور شخصیت کے مالک تھے۔ پیر صاحب غزنوی چوبیس سال کی عمر میں موہڑہ شریف میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت خواجہ پیر محمد قاسم صادقؒ کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر عہد وفا باندھا۔ مرشد کامل نے ایک ہی نگاہ میں مرید صادق کے دل کی دنیا بدل ڈالی ۔ مرید باصفا نے اس پیمان وفا کو یوں نبھایا کہ دنیائے رنگ و بو کی ہر خواہش کو رضائے مرشد پر قربان کر دیا۔ سرکار موہڑوی کے نظر کیمیاء اثر نے ایسا رنگ دکھایا کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت صاحب نے اپنی پوری کائنات اور متاع زیست زبان حال سے یہ کہتے

ہوئے مرشد پاک کے قدموں میں رکھ دی کہ

سپر دم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

سرکار موہڑوی نے آپ کو آستانہ عالیہ کی خدمت پر مامور فرما دیا۔ زائرین کے خوردو نوش اور ان کے دیکھ بھال کی ذمہ داری ایک انتہائی اہم اور محنت طلب فریضہ تھا۔ جسے آپ نے بارہ سال تک جس عمدگی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا وہ آپ کا ہی حصہ ہے

نیریاں شریف کا وہ مقام جسے سرکار موہڑوی نے آپ کے لئے مرکز ارشادو طریقت قرار دیا تھا۔ آج سے کئی سال پہلے ایک وحشت ناک جنگل اور خاردار جھاڑیوں کا مرکز تھا۔ لیکن فقیر خدا مست کی توجہ اور نگاہ فیض سے آج وہ کشمیر پاکستان اور افغانستان کے لاکھوں افراد کی عقیدت و ارادت کا مرکز ہے۔

ایک خدا رسیدہ بزرگ سے ملاقات

پیر صاحب نیروی فرماتے ہیں حصول تعلیم کے زمانہ میں ایک دن میری ملاقات ایک خدارسیدہ بزرگ اور مردقلندر سے ہوئی۔ جس نے مجھے بغور دیکھ کر فرمایا بیٹا تمہاری پیشانی پر غوثیت کی تحریر ثبت ہے تم اپنے وقت میں غوثیت کے منصب پر فائز ہوں گے۔ ساتھ یہ بھی کہا کہ لیکن تمہارے فیضان کا سرچشمہ اس ملک میں نہیں بلکہ یہاں سے دور ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ہے۔

غزنی سے ہندوستان آمد

ایک عرصہ تک تو آپ اپنے وطن غزنی اور گردیز کے علاقہ میں ہی اپنے والد کے ہمراہ تجارت کا کاروبار کرتے رہے۔ لیکن اس کے بعد آپ بائیس سال کی

عمر میں غزنی و افغانستان سے صوبہ پنجاب میں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ دو افراد پیر محمد ابراہیم کابلی اور نذر خان صاحب بھی شریک تجارت و رفیق سفر تھے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے کچھ عرصہ تو راولپنڈی۔ گوجرخان اور جہلم کے علاقہ میں تجارت کا کاروبار جاری رکھا۔ پھر مستقل طور پر تجارت کے لئے ریاست کشمیر کا ضلع پونچھ منتخب فرمایا۔

آپ کو فقراء اور اہل اللہ سے ابتدا ہی سے دلی لگاؤ اور محبت تھی۔ اس لئے ان کی خدمت اور زیارت میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتے تھے۔ ایک روز آپ حسب معمول اپنے کاروبار تجارت کے لئے سفر میں تھے۔ کہ دوران سفر آپ کو ایک قافلہ ملا۔ جس میں آپ کا ایک شناسا آدمی بلور خان بھی تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ یہ قافلہ کہاں جا رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ ہم اپنے پیر و مرشد حضرت بابا جی محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت کے لئے موہڑہ شریف (کوہ مری) جا رہے ہیں۔ اس مبارک نام میں اللہ جانے کیا کشش اور تاثیر تھی کہ آپ نے سنتے ہی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کچھ روپے نکال کر بلور خان کو دیتے ہوئے فرمایا کہ میری طرف سے حضرت بابا جی کی خدمت میں یہ حقیر نذرانہ عقیدت پیش کر کے عرض کرنا کہ غزنی کا ایک مسافر آپ کی خدمت میں عاجزانہ سلام عرض کرتا ہے۔

یہی نذر و نیاز اس عظیم روحانی رشتہ وتعلق کا نقطہ آغاز ثابت ہوئی جس کے بعد یہ سلسلہ جذباتی گفت وشنید سے گزر کر روحانی اور قلبی رشتہ کے لافانی تعلق کا سبب بنا۔ وادئ کشمیر۔ پونچھ سے کئی دن کی مسافت طے کرتے ندی نالوں ۔ فلک بوس پہاڑوں اور دشوارگزار راستوں سے گزرتا ہوا جب وہ چند عقیدت مندوں کا چھوٹا سا قافلہ موہڑہ شریف پہنچا۔ اور اپنے پیر ومرشد حضرت بابا جی کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کسی وجہ سے بلور خان آپ کا نذرانہ پیش کرنا بھول گیا۔ آخر حضرت بابا

اور پیر محمد ابراہیم صاحب نے موہڑہ شریف حاضری کی تیاری کی اور وادی پونچھ کے دوسرے متوسلین اور نیاز مندان موہڑہ شریف کے ہمراہ آپ بھی چل پڑے۔ یہ مقدس اور نورانی کاروان شوق وادی پونچھ کے مشہور مقام تراڑکھل سے پاپیادہ روانہ ہوا اور شب و روز کی طویل مسافت کے بعد آزاد پتن سے دریائے جہلم عبور کر کے پنجاب میں داخل ہوا۔ اور پھر وہاں سے موہڑہ شریف پہنچا۔

حصول بیعت

حضرت بابا جی صاحب کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد آپ دونوں یعنی پیر صاحب غزنوی اور جناب پیر محمد ابراہیم صاحب کابلی آپ کے دست مبارک پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے۔ دو تین روز مرشد کے قدموں میں گزارے۔ عرس مبارک کی دعا کے بعد دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ آپ بھی رخصت کے لئے پیش ہوئے۔ اور مرشد پاک سے اپنے کاروبار کی ترقی و برکت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ مرشد پاک حضرت بابا جی نے فرمایا۔

جاؤ بچہ! تمہاری دکان خوب چلے گی۔ اور مشرق و مغرب والے اس دوکان سے سودا خریدیں گے۔ کاروباری ترقی اور خوشحالی کی یہ دعا پا کر واپس تشریف لائے۔ دکان خوب چلی۔ اور توقع سے زیادہ منافع ملا۔ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ واپس آ کر ہم نے پھر تجارت شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے مرشد پاک کی دعا و برکت سے اس قدر منافع دیا کہ اس سستے دور میں ہزاروں کا کاروبار دن بدن وسیع ہوتا گیا۔ دولت کی فروانی۔ ترقی و خوشحالی کے باوجود آپ کو دلی طمانیت و سکون نہ ملا۔

بابا جی کی چلہ گاہ ہمیشہ کے لئے شفاء خانہ حیوانات

منقول ہے کہ ایک دفعہ کوہ مری کے مضافات میں مویشیوں میں ایک

جی صاحب نے خود ہی بلور خان کو طلب فرمایا اور کہا کہ رستہ میں تجھے غزنی کے ایک تاجر نے کچھ روپے نذر گزار کرنے کے لئے دیے تھے۔ وہ امانت ابھی تک تو نے کیوں نہیں ادا کی؟ بلور خان کو اس وقت یاد آیا اور فوراً آپ کا نذرانہ حضرت بابا جی صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کو سلام بھی بصد عجز و انکسار عرض کیا۔ تو حضرت بابا جی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بچو! واپس جا کر اسے کہنا مجھے تیرے نذرانے کی نہیں بلکہ تیری ضرورت ہے۔

عرس موہڑہ شریف سے واپس آ کر بلور خان نے آپ کو حضرت بابا جی کا پیغام دیا۔ یہ پیغام عشق و محبت ملا تو شوق زیارت نے دل بے تاب و بے قرار کر دیا۔

خواب میں بلاوا

اس پیغام کے ملنے سے پہلے ہی آپ نے ایک شب خواب دیکھا کہ ایک نورانی شکل وصورت۔ بارعب شخصیت و وجاہت والے بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے مسکرا کر فرمایا بیٹا میرے پاس چلے آؤ۔ تمہارا سب کچھ ہمارے پاس ہے۔

اس مبارک خواب کے بعد حضرت بابا جیؒ کا پیغام بھی آ پہنچا۔ جس نے آپ کے شوق زیارت کے ارادوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ تازہ کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے ہمسفر اور ہم وطن پیر محمد ابراہیم صاحب کو اپنے عزائم سے آگاہ فرمایا اور موہڑہ شریف حاضری کے مصمم ارادے کا اظہار فرمایا اور عرس مبارک کے موقعہ پر حضرت بابا جی کی خدمت میں حاضری دینے کا پروگرام بنایا۔

موہڑہ شریف میں حاضری

عرس مبارک موہڑہ شریف کے موقع پر حسب پروگرام پیر صاحب غزنوی

خوفناک وبا پھیلی۔ جس کی وجہ سے روزانہ بے شمار چوپائے مرنے لگے۔ قریبی آبادی کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس موذی بیماری سے ہمارے مویشی دن رات موت کی آغوش میں جارہے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم اس بیماری سے ہمارے مویشیوں کو محفوظ رکھے۔ حضرت بابا جی نے اپنی چلہ گاہ کے قریب سے تھوڑی سی گھاس اکھیڑی اور دم کر کے ان کو دی۔ اور فرمایا کہ یہ جا کر ان کو کھلا دو۔ گاؤں کے لوگوں نے یہ گھاس ان مویشیوں کو کھلائی۔ تو تمام مویشی اس موذی مرض سے محفوظ ہو گئے۔ جب اس بات کی شہرت عام ہوئی اور لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں جنگل میں آنے لگے۔ تو آپ نے جگہ بدل لی۔ کہتے ہیں کہ آپ کی چلہ گاہ سے اب بھی مویشیوں کو گھاس کھلاتے ہیں اور مویشی ہر طرح کی بیماری سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔

موہڑہ شریف میں دوبارہ حاضری

پیر صاحب نیروی ایک سال بعد عرس مبارک کی تقریب میں حضرت بابا جیؒ کی خدمت میں موہڑہ شریف دوبارہ حاضر ہوئے۔ اور شرف قدم بوسی پانے کے بعد دونوں نے ایک ایک سو روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ تین چار روز مرشد کے ہاں گزارے۔ اور پھر واپسی کی اجازت طلب کی۔ نیز کاروباری ترقی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت بابا جی نے حسب سابق دعاؤں سے نوازا اور ارشاد فرمایا۔ جاؤ بیٹا خدا کے فضل سے تمہاری دکان خوب چلے گی۔ اور مشرق و مغرب سے لوگ سودا خریدنے آئیں گے۔ دل میں سوچا پیرو مرشد کی دعا سے اس دفعہ پہلے سے بھی زیادہ منافع ہوگا۔ لیکن واپس آئے تو معاملہ برعکس ہو گیا۔ دن بدن تجارت میں گھاٹے اور خسارے کے آثار پیدا ہو گئے۔ پیر صاحب غزنوی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں کچھ پتہ نہ چلا کہ یہ خسارہ کیوں اور کس وجہ سے ہوا ہے۔ ہم کام پہلے سے بھی

زیادہ محنت سے کرتے ہیں۔ اس گھاٹے کی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی۔ بالآخر چند مہینوں بعد ساری پونجی اور کل اثاثہ جات خسارے کی نظر ہو گیا۔ اور ہمارے پاس صرف ساڑھے تین سو روپے رہ گئے۔

غزنی واپسی کا ارادہ

خواجہ غزنوی فرماتے ہیں آخر کار سخت مایوسی کے عالم میں ہم دونوں نے اپنے وطن غزنی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اور جو مال تجارت بچا تھا۔ وہ فروخت کر کے رخت سفر باندھا اور کشمیر سے اپنے وطن افغانستان چل پڑے۔ آپ فرماتے ہیں جب ہم کھمن پتن پہنچے جس کو آج کل آزاد پتن کہتے ہیں۔ تو میں نے پیر محمد ابراہیم صاحب سے کہا۔ خدا جانے دوبارہ ادھر آنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ چلو آخری بار اپنے پیرو مرشد بابا جی کی زیارت کرتے چلیں۔ لیکن وہ نہ مانے اور انکار کر دیا۔ میں نے کہا میں تو ضرور اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ اور ان کی زیارت کے بغیر وطن واپس نہ جاؤں گا۔ اتنا کہہ کر میں تو مری کے راستہ پر چل پڑا۔ اور پیر محمد ابراہیم صاحب بائیں طرف راولپنڈی کی راہ پر چل پڑے۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پیر محمد ابراہیم صاحب راولپنڈی جانے کی بجائے میری طرف آرہے تھے۔ میں ان کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ قریب آئے۔ تو ہم دونوں موہڑہ شریف کی طرف محو سفر ہو گئے۔ حضرت بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا مرحبا! میرے باکمال تاجر بیٹے آ گئے۔ ہم نے دل میں سوچا کہ حضرت بابا جی صاحب بڑی مہربانی اور شفقت فرما رہے ہیں۔ لہذا ہمارے لئے خصوصی دعا فرمائیں گے تو ہم بخیر و عافیت اپنے گھر غزنی واپس پہنچ جائیں گے۔ ہمارے پاس اس وقت غزنی پہنچنے کے لئے زاد راہ اور سفر خرچ کا سازو سامان اور سہارہ صرف وہی ساڑھے تین سو روپے تھے۔ جو میں نے ایک تھیلے میں

ڈال کر اپنی کمر کے ساتھ باندھے ہوئے تھے۔ حضرت بابا جی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ کاروباری خسارے کی وجہ سے اب ہم دونوں واپس وطن جا رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد آپ نے قریب بلا کر فرمایا کہ بچہ! دربار شریف کے لنگر میں مہمانوں کے سامان خوردونوش خریدنے کے لئے ساڑھے تین سو روپے کی ضرورت ہے۔ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کمر سے چاندی کے روپوں کی وہ تھیلی کھول کر آپ کے سامنے گدی مبارک کے اوپر رکھ دی۔ اور حضرت بابا جی نے لنگر کے انچارج کو بلا کر وہ رقم اس کو دے دی۔ اور فرمایا کہ بازار سے سامان خوردونوش لے آؤ۔ اور مہمانوں کو کھانا پکا کر کھلاؤ۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب ہماری رقم خادم لیکر بازار کی طرف چلا گیا تو ہمیں اپنی رقم کا یہ حشر دیکھ کر دل میں بڑا رنج پیدا ہوا۔ کہ اب ہم گھر کس طرح پہنچیں گے۔ جو زاد راہ تھا وہ ہاتھوں سے نکل گیا۔ اس صورتحال میں انتہائی کبیدہ خاطر ہو کر مجلس سے باہر نکل آئے۔ اور میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھر آئے۔ کسی نے اندر جا کر بابا جی کو بتایا کہ آپ کا غزنی والا مرید باہر رو رہا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو اندر لے آؤ۔ لیکن آپ کے بلانے پر بھی میں اندر نہ آیا۔ دوسری بار پھر بلا بھیجا۔ مگر میں اندر نہ گیا۔ تیسری بار حضرت بابا جی نے فرمایا کہ اس کو جا کر کہو اندر کیوں نہیں آتا۔ میں تو ایک عرصہ سے تیرے انتظار میں تھا۔ میں نے تیرے لئے وہ خزانہ جمع کر کے رکھا ہوا ہے جس کی قدر و قیمت تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے یا میں جانتا ہوں۔

پیر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ پیغام ملا تو میں اندر گیا۔ اور دل میں یہ خیال آیا اب میرے پاس کیا رہ گیا ہے۔ صرف یہی ایک بیش قیمت کوٹ ہے۔ جو پہن رکھا ہے۔ یہی اتروائیں گے۔ جب میں حضرت بابا جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اشراق باطن سے میرے دل کے اس خیال کو معلوم کر لیا اور فرمایا بیٹا

واقعی آپ کا کوٹ بہت خوبصورت ہے۔ اور بڑے کام کا ہے۔ پھر آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ

بیٹا میں کافی مدت سے تمہارے انتظار میں تھا۔ آج مجھے گوہر مقصود ملا ہے۔ ساڑھے تین سو روپے کی اتنی فکر نہ کرو۔ میں نے تیرے لئے وہ عظیم خزانہ محفوظ کر رکھا ہے۔ اس کی قدر و قیمت کو صرف میرا اللہ ہی جانتا ہے یا میں جانتا ہوں۔ میں نے تیری دکان کے لئے ایسا سودا رکھا ہوا ہے۔ جس کے خریدار مشرق و مغرب سے تیرے پاس آئیں گے۔ پھر آپ نے مجھے سینے سے لگایا۔ جس سے میرا سارا قلق و اضطراب جاتا رہا۔ اور دل میں اطمینان اور سکون پیدا ہو گیا۔ اور فرمایا بیٹا تجھے گھر جانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ تیرا سب کچھ یہاں ہی ہے۔ اس لئے جاؤ لنگر خانے کی خدمت کرو۔ اور مہمانوں کو کھانا پکا کر کھلاؤ اور انکی خدمت تواضع کرو۔

پیر و مرشد کے ان ارشادات نے آپ کے دل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ بے چینی کی جگہ سکون و دل جمعی نے ڈیرہ جما لیا۔ اور ساری کائنات سے بے نیاز ہو کر پوری تندہی سے مرشد پاک کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اب تو دل میں صرف پیر و مرشد کا تخیل و تصور تھا۔ لبوں پر انکا ہی ذکر ۔دل میں انکی یاد ۔زباں پر ان کا نام۔ غرضیکہ جان و دل کی ساری توانیاں پیر و مرشد ہی کے کام میں مشغول ہو گئیں۔

پیر صاحب ارشاد فرماتے ہیں ہم غزنی سے تجارت کے لئے علاقہ پنجاب میں آئے۔ تو حضرت بابا جی موہڑوی کی تعریف سن کر حضرت صاحب کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اور پیر محمد ابراہیم صاحب اور مجھے حضرت صاحب نے طریقت میں داخل کر دیا۔ اور ہم تجارت چھوڑ کر حضرت صاحب کی خدمت میں بارہ سال رہے۔ اور دنیا کی کوئی چیز پسند نہیں کی۔ اور اپنے شیخ کا حکم بجا لائے کہ جس نے لاتعداد مخلوق کو واصل خدا بنایا تھا۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں! غزنی اور گردیز میں ہماری جائیداد ،زمین، کھیتی

اری کا اس قدر وسیع رقبہ موجود تھا۔ کہ اگر ایک گھڑ سوار صبح نکلتا۔ دوپہر تک بمشکل ساری زمیں کا چکر لگا سکتا تھا۔ لیکن پیر صاحب نے اپنی آغوش طریقت میں لیا تو سب جائیداد اور جاگیر اور مال و دولت کو ترک کر دیا۔

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل است

مرشد پاک کے قدموں میں

حضرت بابا جی صاحب موہڑوی کی نگاہ کیمیاء اثر نے آپ کو دنیا سے بے نیاز کر دیا۔ اور آپ نے پیر صاحب کو آستانہ عالیہ موہڑہ شریف کے لنگر کی خدمت پر لگا دیا۔ اور فرمایا بچہ تمہیں گھر جانے کی اجازت نہیں۔ لنگر خانے کی خدمت کرو۔ کھانا پکاؤ۔ جو آئے اس کو کھلاؤ۔ پیر صاحب فرماتے ہیں میں نے تقریبا ایک ماہ آستانہ کے لنگر کا کام کیا تھا۔ کہ ایک دن حضرت بابا جی صاحب نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا۔ کہ آج سے تم لنگر کے انچارج اور ناظم ہو۔ پھر مزید فرمایا کہ گھر کا خیال دل سے نکال دو۔ چنانچہ پیر صاحب نے اپنے مرشد کے ارشاد پر عمل کی ایسی لازوال مثال قائم کی۔ جو رہتی دنیا تک طریقت میں مینار نور کی مانند طالبان حقیقت کی راہنمائی کرتی رہے گی۔ اپنی ساری زندگی بزرگان دین کے ارشاد کے سانچہ میں ڈھال دی۔ من کی ساری دنیا شیخ کے تابع فرمان کر دی۔ ایک بار پیر صاحب نے حضرت بابا جی کی خدمت میں عرض کی۔ حضور! غزنی میں ناچیز کی اپنے چچا کی بیٹی سے نسبت طے پائی ہوئی ہے۔ اور ہمارے رسم و رواج کے مطابق نسبت طے پانے کے بعد انکار و انحراف ناممکن ہے۔ موت کے بغیر رستگاری کی کوئی صورت ہی نہیں ہوتی۔ لہذا اجازت دیں۔ تا کہ میں اپنے وطن جا کر شادی سے فراغت پا آؤں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں چھوڑا۔ اور میں نے تجھے

شادی کے مسئلہ پر بھی کسی کے دروازے پر جانے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ کو وطن جانے کی اجازت نہیں ملی۔ اس کے بعد ابھی ایک ہفتہ گزرنے نہ پایا تھا۔ کہ آپ کے چچا خان خود اپنی صاحبزادی کو لیکر یہاں آ گئے۔ اور اپنی بیٹی کو حبالہ عقد میں دے گئے۔

ابھی وقت نہیں آیا

پیر صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے آستانہ موہڑہ شریف کے لنگر کا انتظام و انصرام سنبھالنے کے ایک عرصہ بعد یہ کام شروع کیا۔ کہ روزانہ لنگر تیار ہونے پر کھانا تقسیم کرنے کی اجازت لینے حضرت بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور لنگر تقسیم کرنے کی اجازت ایک عریضہ پر لکھ کر طلب کرتا۔ جس کے آخر میں اپنا یہ مطالبہ روزانہ لکھتا۔ کہ مجھے آپ میرا حصہ ولائیت کیوں نہیں عطا فرماتے۔ چونکہ حضرت باباجی نے ابتدا میں آپ سے فرمایا تھا کہ میں نے تیرے لئے ایک عظیم خزانہ محفوظ کر رکھا ہے۔ جس کی قدر و قیمت کو صرف میرا اللہ ہی جانتا ہے۔ لہذا پیر صاحب روزانہ اس عرضی کے آخر میں اس روحانی خزانے کا مطالبہ کرتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں عرضی پیش کرنے کا یہ سلسلہ متواتر چار سال تک چلتا رہا۔ مگر حضرت بابا جی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملتا۔

چار سال کے بعد آپ نے ایک دم بارہ بجے دوپہر کے مجھے بلایا۔ جب میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ بچہ! گلاب کے پھول کے شگوفہ کو خود ادھیڑو تو خوشبو زیادہ دیتا ہے۔ یا وہ جب اپنے وقت پر خود بخود کھلے تو خوشبو اور مہک زیادہ ہوتی ہے۔ میں خاموش رہا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری بار بھی آپ نے یہی فرمایا۔ لیکن میں نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری بار جب آپ نے پھر ارشاد فرمایا تو میں نے عرض کی کہ حضور گلاب کے پھول کا شگوفہ خود اپنے وقت پر

کھلے تو خوشبو زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت بابا جی نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم روزانہ کیوں تنگ کرتے ہو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ میری طرف سے سوائے عرضی پیش کرنے کے اور کوئی فعل سرزد نہیں ہوا۔ جس سے آپ کے دل کو تکلیف پہنچی ہو۔ چنانچہ آپ نے اس اشارے کا مطلب سمجھ لیا۔ اور آئندہ کے لئے یہ عرضی کا سلسلہ بند کر دیا۔ حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں۔ موہڑہ شریف کے قیام کے دوران ہمیں ہر وقت لنگر خانہ کی خدمت مہمانوں اور زائرین کی خاطر تواضع ہی کا خیال رہتا تھا۔ کہ کہیں اس کام میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ ہم اپنی فکر سے بے نیاز تھے۔ جب تک سب مہمانوں کو کھانا نہ کھلاتے۔ خود نہ کھاتے تھے۔ سب مہمانوں کو کھانا کھلانے کے بعد ہم بابا جی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے۔ کہ حضور سب مہمانوں کو کھانا کھلا دیا ہے۔ تو آپ فرماتے۔ تم نے بھی کھانا کھا لیا ہے۔ ہم عرض کرتے کہ ابھی تک نہیں کھایا۔ تو آپ فرماتے تم بھی کھانا کھاؤ۔ بسا اوقات ہمارے کھانے کے لئے کوئی چیز نہ بچتی۔ ہم بھوک سے بے نیاز ہو کر اطاعت مرشد میں کمر بستہ رہتے اور بھوک کا تصور بھی نہ رہتا۔

پیر خانے کا ادب

بزرگان طریقت کا ارشاد ہے کہ طریقت سراپا ادب کا نام ہے۔ پیر صاحب کے اس قدر قریب رہنے کے باوجود پیر خانہ کے ادب و احترام کا پاس ہر وقت رکھتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بارہ سال کے طویل عرصہ میں میں نے کبھی بھی اپنے پیر و مرشد کے آستانہ عالیہ اور آپ کی حدود میں بول و براز نہیں کیا۔ بلکہ وضو توڑنے کے لئے موہڑہ شریف کی حدود سے باہر دور جایا کرتا تھا۔ بارہ سال بے انتہا خدمت کی۔ حتیٰ کہ ادب کی انتہا فرما دی کہ موہڑہ شریف کے حلقہ میں تھوک تک نہ پھینکی۔ اسی لئے جو نعمت عظمیٰ آپ کو ملی شاید ہی کسی اور کو ملی ہو۔

غزنی میں گھر والوں کی بے چینی

دربار عالیہ موہڑہ شریف میں جب آپ کو چار پانچ سال کا عرصہ گزر گیا۔ تو اس عرصہ میں آپ کے گھر غزنی نامہ و پیام کے زریعے بھی کوئی تعلق و رابطہ نہ ہوا۔ اس خیال سے کہ مبادا گھر خط و کتابت اور نامہ و پیغام سے کہیں وطن کی یاد پیر و مرشد کی خدمت میں مانع اور مخل ہو جائے۔ ادھر غزنی میں آپ کے والدین۔ بہن بھائیوں کو آپ کی خیر و عافیت کی صحیح اطلاع نہ ملنے سے بڑی تشویش و پریشانی لاحق تھی۔ بس زبانی کبھی کسی آنے جانے والے کے ذریعے معلوم ہو جاتا کہ آپ اور پیر محمد ابراہیم صاحب موہڑہ شریف ضلع راولپنڈی قیام پزیر ہیں۔ لیکن مزید تسلی اور اطمینان کے لئے انہیں کوئی یقینی خبر نہ ملتی۔

جناب حضرت پیر ثانیؒ کی آمد

بالآخر والدین و عزیز و اقارب نے حضرت پیر صاحب کے چھوٹے بھائی جناب محمد دراب خان صاحب المعروف پیر ثانی صاحبؒ کو آپ کی تلاش و جستجو کے لیے ہندوستان (پنجاب) بھیجا۔ جناب پیر ثانی صاحب افغانستان غزنی سے آپ کو تلاش کرتے کرتے راولپنڈی آئے پھر یہاں موہڑہ شریف پہنچے۔ لالہ جی سے ملاقات ہوئی۔ مدتوں کے بچھڑے ہوئے دو بھائی گلے ملے۔ پھر حضرت بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیکر ولائیت کے رخ تاباں کی ایک جھلک دیکھتے ہی دل و جان سے فدا ہو گئے۔ اور بیعت کے ذریعے متاع دل دست یار میں بیچ کر ہمیشہ کے لئے ان ہی کے غلام بے دام ہو گئے۔ آئے تھے شکار کرنے کو خود ہی شکار ہو چلے۔ کے مطابق آئے تھے بھائی کو لینے مگر خود اپنے آپ ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس طرح حضرت قبلہ ثانی سرکار بھی اپنے لاثانی بھائی کے ساتھ حضرت بابا جی کی

خدمت میں شب و روز مصروف ہو گئے۔ اب آستانہ دربار عالیہ موہڑہ شریف کے لنگر کی تمام خدمات ان تین حضرات پیر صاحب غزنوی، حضرت پیر ثانی صاحب اور جناب پیر محمد ابراہیم کے سپرد اور زیر انتظام تھی۔

صوفیاء اکرام کے لنگر خانے میں نہ ماننے والوں کو بھی ملتا ہے

حضرت پیر ثانی صاحب برادر اصغر پیر غلام محی الدین غزنوی صاحب راوی ہیں۔ کہ ایک بار ہم حسب دستور رات کو حاضرین اور زائرین آستانہ عالیہ موہڑہ شریف کو کھانا کھلا چکے۔ اور پھر ہم حضرت باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ سب مہمانوں کو کھانا کھلا دیا ہے۔ ہم نے عرض کی جی حضور! فرمایا کہ کوئی بھوکا تو نہیں رہ گیا۔ عرض کیا حضور سب کو روٹی کھلا دی ہے۔ اب کوئی آدمی مہمانوں میں ایسا نہیں رہا۔ جس کو لنگر سے کھانا نہ ملا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی کو کھانا نہیں ملا۔ وہ بھوکا رہ گیا ہے۔ اس کو بھی کھانا کھلاؤ۔ ہم نے تمام حاضرین سے پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی تو نہیں رہ گیا۔ جس کو ابھی تک کھانا نہ ملا ہو۔ تلاش کے باوجود ہمیں کوئی ایسا شخص نہ ملا۔ ہم مایوس ہو کر حضرت باباجی کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمیں کوئی ایسا شخص نہیں ملا۔ جس کو لنگر سے کھانا نہ ملا ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد کی چٹائی میں ایک آدمی سویا ہوا ہے۔ اس کو کھانا نہیں ملا۔ وہ بیچارہ بھوکا رہ گیا ہے۔ جاؤ اس کو لنگر سے کھانا کھلاؤ۔

فرماتے ہیں ہم نے مسجد میں آکر دیکھا تو چٹائیوں کے بیچ ایک آدمی اوپر پوری چٹائی کر کے سویا ہوا ہے۔ ہم نے اس کو جگا کر پوچھا تو یہاں چھپ کر کیوں سویا ہوا ہے۔ اور تو نے لنگر سے کھانا کیوں نہیں کھایا۔ اس نے کہا کہ میں ہندو ہوں اور تمہارے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتا۔ اس لئے صرف رات بسر کرنے کے لئے لیٹ گیا ہوں۔ ہم نے حضرت باباجی کی خدمت میں عرض کی کہ حضور وہ ہندو ہے

اور ہمارے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو لنگر خانے سے خشک آٹا اور دال وغیرہ اور لنگر میں جو برتن ہندوؤں کے لئے علیحدہ رکھے ہوئے ہیں وہ اس کو دے دو۔ تا کہ وہ کھانا خود پکا لے۔ آج تک ہمارے یہاں کوئی شخص بھوکا نہیں سویا۔ چنانچہ ہم نے حسب ارشاد خشک اشیاء خوردونوش اور برتن اس کو دے دئے۔ جب وہ اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر کھا چکا۔ کہ حضرت باباجی صاحب نے فرمایا کہ اب میرے دل کو سکون وچین ملا ہے۔

حصول خلافت

آستانہ مرشد میں بارہ سال خدمت شیخ میں جب درجہ کمال کو پا لیا۔ تو ریاضت و مجاہدہ کی اس بھٹی سے جب نکلے تو کندن بن چکے تھے۔ اور اس بارہ سالہ چلہ کشی کے مراحل سے گزر کر تصفیہ و تزکیہ۔قلب وروح اور اطمینان وسکون حقیقی کا سامان مل گیا تھا۔ اور مرشد پاک نے آپ کو ہر اعتبار سے عطائے خلافت اور مخلوق خدا کی راہنمائی و اصلاح، رشدو ہدایت ،خلافت الہیہ اور تبلیغ دین کے منصب جلیلہ کے اہل پایا تو آپ کو اور آپ کے برادر اصغر حضرت پیر ثانی صاحب و جناب پیر محمد ابراہیم صاحب ان تینوں کو بیک وقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت عطا کی اور حکم دیا۔ ریاست کشمیر کے مشہور مقام تراڑ کھل وادی پونچھ میں پہنچ کر مخلوق خدا کی ظاہری و باطنی اور روحانی تربیت کریں اور شہر شہر قریہ قریہ جا کر تبلیغی دوروں کے ذریعہ لوگوں کو ظلم و جہالت ،کفر وشرک کے اندھیروں سے باہر نکالیں۔ پیر صاحب نے عرض کی کہ واپس غزنی افغانستان جا کر یہ سلسلہ تبلیغ اور رشد و ہدایت جاری کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن حضرت باباجی صاحب قدس سرہ نے آپ کی یہ خواہش منظور نہ کی۔ بلکہ فرمایا کہ افغانستان نہیں ۔ نیریاں تراڑ کھل جانا ہے۔ بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالی یہاں افغانستان وغزنی جیسے حالات پیدا فرما دے گا۔ اور کابل وغزنی

سے پٹھان جوق در جوق وہاں پہنچیں گئے۔ اور سلسلہ میں داخل ہو کر خدمت گار بنیں گے۔

نیریاں شریف آمد

حضرت بابا جی صاحب موہڑویؒ نے اپنے صاحبزادے ولی کامل اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان صاحبؒ کو حکم دیا کہ وادی پونچھ میں نیریاں کے جنگل میں انہیں سر چھپانے کے لئے ایک جھونپڑی بنا کر بٹھا آؤ۔ حضرت پیر زاہد خان صاحبؒ نے حسب ارشاد قبلہ پیر صاحب غزنوی پیر ثانی صاحب اور پیر محمد ابراہیم صاحب ان تینوں حضرات کو نیریاں کے جنگل میں ایک آدمی سے زمین خرید کر لے دی جو کافی عرصہ خواجہ غریب النواز کے نام پر رہی۔ لوگوں کے بہت زیادہ ہجوم نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور لوگوں میں اس قدر زیادہ جذبہ تھا اور اتنے زیادہ لوگ تھے کہ صبح مسجد بنانا شروع کی اور اُسی دن نماز ظہر تک مسجد کی چھت ڈال دی گئی پھر اسی مسجد میں حضور غریب النواز نے نماز ادا فرمائی اور جھنڈا لگا کر پیر صاحب غزنوی کو مسند پر بٹھایا اور پیر صاحب غزنوی کو ریاست کشمیر کے لوگوں کی راہنمائی و تربیت کا یہ عظیم فریضہ تفویض کیا۔ حضرت پیر خان صاحب نے حسب حکم وہاں ایک سفید جھنڈا نصب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس روحانی و نورانی پرچم کی لاج رکھنا اور سرنگوں نہ ہونے دینا۔ حضرت پیر خان صاحب نے حسب الحکم حضرت بابا جی اپنی آمد اور موہڑوی فیض سے اس بے نور خطہ کو لاثانی عظمتوں کا تاج پہنا کر رشک طور بنا دیا۔ معلوم نہیں خالق کائنات کو اس تاریک جنگل کی کونسی خوبی اور ادا پسند آ گئی۔ اور اس کو لاکھوں دلوں کی عقیدت و محبت کا مرکز بنادیا۔ اور اس کو اپنے بندہ مقبول و محبوب حضرت بابا جی قاسم موہڑویؒ کے روحانی فیوض و برکات کا مرکز بنا دیا۔ آج وہ مقام رشد و ہدایت کا ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے نہ صرف کشمیر بلکہ ملک پاکستان و افغانستان

کے دور دراز گوشوں کے لوگ بھی فیض یاب و سیراب ہو رہے ہیں۔ دراصل حضرت بابا جی موہڑویؒ کی نگاہ ولائیت نے جس شہباز بلند پرواز کے لئے ایک مدت انتظار کیا تھا۔ وہ ایک عظیم شخصیت کا عظیم انتخاب تھی۔ جس نے تبلیغ اسلام اور احیائے دین کے وہ گران قدر، ناقابل فراموش کارنامے انجام دئے۔ جو دنیائے طریقت میں ایک مینار نور کی حثیت سے ہمیشہ گم گشتگان بادیہ ضلالت کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔

آج سے دنیا تیرے لنگر سے روٹی کھائے گی

ایک بار آپ تبلیغی دورہ کے سلسلہ میں کوئی آٹھ نو ماہ گھر سے باہر رہے۔ گھر والوں کو اسی کے سپرد کیا۔ جس کے کام میں ان کے شب و روز گزر رہے تھے۔ پیچھے فاقوں تک نوبت آ پہنچی۔ ادھار بھی کوئی نہ دیتا تھا۔ کیوں کہ سب جانتے تھے کہ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ادھار کس طرح چکائیں گے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ فقیر جز دو حرف لا الہ کچھ نہیں رکھتا۔ لوگ انتظار میں تھے۔ کہ یہ پٹھان چند دنوں تک اسی طرح فاقوں سے مر جائیں گے۔ پیر صاحب آٹھ نو ماہ بعد رات کو گھر واپس آئے۔ اہل خانہ کی فاقہ مستی دیکھی۔ بچے خوش تھے۔ کہ اب کہیں سے کھانے کا انتظام کریں گے۔ اور ہم خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائیں گے۔ آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ تو صرف دس گیارہ آنے نکلے۔ سوچنے لگے کہ مرشد پاک کے دربار میں حاضری دینی ہے۔ اور ان کی خدمت میں نذرانہ بھی پیش کرنا ہے۔ اگر بچوں کے لئے آٹا دال خریدا تو مرشد پاک کی خدمت میں نذرانہ کہاں سے پیش کروں گا۔ اس ادھیڑ بن میں آدھی رات بیت گئی۔ آخر دل کا یہ فیصلہ ٹھہرا۔ کہ بچے اللہ کے سپرد کر کے صبح اندھیرے منہ بچوں کے بیدار ہونے سے قبل ہی موہڑہ شریف کا رخت سفر باندھ لیں۔ چنانچہ اندھیری رات میں ہی موہڑہ شریف چل پڑے۔ صبح ہوئی تو

بچے خوشی سے اٹھے۔ کہ اب کھانا خرید لائیں گے۔اور ہم پیٹ بھر کر کھانا کھائیں گے۔ لیکن جب پتہ چلا۔ کہ حضرت صاحب موہڑہ شریف چلے گئے ہیں۔ تو ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ آپ کے موہڑہ شریف پہنچنے سے ایک دن قبل تراڑکھل سے ایک آدمی بابا جی صاحب کی خدمت میں پہنچا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ میرے غزنی والے خلیفہ کا کیا حال ہے۔ اس نے بتایا کہ دوتین دن تک یہ خبر آ جائے گی کہ اس کے بچے بھوک سے مر گئے ہیں ۔دوسرے دن آپ بھی حضرت باباجی کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ وہ آدمی ابھی تک موہڑہ شریف میں ہی تھا۔ اور اتفاق سے ملاقات کے وقت بھی موجود تھا۔ آپ سے پیر صاحب نے دریافت کیا کہ بچوں کا کیا حال ہے۔ عرض کیا کہ الحمدللہ جناب کی دعا سے بخیریت ہیں۔ حضرت بابا جی صاحب نے تراڑکھل کے اس آدمی سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ بچہ! تم تو کہتے تھے کہ ایک دو دن میں میرے غزنی والے خلیفہ کے بچوں کی خبر مرگ سنو گے۔ لیکن یہ تو بتا رہے ہیں کہ ابھی بحمدہ تعالیٰ زندہ ہیں۔

قبلہ عالم پیر صاحب مزید فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت دیکھ کر کہ اب لوگ ہمارے فاقوں سے مرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ طبیعت میں ایک جوش سا پیدا ہوا اور بلا اختیار منہ سے نکلا کہ حضور! خلیفہ آپ کا ہو اور پھر لوگ یہ کہیں کہ اس کے بچے بھوک سے مر جائیں یہ ناممکن ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ میری زبان سے ایسے انداز سے نکلے کہ حضرت باباجی نے فوراً دست مبارک دعا کے لئے اٹھائے اور فرمایا کہ بیٹا! جاؤ آج سے دنیا تیرے لنگر سے کھانا کھائے گی۔ اس دعا کے بعد پھر ہر وقت صبح شام آستانہ عالیہ کے لنگر سے سینکڑوں آدمی متواتر کھانا کھانے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور مرشد پاک کی نظر کرم سے پھر کبھی لنگر میں اشیاء خوردونوش کی کمی نہیں آئی۔ حتیٰ کہ جب کبھی علاقہ میں اناج کی قلت پیدا ہوتی۔ ان دنوں میں بھی آستانہ شریف کے لنگر میں اشیاء خوردونوش کی فراوانی ہوتی۔ اور ایسے حالات

میں قرب وجوار اور مضافات کے غرباء ومساکین بکثرت دربار شریف کے دسترخوان پر صبح شام کھانا کھاتے تھے۔

کوئی جرمن شرمن نہیں

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی والئی نیریاں شریف راوی ہیں کہ ایک بار موہڑہ شریف کے سالانہ عرس مبارک کی تقریب میں انگریز فوج کا ایک افسر ایک مسلمان صوبیدار کے ساتھ حاضر ہوا۔ اس وقت برطانیہ اور جرمن کی جنگ زوروں پر تھی۔ اور بظاہر برطانوی فوجیں پسپائی سے دوچار تھی اور برطانیہ کی کامیابی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ عرس پاک کی آخری مجلس میں جب حضرت بابا جی سرکار موہڑویؒ دعا کے لئے باہر تشریف لائے۔ تو اس انگریزی فوجی افسر نے اس مسلمان صوبیدار سے کہا کہ اپنے پیر صاحب سے کہو کہ برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ تو اس صوبیدار نے پیر نظیر احمد صاحب کی وساطت سے حضرت بابا جیؒ کی خدمت میں انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضرت بابا جی نے فرمایا کہ کوئی جرمن شرمن نہیں ہاں انگریز ناں کم وی پتلا ہوئی گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جرمن کو شکست ہو گی اور اب یہاں ہندوستان سے انگریزوں کے قدم بھی اکھڑ گئے ہیں۔

وہ مسلمان صوبیدار بابا جی کے آخری الفاظ کو سمجھ نہ سکا۔ اس لئے عرض کیا کہ حضور کیا فرمایا! حضرت بابا جی صاحب نے ارشاد فرمایا جلو جلو دعا ہوئی گئی یعنی جاؤ دعا ہو گئی ہے۔ آپ کا فرمودہ درست نکلا۔ جرمن کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھ ہی انگریزوں کو بھی ہندوستان چھوڑنا پڑا چنانچہ آپ کی وفات کے پورے تین سال آٹھ ماہ بعد انگریزوں کو یہاں سے بستر گول کرنا پڑا۔ اور مملکت پاکستان وجود میں آئی۔

خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ اپنے مرشد پاک حضرت بابا جیؒ کا تذکرہ بڑے شوق سے فرمایا کرتے تھے۔ کبھی ان کی کرامات کا ذکر فرماتے کبھی ان کی فیاضی اور سخاوت کا تذکرہ فرماتے اور کبھی ان کے اقوال و ارشادات سے حاضرین کو مستفیض فرماتے۔ کبھی ان کی نوازشات وعنایات کا ذکر فرماتے جو حضرت بابا جی نے ان پر فرمائی ہیں۔ اور یہ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرا پیر و مرشد غوث زماں ہے۔ پھر فرماتے کہ غوث وہ ہوتا ہے جس کی بارگاہ میں اولیاء وقت اور مشائخ زمانہ رجوع فرمائیں۔ پھر اس وقت کے مشہور و معروف مشائخ اور اولیاء کاملین کا ذکر فرماتے۔ جنہوں نے حضرت بابا جی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف پایا۔

حضرت سید نور حسن شاہ المعروف سخی بادشاہؒ

حضرت سید نور حسن شاہؒ ضلع مانسہرہ کے علاقے (شیر بائی) میں ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد حضرت سید حسین شاہ (جو آستانہء عالیہ نقشبندیہ شیر بائی کے سجادہ نشین تھے) سے حاصل کی۔ اپنے والد کے حکم سے آپ لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کے قریب کشمیری بازار میں تشریف لے آئے اور یہاں پر لوگوں کو دینی تعلیم دینا شروع کی۔ آپ کے والد کے وصال کے بعد دوستوں نے مشورہ دیا کہ آپ کسی ولی کامل کے ہاتھ بیعت کر لیں۔ (آپ نے فرمایا کہ ہمارا تو سارا خاندان بزرگوں اور ولیوں سے بھرا ہے اور میں خود ولی کامل کا صاحبزادہ ہوں۔ میرے خاندان کے بزرگوں کی بے حد کرامات ضلع مانسہرہ کے علاقوں میں ابھی تک زندہ موجود ہیں) آپ نے کہا کہ میں اُس ولی کامل کے ہاتھ بیعت کروں گا جو مجھ کو (مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ) کی زیارت کروائے گا۔

ایک دفعہ آپ اپنے ۴۰ کے قریب دوستوں اور اپنے والد کے عقیدت مندوں کے ساتھ (موہڑہ شریف کوہ مری) (حضرت محمد قاسم بابا جیؒ) کی زیارت کے لیے موہڑہ شریف پہنچے۔ وہاں پر محفلِ ذکر ہو رہی تھی۔ اللہ ہو کا ورد ہو رہا تھا۔ آپ بھی محفل میں پیچھے بیٹھ گئے۔ ذکر کے دوران حضرت محمد قاسم بابا جیؒ والی موہڑہ شریف نے فرمایا۔ لاہور سے جو سید صاحب آئے ہیں ان کو آگے میرے پاس لاؤ۔ بابا جیؒ نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور کہا آپ لاہور سے آئے ہیں اور (مکۃ المکرّمہ اور مدینہ المنورہ) کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اور بابا جیؒ نے آپ کو اپنے گلے سے لگایا اور مکۃ المکرّمہ اور مدینہ المنورہ کی زیارت کروا دی اور ایسا ذکر کروایا کہ آپ کا قلب جاری ہو گیا۔ پھر سید نور حسن شاہ نے حضرت محمد قاسم بابا جیؒ کے ہاتھوں بیعت کی۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے نہایت عاشق تھے۔ ہر ماہ موہڑہ شریف زیارت کرنے جاتے۔ گل ڈنہ پہنچ کر اپنے جوتے اتار دیتے اور ننگے پاؤں آستانے پر حاضری دیتے۔ ذکر کرتے اور بڑے خوبصورت (ماہیے) بھی سناتے۔

سوٹی دے بند کالے
آکھیں میرے مرشدنوں
لکیاں دی لج پالے

ابھی آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ بابا جیؒ کے حکم پر آپ نے شادی کی۔ ۱۴ سال اپنے مرشد کے احکامات پر عمل کرتے اور حاضری دیتے رہے۔ بالآخر آپ کو بابا جیؒ نے خلافت موہڑویہ عطا کی۔ اور (۷ پشتوں) کے بغیر محنت فقیری عطا کی اور سخی بادشاہ کا لقب دیا۔ آپ کو لاہور سے تبلیغ اسلام کی ذمہ داری سونپی گئی۔ آپ نے لاہور میں اپنے پیر و مرشد کے صاحبزادے۔ پیر نصیرالدین ثانیؒ کی شادی بھی کروائی۔ آپ نے پیر و مرشد کے حکم پر ۱۰ سال مسلسل بلاناغہ صبح کی نماز حضرت داتا گنج بخشؒ مسجد میں ادا کی۔ جب تک زندہ جاوید رہے قلب جاری رہا۔ آپ کی

کرامات آج بھی بہت سے مریدین وعقیدت مندوں کو یاد ہیں اور قیامت تک یاد رکھی جائیں گی۔ اپنے پیر ومرشد کی نظرِ کرم سے آپ کی کرامات آج بھی زندہ جاوید ہیں۔ آپ نے ۱۹ مارچ ۱۹۴۸ء کو لاہور میں وصال فرمایا۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کا مشن موہڑہ شیف سے آپ کے بیٹے (حضرت پیر سید مقبول الرحمٰن شاہ صاحب آستانہ، عالیہ نقشبندیہ موہڑہ شریف وین پورہ) کو سونپا گیا جو اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں اور حضرت محمد قاسمؒ بابا جیؒ آپ کے بیٹے حضرت پیر محمد زاہد خان صاحبؒ کا فیض لوگوں، مریدین عقیدت مندوں میں بانٹ رہے ہیں اور اب والئی موہڑہ شریف فخر المشائخ عالمی مبلغ اسلام پیر طریقت رہبر شریعت الحاج پیر اولیاء بادشاہ فاروق مدظلہ عالی سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

حضور غوث زماں قطب دوراں زندہ پیر صاحب دربار عالیہ گھمکول شریف کوہاٹ

آپ کا اسم گرامی پیر حضرت شاہ المعروف زندہ پیر ہے۔ اغلباً 1912 میں آپ نے کوہاٹ سے متصل آبادی جنگل خیل میں ایک زمیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد ماجد جناب پیر غلام رسول شاہ صاحب سلسلہ عالیہ قادریہ کے معروف بزرگ تھے اور حضرت صاحب اڈے شریف جناب اخوند صاحبؒ سوات کے خلیفہ مجاز تھے۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ نظام الدین غزنویؒ افغانستان سے جا ملتا ہے۔ چند واسطوں کے بعد حضرت نظام الدین غزنوی کا سلسلہ نسب حضرت عبدالرحمان بن سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔

پیر صاحب کے جد امجد جناب ابرہیم اخوندزادہؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ جن کا مزار پشاور کوہاٹ روڈ پر سڑک کے کنارے واقع ہے۔ آپ کے اجداد تبلیغ دین کے لئے افغانستان کے شہر مکوڑ (غزنی) سے ہجرت کر کے کوہاٹ تشریف لائے تھے۔ آپ ہی کے سلسلہ نسب کے ایک بزرگ زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان میں آباد ہوئے۔ جن کا سلسلہ طریقت آج تک قائم ہے۔ اس طرح دربار عالیہ گھمکول شریف کوہاٹ اور دربار عالیہ زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان کے جانشین ایک ہی والئی کامل حضرت نظام الدین غزنویؒ کی اولاد سے ہیں۔

پیر صاحب مادر زاد ولی ہیں۔ آپ ابھی کم سن ہی تھے اور جامع مسجد چشمہ جات میں کلام مجید کا درس پڑھایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادقؒ کے ایک خلیفہ مجاز کوہاٹ تشریف لائے۔ جو فقیر صاحب ڈاگ اسماعیل خیل کے نام سے مشہور تھے آپ کے بڑے بھائی حسین شاہ صاحب آپ کو اپنے ہمراہ خلیفہ صاحب کی خدمت میں لے گئے۔ خلیفہ صاحب نے آپ کو دیکھا تو مسکرا کر فرمایا کہ حسین شاہ اس پر خداوند کریم نے بہت بڑا کرم کیا ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔ اور اگر کبھی موقع ملے تو اس کی خدمت کرنا۔ بچپن سے ہی جناب پیر صاحب کی پاکیزہ اور برگزیدہ روح کے آثار ظاہر تھے۔ ارکان اسلام کی پابندی آپ کا بچپن سے معمول تھا۔ شرافت کی بنا پر اپنے محلے میں پہچانے جاتے تھے۔ آپ کا بچپن جنگل خیل ہی کے گلی کوچوں میں گزرا۔ مگر کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ معصوم چہرہ اپنے زمانے کا قطب دوراں ہوگا۔ اور جنگل خیل کی گلیوں میں چلنے پھرنے والی ہستی کو رب تعالیٰ کتنی رفعت بخشے گا۔

پیر صاحب کے والد گرامی جناب پیر غلام رسول شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیوی بچوں اور گھر بار کو چھوڑ کر دہلی تشریف لے گئے۔ جہاں اشاعت اسلام کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ پیر صاحب کی

پرورش آپ کے بڑے بھائی جناب حسین شاہ صاحب نے کی۔

شادی مبارک

معصوم بچپن کی منزلیں طے کرتے ہوئے جب آپ نے جوانی میں قدم رکھا تو آپ کا عقد مبارک خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے خلیفہ مجاز جناب امیر احمد صاحب کی صاحبزادی سے ہوا۔ خلیفہ صاحب کی دوسری صاحبزادی خواجہ پیر محمد قاسم صادقؒ کے پوتے اور حضرت پیر نذیر احمد صاحب کے بڑے صاحبزادے پیر مبارک خان صاحب کے عقد میں تھیں۔ جن کا دربار گھر بار بوڑھا جنگل شریف جہلم میں ہے۔ اس طرح قدرت نے آپ کو بیعت سے قبل ہی اپنے پیر خانے کے ساتھ منسلک کر دیا۔

کوہاٹ اور گردو نواح میں بچپن سے ہی پیر صاحب کے زہد و تقویٰ کا چرچا ہو چکا تھا۔ ایک دفعہ کوہاٹ کے ڈسٹرکٹ خطیب معروف عالم سید امیر صاحب بنوری جناب حضرت پیر محمد قاسم صادقؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیر صاحب کے متعلق استفسار کیا۔ کہ ہمارے شہر کوہاٹ میں ایسے ایک بزرگ اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں ۔ انکا کیا مقام ہے۔ حضرت سرکار موہڑویؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی چنگیر میں روٹی تو بہت نظر آتی ہے۔ یہ آپ کے لنگر خانہ کی کشادگی کے بارے میں خواجہ پیر محمد قاسم صادق سرکار موہڑویؒ کا اشارہ تھا۔ جو آپ کے بیعت ہونے سے قبل ہی آپ نے فرما دیا تھا۔

خلافت

آپ موہڑہ شریف تشریف لے گئے اور اپنے ہم زلف پیر مبارک خانؒ سے فرمایا کہ میں تو باباجیؒ سے بیعت کروں گا۔ وہ فوراً باباجیؒ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور آپ کے متعلق عرض کی تو باباجیؒ نے فرمایا کہ بھیج دو۔

پیر صاحب مزید فرماتے ہیں کہ باباجیؒ دستار بندی فرمانے سے پہلے کافی دیر تک ایک بہت بڑی پگڑی گود میں لیکر دعا فرماتے رہے۔ اور پھر میرے سر پر باندھ دی۔ اس کے بعد جو راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ ان سے خداوند کریم ہی واقف ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ باباجیؒ نے فرمایا تھا اپنے آپ کو عام آدمی مت سمجھو اور عام لوگوں کے ساتھ مت واپس جاؤ۔ اور پیر محمد مبارک خان صاحب کو فرمایا کہ ان کو عام لوگوں میں مت شامل کرو۔ اس طرح آپ کو خلافت سے نوازا۔ اور آپ کو حضرت خواجہ خواجگان پیر محمد قاسم صادق سرکار موہڑویؒ کا آخری خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے حکم کے مطابق باقی ماندہ زندگی راہ خدا میں وقف کرتے ہوئے اولیاء کاملین کا طریقہ اپنایا۔ دن کے اجالے میں ملازمت کے معاملات سلجھاتے اور رات کی تاریکی میں اللہ اللہ کرتے۔ جس سال آپ نے شرف بیعت حاصل کیا۔ اسی سال خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کا وصال مبارک ہوا۔ آپ نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی اور ولی عہد صاحب سے ہاتھ ملا کر واپس تشریف لے آئے۔

اپنے پیر بھائی سے پیر صاحب کی محبت

ایبٹ آباد کے نزدیک خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے خلیفہ مجاز محمد شاہ صاحب کاظمیؒ المعروف طوری باباجیؒ کا دربار تھا۔ پیر صاحب اکثر وہاں آیا جایا کرتے تھے۔ اور طوری باباجی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ خداوند کریم شاہ صاحب کی بات واپس نہیں کرتا۔ آپ فرماتے تھے۔ شاہ صاحب اگر آپ کو عروج

کے زمانے میں فرعون بھی دیکھے گا تو وہ بھی آپ کو ولی اللہ مانے گا۔

پیر صاحب کو اپنے پیر بھائی طوری بابا جی سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اور اپنے مریدین کو ساتھ لیکر اکثر ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔ ایبٹ آباد کے قیام کے دوران میں ہی آپ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ اور آپ کے حلقہ ارادت میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق نے پہلے دن ہی پیر صاحب کو مقام قطبیت عطا فرمایا تھا۔ خداوند کریم نے آپ کو بہت سی رفعتیں عطا فرمائی ہیں۔

مجھے دنیا قاسم کے نام سے جانتی ہے

مولانا ارشاد القادری پناکے شریف والے حضرت نور محمد کلاچی شریف والے کے خلیفہ تھے۔ حضرت نور محمد کے وصال کے بعد انکی منزل رک گئی۔ اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے رہے۔ مگر کہیں بھی انکو ایسا رہبر نہ ملا۔ جو ان کو منزل مقصود تک پہنچا دے۔ بے چارے بہت پریشان ہوئے۔ مگر رہبر تلاش نہ کر سکے۔ آخر کار حضرت سلطان باہو کے طریقہ کے مطابق دعوت قبور شروع کر دی۔ اور خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے مزار پر جا کر دعوت قبور پڑھی۔ سرکار موہڑوی کی روح مبارک حاضر ہوئی۔ تو عرض کیا کہ جناب آپ کی سخاوت کی دھوم ہندو پاک میں ہی نہیں بلکہ کابل و ترکستان تک پھیلی ہوئی ہے۔ خدارا مجھے کچھ عطا فرمایئے۔ بہت ہی بے بس اور بے چارہ ہوں۔ ارشاد ہوا کہ سخی وہ نہیں ہوتا جو قبر میں اپنے ساتھ کچھ لے جائے۔ بلکہ سخی وہ ہوتا ہے جو سب کچھ دنیا میں تقسیم کر کے آئے۔ میں تو سب کچھ تقسیم کر کے آیا ہوں۔ تبھی تو دنیا مجھے قاسم کے نام سے جانتی ہے۔ آپ کوہاٹ چلے جائیں۔ وہاں پہاڑوں میں ایک فقیر ہے۔ اس کے پاس چلے جائیں۔ وہ آپ کی رہبری کرے گا۔ چنانچہ مولانا صاحب وہاں سے روانہ ہوئے۔ جمعرات کا دن تھا۔ کوہاٹ پہنچ گئے۔ مگر اصل جگہ معلوم نہ تھی۔ کیونکہ کوہاٹ کے چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ وہ حضرت حاجی بہادر صاحب کی مسجد میں چلے گئے۔ رات وہاں گزاری۔ مسجد میں ہی کوہاٹ کے ڈسٹرکٹ خطیب سید امیر عالم شاہ بنوری سے ملاقات ہوئی۔ تو دریافت کیا کہ پہاڑوں میں کونسا فقیر ہے۔ انہوں نے چاروں اطراف کے رہنے والوں کے حالات سے آگاہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ چند سال ہوئے گھمکول شریف کے پہاڑوں میں ایک فقیر آیا ہے۔ اور وہ خواجہ خواجگان محمد قاسم صادق موہڑویؒ کا خلیفہ ہے۔ مولانا ارشادالقادری کو یقین ہو گیا۔ کہ یہی وہ فقیر ہے۔ جس کے متعلق سرکار موہڑوی نے راہنمائی فرمائی تھی۔ چنانچہ پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب میں بیعت تو کر لوں گا۔ اور تجھے کچھ دے بھی دوں گا۔ مگر آپ مولویوں کے عقیدے کمزور ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب! اس راستے پر تو پیر دن کو رات کہے تو مرید کو رات ہی کہنا چاہیے۔ اور اگر رات کو دن کہے تو مرید کو دن ہی کہنا چاہیے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جناب میں آداب طریقت سے واقف ہوں ایسا ہی ہو گا۔

اس وقت پیر صاحب ڈاک خانہ سے ملحقہ غار میں تشریف رکھتے تھے۔ اور کالے رنگ کا جبہ مبارک زیب تن کر رکھا تھا۔ گفتگو کے دوران تھوڑی دیر بعد پیر صاحب نے فرمایا کہ میرے جبے کا رنگ تو سفید ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ نہیں حضور یہ تو کالا ہے۔ پیر صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تو فیل ہو گئے ہیں۔ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے۔ کہ آداب طریقت سے واقف ہوں۔ اور ابھی میں نے کہا کہ جبہ سفید ہے تو آپ نے کہا کہ نہیں کالا ہے۔ مگر پھر بھی آپ کو عطا کروں گا۔ اس لئے کہ آپ کو میرے مرشد نے میرے پاس بھیجا ہے۔

با ادب با مراد　　بے ادب بے مراد

جناب پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب کو خواجہ خواجگان بابا جی پیر محمد قاسمؒ کی نصیحت

خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق موہڑویؒ کے پوتے جناب امام الصابرین پیر محمد زاہد خان صاحب کے صاحبزادے پیر طریقت جناب اولیاء بادشاہ فاروق صاحب نے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ جب آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے مولانا سعید احمد مجددی گوجرانوالہ والے بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک بات تھی کہ پیر صاحب گھمکول شریف والے رات گیارہ بجے عشاء کی نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ جبکہ ہمارے بابا جیؒ تو جلدی پڑھا کرتے تھے۔ بس اسی ایک بات پر میں پیر صاحب گھمکول شریف کی ذات سے اختلاف رکھتا تھا۔ جناب اولیاء بادشاہ فاروق صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے بابا جیؒ کی زیارت نصیب ہوئی اور بابا جی مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ فاروق دیکھو سب کچھ کرو مگر گھمکول شریف والے کی مخالفت مت کرو۔ چنانچہ اسی دن سے میں نے اختلاف ترک کر دیا۔ اولیاء بادشاہ فاروق صاحب عرس مبارک گھمکول شریف کی آخری نشست میں شمولیت بھی فرماتے ہیں۔ اور آپ کا خطاب بھی ہوتا ہے۔

مرید اگر ہندوستان میں ہو اور پیر مکہ شریف میں بھی ہو تو اسے وہ بھی نظر آتا ہے

ایک دفعہ پیر صاحب حج مبارک پر تشریف لے جانے والے تھے۔ سب خدمت گاروں کو ملاقات کے لئے بلایا۔ خلیفہ سعید انور صاحب آف سوہاوہ اور خلیفہ مجاز محمد اسلم صاحب بھی حاضر تھے۔ ملاقات اور دعا کے بعد سب خدمتگاروں کو باہر جانے کی اجازت دے دی۔ صرف تین آدمی رہ گئے۔ یعنی سعید انور صاحب۔

کپتان محمد اسلم صاحب اور ایک اور شخص۔ آپ نے فرمایا میں تو اس عقیدے کا آدمی ہوں جیسے میرے پیرومرشد خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق سرکار موہڑویؒ فرماتے تھے۔ کہ مرید اگر ہندوستان میں ہو اور پیر مکہ شریف میں ہو تو اسے بھی وہ نظر آتا ہے۔ فرمایا جب ہم کسی کو بیعت کرتے ہیں۔ تو اس کا ہاتھ پکڑ کر سلسلہ نقشبندیہ کے سربراہ کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ جب آپ فرما رہے تھے۔ تو خلیفہ سعید انور صاحب کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمارا ہاتھ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں ہے۔ جوں ہی میرے دل میں یہ خیال گزرا۔ آپ نے فوراً توجہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ماخذ ومنبع نور تو رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

پیر و مرشد سے محبت

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں چند خلفاء اور مریدین حاضر تھے۔ اور دربار عالیہ موہڑہ شریف کے عرس مبارک میں شمولیت کے لئے قافلے کی روانگی کا دن تھا۔ پیر صاحب نے قافلے والوں کو ملاقات کے لئے بلایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ پیر صاحب اب موہڑہ شریف نہیں جاتے۔ مجھے قیامت کے دن نبی پاک ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولوں۔ نیز فرمایا کہ مسلمان جھوٹ بولے تو گنہگار ہوتا ہے۔ فقیر جھوٹ بولے تو کافر ہو جاتا ہے۔ میں صبح اس وقت تک ملاقات کے لئے دروازہ نہیں کھولتا جب تک میں روحانی طور پر اپنے مرشد خانہ موہڑہ شریف پر حاضری نہ دے دوں۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ایک بار آپ نے ایک خادم کو خلافت سے نوازا۔ اور فرمایا اسے موہڑہ

شریف لے جاؤ اور خواجہ خواجگان خواجہ محمد قاسم صادق سرکار موہڑویؒ کے دربار شریف پر گیارہ دن اعتکاف کر کے اس کے بعد سیالکوٹ جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ جائے۔ جو خلفاء اس خادم کو لے جانے پر مقرر تھے۔ ان میں سے ایک نے عرض کی جناب کیا یہ گیارہ دنوں میں بزرگ بن جائے گا۔ آپ نے فرمایا میں تو اسے ایک سانس میں ہی بزرگ بنا سکتا ہوں۔ کسی میں ایمان بھی ہو تو۔ نیز فرمایا کہ تم نے جب پیالے میں اڑھائی آنے کا دودھ ڈالنا ہوا سے چھ دفعہ صاف کرتے ہو۔ کیا خدا کے نام کے لئے صفائی کی ضرورت نہیں۔

دجل، ابلیس لعین الرحمٰن اور اس کا علاج

ایک بار آپ نے فرمایا کہ خداوند کریم نے شیطان کو اس قدر طاقت دی ہے۔ کہ ہر جگہ جا سکتا ہے۔ دل میں بھی اس کی جگہ ہے۔ خداوند کریم بے نیاز ہے۔ وہ بچا سکتا ہے۔ برائی سے بچنے کی اور نیکی کرنے کی توفیق تو رب عظیم ہی کے فضل و کرم سے ہے۔

نیز فرمایا کہ ایک دن ہم کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آواز آئی السلام علیکم۔ کمرہ خالی تھا۔ پھر آواز آئی کہ اتنا درود شریف تو آپ کے پیر صاحب نے بھی نہیں پڑھا تھا۔ جب ہم نے یہ آواز سنی تو پڑھا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگی۔ اس کا خیال تھا کہ ذرا دل میں خیال آ جائے کہ واقعی میں اپنے پیرومرشد سے آگے نکل گیا ہوں۔ اور بہت زیادہ درود شریف پڑھ لیا ہے۔ تو تمام اعمال ضائع ہو جائیں۔

مزید فرمایا کہ شیطان ہمیں کب آرام سے بیٹھنے دیتا ہے۔ ہم جو اسے آرام سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ فرماتے ہیں پہلے جب ہم وظیفہ کرتے تھے اس وقت اپنے ساتھ تلوار رکھتے تھے۔ اگر شیطان مردود ظاہری شکل میں آ گیا تو اس کا سر قلم کردیں گے۔

شوقِ عبادت

زندہ پیر صاحبؒ راوی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ پیران پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ خدا اپنے فضل سے جنت میں بھیج دے اور پھر پوچھے۔ کہ کسی چیز کا افسوس تو نہیں ہے۔ حالانکہ وہاں کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا۔ مگر پیران پیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں عرض کروں گا۔ کاش مجھے ایک بار پھر دنیا میں بھیج دیا جاتا اور میں تیری اور عبادت کر لیتا۔

مجذوبوں کی زندگی میں صرف اللہ ہی اللہ ہے

ایک بار زندہ پیر صاحب کی کچہری لگی ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجذوب لوگوں کی کیا بات ہے۔ وہ تو ایک خدا ہوتا ہے اور ایک ان کی جان صرف اللہ ہی اللہ سے تعلق ہے۔ دنیاوی دھندوں سے لاتعلق ہوتے ہیں۔ ہم لوگوں کو تو دن میں ہزاروں لوگوں کی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ ہر چیز کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ان کی تو بہلول والی بات ہے۔ بہلول کا خیال تھا کہ شاید قیامت کے دن خداوند کریم ہارون الرشید بادشاہ کے متعلق میرے سے بھی پوچھے گا۔ مگر جب بازار سے گزر ہوا۔ تو دیکھا کہ قصاب کی دکان پر ایک بکرا اپنی ٹانگ سے لٹکا ہوا ہے تو بہلول نے اپنا کشکول ہوا میں اچھالا اور نعرہ بلند کیا۔ ایک بہلول ہوگا اور ایک کشکول ہوگا۔

اللہ والوں کے اعمال رضائے الٰہی اور سنت مصطفیٰ ﷺ کے تابع ہوتے ہیں

ایک فقیر جنگل میں دریا کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔ تو دریا کے اس پار ایک

اور فقیر نے آ کر ڈیرہ ڈال لیا۔ پہلے فقیر نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ دو روٹیاں پکا کر لے جاؤ۔ اور سامنے دریا کے کنارے جو فقیر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو دے آؤ۔ وہ آج ہمارا مہمان ہے۔ کیونکہ اس کا پہلا دن ہے۔ بیوی نے کھانا پکایا اور جانے لگی تو اس نے پوچھا کہ دریا کیسے عبور کروں گی۔ فقیر نے کہا کہ دریا کو کہنا کہ تجھے اس فقیر کی قسم جس نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ مجھے راستہ دے دے۔ چنانچہ جب عورت دریا کے کنارے پہنچی تو اس نے یہی الفاظ کہے۔ تو دریا نے راستہ دے دیا۔ اس نے دریا سے گزر کر مہمان فقیر کو کھانا پیش کیا۔ فقیر نے کھانا کھا کر خداوند کریم کا شکر ادا کیا۔

جب عورت واپس جانے لگی تو اس فقیر سے پوچھا کہ دریا کیسے عبور کروں گی۔ فقیر نے یہ بھی دریافت کیا کہ آتے ہوئے کیسے عبور کیا تھا۔ عورت نے ساری بات بتائی تو مہمان فقیر نے کہا کہ دریا کو کہنا کہ تجھے اس فقیر کی قسم جس نے ساری عمر روٹی نہیں کھائی۔ مجھے راستہ دے دے۔ عورت جب واپسی پر دریا کے کنارے پہنچی۔ تو اس نے وہی الفاظ دہرائے۔ اور دریا نے راستہ دے دیا۔ جب واپسی پر اپنے شوہر کے پاس پہنچی۔ تو خوب ہنسی۔ شوہر نے پوچھا کہ روٹی دے آئی ہو۔ اور فقیر نے کھا بھی لی۔ تو عورت نے ہاں میں جواب دیا۔ فقیر نے پوچھا کہ تم ہنس کیوں رہی ہو۔ عورت نے کہا کہ میں فقیر تو تم دونوں کو مانتی ہوں مگر تم دونوں جھوٹے ہو۔ فقیر مسکرایا اور پوچھا کہ کیسے؟ عورت نے جواب دیا وہ اس طرح کہ میں تمہاری بیوی ہوں کہ نہیں؟ فقیر نے جواب دیا کہ بالکل ہو۔ عورت نے کہا کہ پھر آپ نے کیسے قسم دے دی۔ کہ جس فقیر نے عمر بھر شادی نہیں کی۔ اس کی تجھے قسم۔ اس فقیر نے میرے سامنے روٹی کھائی اور پھر کہتا ہے کہ اس فقیر کی قسم دریا کو دینا جس نے ساری عمر روٹی نہیں کھائی۔ اس پر وہ فقیر مسکرایا اور کہا کہ ہم دونوں نے سچ بولا۔ مگر تجھے سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ فقیر نے اسے سمجھایا کہ

میں نے اپنی مرضی سے شادی نہیں کی بلکہ سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے شادی کی۔ اگر میں نفس کی خواہش کے لئے شادی کرتا تو میری شادی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے حکم سے جو شادی کی ہے یہ شادی نہیں بلکہ تعمیل حکم ہے۔

اس فقیر نے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ جب کوئی ہدیہ پیش کرے تو قبول کر لیا کرو۔ اسے مت ٹھکراؤ۔ اس نے اس حکم پر عمل کیا۔ اس نے نفس کی آگ ٹھنڈی کرنے کے لئے کھانا نہیں کھایا۔

اللہ والے صرف اللہ کے ہوتے ہیں

زندہ پیر گھمکولوی راوی ہیں کہ میرا شریف والے پیر صاحب رات کے وقت عورتوں کا لباس پہن کر بیٹھتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے تھے۔ کہ اے خداوند کریم جس طرح ایک عورت صرف ایک ہی خاوند کے لئے ہوتی ہے اس طرح میں بھی صرف تیرا ہی ہوں۔

ذکر اس طرح کرو کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ کوئی پاگل دیوانہ ہے

حضرت ابراہیمؑ جنگل میں مال مویشی چرا رہے تھے۔ تو حضرت جبرائیلؑ انسانی شکل وصورت میں آ کر ان کے سامنے ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ اور خوبصورت آواز میں ذکر شروع کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ذکر کی آواز سنی تو خوب مست ہو گئے۔ اور پھر حضرت جبرائیل نے ذکر بند کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھائی ذکر بند نہ کرو۔ حضرت جبرائیل نے کہا کہ فلاں مال مجھے دے دو تب میں ذکر کروں گا۔ آپ نے وہ مال انہیں دے دیا۔ اور حضرت جبرائیل نے ذکر کرتے ہوئے پھر بند کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے انہیں ذکر کرنے کے لئے کہا۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ فلاں چیز مجھے دو۔ آپ نے مطلوبہ چیز ان کے حوالے کر دی۔

اس طرح کرتے کرتے تمام مال مویشی حضرت ابراہیمؑ نے ان کے حوالے کر دیا۔ بعد میں حضرت ابراہیمؑ بولے کہ اب مجھے اپنے مویشیوں کا چرواہا رکھ لو۔ اور ذکر کرو۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ میں کوئی انسان نہیں میں تو جبرائیل ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا تھا کہ دیکھوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے نام پر مال مویشی بھی قربان کرتے ہیں یا نہیں۔ میں نے آپ کے مال کو کیا کرنا ہے چنانچہ ان کو مال واپس کر دیا۔

آپ فرماتے ہیں ذکر کے ساتھ آدمی کو ایسی محبت ہو جیسی حضرت ابراہیمؑ کو تھی۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ جب ذکر کرتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ مزید فرمایا قیامت کے دن ذکر کی بات ہوگی۔ تو موہڑہ شریف کا ٹولہ سب سے بڑا ہوگا۔ بے شک موہڑہ شریف دربار ذاکرین ہے۔

ایک دن مجلس میں بیٹھے ہوئے پیرخانے کے ادب و احترام کے حوالے سے بات چل رہی تھی۔ اعلیٰ حضرت الحاج پیر اولیا بادشاہ فاروق مدظلہ العالی سجادہ نشین اعلیٰ موہڑہ شریف بھی مجلس میں موجود تھے اور دیگر خدام کے علاوہ حاجی خلیفہ غلام حیدر آف ونی گجراں (جو کہ بابا جی موہڑوی کے مریدین میں سے ہیں اور تاحال حیات ہیں) نے یہ واقعات سنائے۔ کہ ایک دفعہ میں حضور اعلیٰ الحاج پیر اولیا بادشاہ فاروق دامت برکاتہم القدسیہ کے ہمراہ زندہ پیر کی ملاقات کی غرض سے گھمکول شریف گئے اس وقت حضرت شاہ المعروف زندہ پیر دربار کے متصل غار میں قیام پذیر تھے۔ اعلیٰ حضرت کی آمد کا سن کر ننگے پاؤں استقبال کو اُٹھے اور پیر صاحب کو اپنی مسند پر بٹھایا ازاں بعد اعلیٰ حضرت صاحب کے جوتے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیے۔ ساتھ ہی اپنے صاحبزادے منور حسین شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا دیکھو منور حسین ہم ان جوتوں کا صدقہ کھاتے ہیں۔ جونہی یہ واقعہ ختم ہوا حاجی غلام حیدر صاحب مزید گویا ہوئے کہ زندہ پیر اپنے پیرخانے کے ادب و احترام میں

ہمیشہ کوشاں رہتے۔ ایک دفعہ میں اور الحاج پیر اولیا بادشاہ فاروق صاحب دیگر خدام کے ہمراہ زندہ پیر سے ملاقات کرنے گھمکول شریف گئے تو اُس وقت نماز مغرب ادا کی جا رہی تھی۔ پیر صاحب آف گھمکول شریف پہلی صف کی دائیں جانب کھڑے نماز ادا کر رہے تھے حسب اتفاق دوسری صف میں عین زندہ پیر کے پیچھے جب اعلیٰ حضرت پیر اولیا، بادشاہ فاروق نے نماز کی نیت باندھی تو زندہ پیر نے احتراماً اپنی پیٹھ کو دوسری طرف پھیر لیا۔ صاحبزادگان کے علاوہ زندہ پیر کے پاس دربار عالیہ موہڑہ شریف کا کوئی خلیفہ یا دیگر کوئی مرید بھی جا کر عرض پرداز ہوتا تو پیر صاحب نہایت محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ اندریں حالات راقم الحروف نے جب سجادہ نشین اعلیٰ سے ان واقعات کی صحت کے اعتبار سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا واقعی جس نے ادب و احترام سیکھنا ہو تو وہ سرزمین گھمکول شریف چلا جائے۔

اللہ والے عشق مصطفیٰ میں سب کچھ کر گزرتے ہیں

شیخ عبدالغفار قوصیؒ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کو کدو (سبزی) بہت زیادہ پسند تھے۔ بیٹے نے کہا کہ یہ تو گندی چیز ہے۔ بس انہوں نے تلوار کھینچ کر اپنے بیٹے کی گردن اڑادی۔ رسول اکرم ﷺ کی محبت کو اپنے بیٹے کی محبت پر مقدم سمجھا۔

اقوال اولیاء عظام

تصوف کی مثال مرض برسام کی طرح ہے اس کی ابتدا بذبان گوئی اور انتہا خاموشی ہے اور مضبوط ہوگئی تو گونگا پن۔ (حضرت ابوالقاسم عبدالکریمؒ)

جو آدمی فقراء کی مجالس پر دولتمندوں کی صحبت و ہم نشینی کو ترجیح دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دل کی موت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (حضرت ابو عثمان سعید بن سلام المغربیؒ)

وجد کی کیفیت عبارت میں بیان نہیں کی جا سکتی کہ یہ اہل ایمان کے پاس اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے۔ (حضرت عمر بن عثمان المکیؒ)

انبیاء کا کلام رب العزت کے حضور کی خبر دیتا ہے۔ اور صدیقین کا کلام مقام مشاہدہ کی طرف اشارہ اور راہنمائی کرتا ہے۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

پاک ہے وہ ذات جس نے عارفین کے دلوں کو اپنے ذکر کا محل، زاہدوں کے دلوں کو توکل محل متوکلین کے قلوب کو رضا کی جگہ، فقراء کے قلوب کو قناعت کا مقام، اور اہل دنیا کے دلوں کو طمع و لالچ کا ٹھکانہ بنا دیا ہے۔ (حضرت منصور بن عمارؒ)

سلف صالحین اسلام کی عزت، لوگوں کی نجات اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کلام کرتے تھے اور ہم اپنے نفس کی عزت، دنیا کی طلب اور مخلوق میں مقبول ہونے کے لئے کلام کرتے ہیں۔ (حضرت حمدون بن احمدؒ)

دنیا کوڑے کرکٹ کا مقام اور کتوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ وہ آدمی تو کتوں سے بھی کم درجہ ہے جو ہر وقت اس پہ گرا رہتا ہے۔ اس لئے کہ کتا تو اس جگہ سے اپنی ضرورت پوری کر کے واپس لوٹ جاتا ہے۔ لیکن دنیا سے محبت کرنے والا ہر وقت اس سے چمٹا رہتا ہے اور کسی حال میں بھی اس کو نہیں چھوڑتا۔ (حضرت احمد بن الحواریؒ)

اہل محبت کے نزدیک جنت کی کوئی وقعت نہیں اور اہل محبت اپنی محبت کی وجہ سے حجاب (پردہ) میں ہیں۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

عارف ہر روز زیادہ سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر ساعت اپنے رب سے قریب ہوتا ہے۔ (حضرت ذوالنورین مصریؒ)

مومن وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کرے۔ عارف وہ ہے جو اپنے خدا کے ساتھ کھڑا ہو۔ (حضرت امام جعفر صادقؒ)

بلندی تلاش کی گئی تو عاجزی میں پائی۔ فخر کو تلاش کیا تو فقر میں پایا۔ سرداری کو چاہا تو سچائی میں نظر آئی۔ پرہیزگاری میں نسبت ہے۔ اور قناعت میں بزرگی بے پرواہی سب توکل ہے۔ (حضرت خواجہ اویس قرنیؒ)

عارف وہ ہے جو سوائے ذکر حق کے کسی کو دوست نہیں رکھتا۔ (خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ)

خود کو خدائے تعالیٰ کے ساتھ دیکھنا وفا ہے اور خدا کو اپنے ساتھ دیکھنا فناہ ہے اور خدا کو دیکھنا اور خود کو نہ دیکھنا بقا ہے۔ (خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ)

اگر تم جزا اور سزا کے تصور سے عبادت کرتے ہو تو یقین کرو کہ تم خدا سے محبت نہیں کرتے۔ کیونکہ عبد اور معبود کے درمیان صرف بندگی کا رشتہ ہے۔ جزا اور سزا کا نہیں۔ (حضرت رابعہ بصریؒ)

جو لغو باتیں زیادہ کرتا ہے۔ اور عبادت کم اس کا علم قلیل، قلب اندھا اور

عمر رائیگاں ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اخلاص سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ (حضرت مالک بن دینارؒ)

قلبی آواز کا نام یقین ہے اور اہل یقین معرفت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یقین کا یہ مفہوم بھی ہے۔ کہ ہر مصیبت کو منجانب اللہ تصور کیا جائے۔ (حضرت سفیان ثوریؒ)

عارف کی شناخت یہی ہے کہ وہ ہر شے میں حصول عبرت کے لئے غوروفکر کرتے ہوئے خود کو حمد و ثنا میں مشغول رکھے۔ اور اطاعت الٰہی میں زیادہ وقت گزارے۔ (حضرت ابراہیم بن ادھمؒ)

درویش وہ ہے کہ کسی چیز کی طمع نہ کرے۔ جب بے طلب کوئی لائے تو منع نہ کرے اور جب لے لے تو جمع نہ کرے۔ (حضرت معروف کرخیؒ)

حضرت عمر بن عثمان مکیؒ کتاب محبت میں فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے دلوں کو جسموں سے سات ہزار سال قبل پیدا فرمایا اور انہیں مقام قرب میں رکھا۔ روحوں کو دلوں سے سات ہزار سال قبل پیدا کیا ان کو درجہ انس میں رکھا۔ باطنوں کو روحوں سے سات ہزار سال قبل تخلیق کیا ان کو درجہ وصل میں رکھا۔ روزانہ تین سو ساٹھ مرتبہ اپنے جمال کو کھول کر باطنوں پر تجلی فرمائی۔ اور تین سو ساٹھ مرتبہ کرامت کی نظر فرمائی۔ اور روحوں کو محبت کا کلمہ سنوایا۔ اور دلوں پر تین سو ساٹھ مرتبہ لطیفہ محبت ظاہر کئے۔ حتیٰ کہ ان سب نے جہاں میں نگاہ ڈالی تو کسی کو بھی اپنے آپ سے زیادہ باعزت نہ دیکھا۔ ان کے اندر فخر اور غرور پیدا ہو گیا تو حق تعالیٰ نے اس وجہ سے ان کو آزمائش میں مبتلا

کر دیا۔ اور باطن کو روح میں گرفتار کر دیا۔ اور روح کو دل میں محبوس کر دیا۔ اور دل کو جسم کے اندر مقید کر دیا۔ پھر عقل کو ان کے اندر ترکیب عطا کی اور انبیاء اکرام کو بھیج کر اپنے احکامات ان کو دیے۔ اس وقت ان میں سے ہر ایک اپنے اس مقام کا متلاشی ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام کو حکم دیا۔ جسم نماز میں مشغول ہو گیا۔ دل محبت کے ساتھ پیوست ہو گیا۔ روح قرب الٰہی میں پہنچ گئی اور باطن نے وصل الٰہی میں قرار پکڑ لیا۔

تبرکات مقدسہ کے مختصر فضائل وثبوت

سر پہ رکھنے کو جو مل جائیں نعلین پاک حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے کہ تاجدار ہم بھی ہیں

و قال لهم نبيهم ان ايته ملكته ان يا تكم التابوت فيه سكينت من ربكم و بقيته مما ترک ال موسی و ال هرون تحمله الملئكته ه ان فی ذلک لايت لكم ان كنتم مومنين ه

ترجمہ: اور ان کے نبی نے فرمایا کہ بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔موسیٰ علیہ الاسلام اور ھارونؑ کے ترکہ کی اٹھا لائیں گے۔فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے۔تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔

(سورۂ بقرہ آیت 248)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت شموئیلؑ نے جب جالوت کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنی قوم کا سپہ سالار رب کے حکم سے حضرت طالوت کو بنانے کا اعلان فرمایا۔کہ جس کے پاس فرشتے ایک صندوق لائیں گے۔وہی قوم کا فائدہ ہوگا۔ایسا ہی ہوا۔مقصد بیان یہ ہے کہ صندوق حضرت موسیٰ کے وقت سے آ رہا تھا۔جب اس کو میدان جنگ میں ساتھ لے جاتے تھے۔تو فتح حاصل کر لیتے تھے۔

اسی صندوق میں جمیع انبیاء اکرام اور ان کے مساکن کی تصاویر اور حضرت موسیٰ کی توریت کی تختیوں کے ٹکڑے اور آپ کے کپڑے۔عصا اور نعلین شریف اسی طرح حضرت ہارونؑ کی پگڑی مبارک اور عصا تھے۔ان تبرکات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو فتح ونصرت سے نوازتا تھا۔

واضح ہوا کہ انبیاء کرام کے کپڑے اور نعلین شریف باعث برکت وثواب اور رحمت ایزدی کے نزول کا سبب بنتے ہیں اسطرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ

قال اسقنا لسهل قال فاخرجت لهم هذا القدح فاستقيهم فيه قال ابو حازم فاخرج لنا سهل ذلک القدح فشر بنا فيه تم استو هبه بعد ذلک عمر بن عبد العزيز فو هبه له ه

ترجمہ: کہ جس پیالہ سے نبی اکرم ﷺ نے دودھ پیا۔اسی سے بعد میں ازروئے تبرک ابو حازم اور ان کے ساتھیوں نے پیا۔اور اسی کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بابرکت سمجھتے ہوئے حاصل کیا۔اسی حدیث کی شرح

هذا فيه التبرک باثار النبی ﷺ وم مسه او بسه او كان منه فيه سبب و هذا نعوما اجمعو ا عليه و اطبق السلف و الخلف عليه من التبرک فی مصلی رسول ﷺ فی الروضه الكريمته و دحول الخار الذی دخله ﷺ (النووی شرح مسلم)

شرح کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اسمیں نبی اکرم ﷺ کے لباس اور آپ کی مس کردہ اشیاء سے حصول تبرک ہے بلکہ ہر وہ چیز جس کو کسی طرح بھی نبی اکرم ﷺ سے نسبت ہے۔وہ باعث برکت ہے۔اس لئے اس پر اجماع امت ہے۔معتقدین اور متاخرین علمائے امت بزرگان دین نبی اکرم ﷺ کی جائے نماز اور روضہ مبارک سے تبرک حاصل کرتے رہے۔اور نبی اکرم ﷺ جن غاروں میں تشریف لے گئے۔ان غاروں میں تبرکا داخل ہوتے ہیں۔اسی حدیث پاک سے بخوبی واضح ہوا کہ

سیدالانبیاء کے تبرکات اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول بنتے ہیں۔ اس وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسے عظیم المرتبت فرماں روا نے وہ پیالہ جو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب تھا۔ ازروئے تبرک حاصل کیا۔

دوسری حدیث پاک

فقالت (اسماء) هذا (جبه) كانت عند عائشه حتى قبضت فلما قبضتها و كان النبى ﷺ يلبسها فنحن نغسلها للمرضاء نستشفى بها ه

حضرت عائشہ صدیقہ کی بہن حضرت اسماء نبی اکرم ﷺ کے جبہ مبارک کے متعلق یہ فرما رہی ہیں۔ کہ یہ جبہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے وصال کے بعد میرے قبضے میں آیا۔ یہ جبہ حضور اکرم ﷺ پہنا کرتے تھے۔ اس لئے ہم اس جبہ مبارک کو دھو کر اس کا پانی پی لیا کرتے تھے اور ہر مرض سے شفا حاصل کر لیتے۔

یہ حدیث پاک بھی واضح طور پر دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا لباس خود صحابہ اکرام نے باعث برکت و شفا سمجھا۔ انکا یہ عقیدہ تھا۔ کہ جو کپڑا حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہوا۔ وہ متبرک عظیم ہے۔ اور شفاء ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ

و من اعظامه و اكباره اعظام جميع اسبابه و اكرم مشاهده و امكنته و معاهده و ما مسه عليه السلام او عرف به ه

یعنی نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر تو یہ ہے۔ کہ آپ کے جمیع اسباب۔ مکانات جن چیزوں کو آپ ﷺ سے مس کا شرف حاصل ہوا۔ تعظیم کرے۔ اور جس کے متعلق یہ مشہور ہوا کہ یہ چیز حضور اکرم ﷺ سے متعلق رہی ہے۔ اسکی بھی تعظیم کی جائے۔ اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا۔ کہ نبی

اکرم ﷺ کی کما حقہ اس وقت تعظیم ہو گی۔ کہ جب آپ کے تبرکات کی تعظیم کی جائے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا۔ کہ اگر یہ مسلمانوں میں مشہور ہو۔ کہ ہر چیز نبی اکرم ﷺ سے وابستہ رہی۔ وہ باعث تعظیم ہے۔ یعنی اس سے قرآن و حدیث سے استدلال کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ چیز نبی اکرم ﷺ کے تبرکات سے ہے۔ اس لئے تو مسلمانوں کے اقوال کافی ہیں۔ البتہ انکا باعث رحمت۔ فتح و نصرت۔ حصول شفا ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ انکی تعظیم و توقیر کو متبرک سمجھ کر حاصل کرنا بھی اعمال صحابہ۔ سلف صالحین سے ثابت ہے۔

بزرگان دین کے تبرکات بھی ان حصول تبرک کی بنا پر امت مسلمہ کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ نے اپنا خرقہ مبارک محمود غزنوی کو مشکل وقت کے درپیش سامنے رکھ کر دعا مانگنے کو فرمایا تھا۔ چنانچہ محمود غزنوی نے معرکہ سومنات کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خرقہ مبارک کی برکت سے فتح عنائیت فرمائی۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنا جبہ مبارک حضرت فاروق اعظم اور حضرت علی کو دے کر روانہ فرمایا کہ جاؤ میرا جبہ مبارک لیکر خواجہ اویس قرنی کے پاس اور میرا سلام کہنا اور بتانا کہ میرا جبہ مبارک پہن کر میری گنہگار امت کے لئے دعا کرنا۔ تو خواجہ اویس کرنیؒ نے پہننے کی بجائے جبہ شریف کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ اور آگے رکھ کر نبی اکرم ﷺ کے جبہ مبارک کے وسیلہ سے دعا فرمائی۔ کہ نبی اکرم ﷺ کے جبہ مبارک کے وسیلہ سے آپ کی امت کو بخش دے۔

لاہور کے تبرکات مقدسہ

لاہور ایک بڑا اور متبرک شہر ہے۔ شاہ جہاں کے شہزادہ دارا شکوہ نے اپنی معرکہ آرا تصنیف (سفینۃ الاولیاء) میں حضرت علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج

بخشؒ کی سوانح حیات کا تذکرہ کرتے ہوئے ازراہ عقیدت لاہور کو یوں ہدیہ تحسین پیش کیا ہے۔ کہ لاہور واقعی ایک بہت بڑا اور متبرک شہر ہے۔ جہاں پر حضرت داتا گنج بخشؒ جیسے بزرگان دین نے علم و عرفان کے خزانے بے دریغ لٹائے اور شیخ حسین زنجانیؒ۔ ابوالمعالی قادریؒ۔ درس بڑے میاں صاحب خواجہ ایشانؒ ۔ میاں میر صاحبؒ اور شاہ محمد غوثؒ صاحب کے علاوہ اور بھی بہت سارے جلیل القدر بزرگ ہستیوں کے قدم سے اس عروس البلاد کے مشت خاک کا ذرہ ذرہ مہتاب بنا۔ آج بھی عظیم اور برگزیدہ ہستیاں اس مقدس شہر میں محو خواب ہیں۔ بعینہ ان بزرگ ہستیوں کی طرح تحصیل کوہ مری بمقام موہڑہ شریف میں روحانی ہستی حضور پیر محمد زاہد خان صاحبؒ اور آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر محمد قاسم صادق موہڑویؒ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم راہنما گزرے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے احکامات کی پابند یہ ہستیاں شروع ہی سے لاہور کے لئے باعث صد عزت و افتخار چلی آ رہی ہیں۔ مگر لاہور کی بزرگی اور اسلامی عظمت و شوکت کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔ کہ یہاں اسلام کے قدیم آثار محفوظ ہیں۔ آثار تین قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ آثار مطبوعہ — اس سے مراد نوشتہ جات ہیں۔ جن میں قرائین رسالت احکام شاہی ۔ دستاویزات ۔ عدالتی فیصلے ۔ مکاتیب۔ دفاتر کا ریکارڈ اور کتب وغیرہ شامل ہیں۔

2۔ آثار منقولہ — اس سے مراد یہ ہے کہ وہ باتیں جو زباں زد خاص و عام ہوں ۔ مثلاً اقوال ۔ روایات ۔ اشعار ۔ ضرب الامثال وغیرہ۔

3۔ آثار قدیمہ — اس ضمن میں شہروں کے خزانے، قلعے، مکانات ، مساجد، کتبات، تصاویر اور ظروف وغیرہ آتے ہیں۔ یہ تجربہ اولیائے عظام کا ہے۔

لاہور میں ان تینوں قسموں کے آثار موجود ہیں۔ تبرکات مقدسہ کا ذکر خیر بھی ان ہی آثار کے ذیل میں آتا ہے۔ لاہور میں یہ آثار متبرکہ دو جگہوں پر ہیں۔ بازار حکیماں بھاٹی دروازہ کے فقیر سید مغیث الدین بخاری کے فقیر خانہ میں اور بادشاہی مسجد کے صدر دروازے کی گیلری میں ان مقدسہ تبرکات کی تاریخ صدیوں پرانی ہے۔ اول الذکر کی زیارت کے لئے معزز محافظ کی اجازت خاص کی ضرورت درپیش آتی ہے۔ جبکہ موخر الذکر کی زیارت کے لئے ہر شخص ہر روز ہر وقت مقررہ کے دوران فیض یاب ہوسکتا ہے۔

لاہور کے تاریخی بھاٹی دروازہ سے قدیم لاہور میں داخل ہوں تو کچھ مسافت طے کر کے دائیں جانب کی ایک بڑی شکستہ حویلی نظر آتی ہے۔ اسے فقیر خانہ کہتے ہیں۔ یہ دارالنوار اور صوبائی دارالحکومت کا دوسرا بڑا میوزیم تسلیم کیا جاتا ہے۔ جہاں چار ہزار کے لگ بھگ نوادرات موجود ہیں۔ بادشاہی مسجد میں محفوظ آثار متبرکہ کی کل تعداد 27 ہے۔ یہ تبرکات مقدسہ نہ صرف قدیم تاریخ کے غماز ہیں بلکہ اسلامیان پاکستان کے لئے بھی دلی طمانیت اور روحانی مسرت کا سرچشمہ ہیں۔ ان کی زیارت جہاں دنیا بھر کے لوگ کرتے ہیں۔ وہاں لاہور کی تاریخ کا حلقہ تعارف بھی وسیع ہو رہا ہے۔ بالخصوص اہل لاہور ان تبرکات مقدسہ کے باعث اپنے آپ کو اہل عرب سے دور نہیں سمجھتے۔

لاہور کو ان آثار مقدسہ کی امانت داری کب اور کیونکر نصیب ہوئی یہ ایک قدیم اور لمبی داستان ہے۔ جو ابتدا میں ماضی کے دھندلکوں میں روپوش تھی۔ اور جسے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر فقیر سید نور الدین نے 1853ء میں لارڈ لارنس کی فرمائش پر بے نقاب کیا۔ وہ حقائق انہوں نے مختلف کتب تواریخ اور عمر رسیدہ باخبر لوگوں سے معلوم کر کے فارسی زباں میں قلم بند کئے۔ پھر انکا ترجمہ انگریزی زباں میں فقیر سید جمال الدین خلف فقیر عزیز الدین نے کیا۔ بعد ازاں سید محمد لطیف نے

اپنی معروف تصنیف تاریخ لاہور مطبوعہ 1892ء میں بادشاہی مسجد کے احوال میں ایک حاشیہ میں یہ انگریزی ترجمہ شامل کر کے ان تبرکات کی تاریخ کو محفوظ کر دیا۔

ان تبرکات مقدسہ کی بازیابی چودھویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب دنیا ابھی چنگیز خان کی خوں آشامیوں کو بھی فراموش نہ کر پائی تھی۔ کہ کیش موجودہ شہر سبز سے امیر تیمور کی طرف وحشت و بربریت کا نیا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ شرف علی یزدی ظفر نامہ تیموری میں رقمطراز ہے کہ 803ھ بمطابق 1400ء کو جب امیر تیمور نے دمشق فتح کیا۔ تو ان تبرکات مقدسہ سے چند وطن کے چند عمائد۔ معززین قاضی اور سادات نے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔

یکم ربیع الاول 805ھ بمطابق 1402ء کو جب امیر تیمور نے ترکی کے سلطان بایزید ایلدرم پسر مراد اول کو شکست دی۔ تو اس نے بھی چند تبرکات امیر تیمور کی خدمت میں پیش کئے۔ امیر تیمور کی وفات کے بعد یہ نادر تبرکات اس کے جانشینوں کی تحویل میں رہے۔ حتیٰ کہ دہلی کا پہلا فرمانروا ظہیر الدین بابر انہیں ہندوستان لے آیا۔ بابر کے بعد یہ مقدس خزانہ اسکے جانشینوں کو منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ محمد شاہ رنگیلا کی وفات کے بعد جب مغل سلطنت زوال پزیر ہوئی۔ تو احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان کو پامال کیا۔ اور پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ انہی دنوں اس نے اپنے لڑکے کی شادی مغلانی بیگم دختر محمد شاہ رنگیلا سے کردی۔ جو اسکی بیوی ملکہ زمانی کے بطن سے تھی۔ مغلانی بیگم کی والدہ ملکہ زمانی دہلی میں حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے اپنے تمام تر اثاثہ کے ہمراہ جس میں یہ تبرکات بھی شامل تھے۔ جموں تشریف لائیں۔ جموں اس زمانے میں اس کی لڑکی مغلانی بیگم کی جاگیر تھی۔ اور انکا ایک عزیز خواجہ ابراہیم خان کشمیر کا حاکم تھا۔ کچھ عرصہ بعد ضروریات اور حالات سے مجبور ہو کر شاہ محمد باز آف چٹی اور پیر محمد چٹھہ کی ترغیب پر ملکہ زمانی نے یہ تبرکات بعوض اسی ہزار روپے میں ان کے حوالے کر دیئے۔ جو انہوں نے اپنی اپنی

رقم کے تناسب سے آپس میں تقسیم کر لئے۔ اور اپنے اپنے علاقے کو لے گئے۔ پیر محمد چٹھہ یہ تبرکات لیکر رسول نگر گوجرانوالہ آ گیا۔

1747ء میں رنجیت سنگھ کے والد سردار مہاں سنگھ نے رسول نگر کو فتح کر لیا۔ تو دیگر سامان کے ہمراہ یہ تبرکات بھی اسکے قبضہ میں آ گئے۔ 1797ء میں جب شاہ زمان کے حملہ کی افواہ گرم ہوئی۔ تو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہ تبرکات اور اپنا قیمتی سامان اپنی خوشدامن مہتاب کو بھیج دیا۔ جو اس وقت اپنی ساس مائی سدا کور کے ساتھ قلعہ میکیریاں میں رہتی تھی۔ ایک روز اتفاق سے قلعہ میکریاں میں آگ بھڑک اٹھی اور سارا قلعہ خاکستر ہو گیا۔ مگر وہ کمرہ جس میں یہ تبرکات مقدسہ تھے۔ وہاں پہنچ کر شعلے خود بخود سرد ہو گئے۔ حالانکہ اس کی نچلی منزل میں بارود کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ اس واقعہ سے تمام سکھ۔ ہندو اور مسلمان دنگ رہ گئے۔ اور تبرکات کا احترام اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اور خود مہتاب کور اور سدا کور بے انداز معتقد ہو کر انکا خاص خیال رکھنے لگیں۔

سدا کور کے بعد اس کا نواسہ مہاراجہ شیر سنگھ ان تبرکات کا وارث ہوا۔ شاہ زمان کی کابل واپسی پر مہاراجہ نے اپنی امانت واپس مانگی۔ تو سدا کور نے ان تبرکات کے علاوہ سب کچھ واپس کر دیا۔ مہاراجہ شیر سنگھ تبرکات مقدسہ کو لیکر چونڈہ کے قلعہ میں آ گیا۔ 1843ء میں جب شیر سنگھ ۔اجیت سنگھ اور مہان سنگھ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ تو اس کی جائیداد اور یہ تبرکات سکھ حکومت کے قبضہ میں آ گئی۔ جس کا سربراہ اس وقت سردار ہیرا سنگھ تھا۔ اس نے ان تبرکات کو اپنی حویلی واقعہ لاہور میں منتقل کر دیا۔ جب 1845ء ہیرا سنگھ قتل ہوا۔ تو یہ تبرکات دو سال تک وزیر جواہر سنگھ کی حفاظت میں رہے۔ بعد ازاں یہ تبرکات مہارانی جند کور المعروف مائی جنداں کے حکم سے قلعہ لاہور کی خوابگاہ جہانگیری میں رکھ دئے گئے۔ جہاں وزیر جواہر سنگھ اور مہارانی جند کور کا ایک سائیں مسمی کلی اور حافظ بدر الدین رہا کرتے

تھے۔ خوابگاہ جہانگیری میں ہر شام روشنی کی جاتی اور عرق گلاب کا چھڑکاؤ کیا جاتا تھا۔

شاہ محمد بازا کے حصہ کے تبرکات بھی فقیر سید نورالدین مرحوم نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دئے۔ اور اس طرح یہ تبرکات پھر ایک جگہ ہو گئے۔ 1846ء میں جب انگریزوں نے قلعہ لاہور پر قبضہ کیا۔ تو یہ تبرکات قلعہ کے ساتھ ہی انگریزی حکومت کی تحویل میں آ گئے۔ 1883ء کو حکومت پنجاب کے حکم سے یہ تبرکات انجمن اسلامیہ لاہور کے حوالے کر دئے گئے۔ انجمن ہذا نے انہیں بادشاہی مسجد میں منتقل کر دیا جہاں وہ پہلی منزل میں دروازے کے قریب تین کمروں میں محفوظ ہیں۔

علاوہ ازیں فقیر نور الدین نے جو تبرکات رنجیت سنگھ کے عہد میں تین لاکھ کے عوض خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دئے۔ انہیں رکھنے کے لئے خاص ایوان بنایا۔ اس ایوان کے لئے سنگ مرمر تخت جے پور سے منگوایا گیا۔ فقیر سید نور الدین نے ان تبرکات کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے اس وقت کے سکہ رائج الوقت کی آٹھ لاکھ روپے مالیت کی جائیداد کا وقف قائم کر دیا۔

بادشاہی مسجد میں کل 27 تبرکات ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا سبز عمامہ۔ سبز رنگ کا جبہ۔ گدڑی مبارک۔ زیر جامہ۔ تین پاپوش۔ عصاء مبارک۔ نقش قدم۔ موئے مبارک۔ سفید پرچم کی نقل جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کے مزار شریف کا سفید غلاف۔ ایک کاغذ پر حضور اکرم ﷺ کے پاپوش کا خاکہ۔ بستر کی چادر۔ حضرت علی کرم اللہ کا عمامہ معہ کلاہ۔ صدر درصد۔ تعویز۔ حضرت فاطمہ کا رومال مبارک۔ جس پر کشیدہ کاری کی ہوئی تھی۔ ایک جائے نماز حضرت امام حسن کا ایک صندل رنگ کا عمامہ۔ حضرت امام حسین کا عمامہ۔ ایک پرچم۔ قبر کا غلاف۔ جناب

سرکار غوث الاعظم دستگیر کی ایک سرخ رنگ کی جائے نماز۔ مزار پوش۔ ایک رضائی جس میں روئی بھری ہوئی تھی۔ حضرت خواجہ اویس کرنی کے دو دندان مبارک۔ غلاف کعبہ۔ کربلائے معلی کی سرخ مٹی اور کسی نا معلوم مقبرے کی ایک چمک دار ٹائل۔

نوٹ: موجودہ دو تبرکات یعنی چمنی پتھر کے دو ٹکڑے اور غار حرا کے پتھر کے ایک ٹکڑے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

فقیر خانہ میں 27 تبرکات ہیں۔ جن میں سے چار وہ تبرکات ہیں جو خاندان فقرائے لاہور اپنے مورث اعلی حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت بخاری سے نسلا بعد نسلا ورثہ میں ملے۔ اور 23 تبرکات وہ ہیں جو شاہ محمد بازا سے فقیر سید نور الدین صاحب نے تین لاکھ روپے کے عوض حاصل کر کے انہیں ایک خاص عمارت میں محفوظ کر دیا۔ اور ایک سو قرآن خواں روزانہ وہاں پر قرآن خوانی کیا کرتے تھے۔ اس عمارت کے تبرکات والے کمرے کو روزانہ عرق گلاب سے غسل دیا جاتا تھا۔ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اس وقت کی آٹھ لاکھ مالیت کی جائیداد وقف تھی۔ جسکی آمدنی تبرکات مقدسہ پر آنے والے اخراجات کو پورا کرتی تھی۔

دربار عالی خاندان فقراء میں مندرجہ ذیل تبرکات موجود ہیں۔ اور یہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں۔ جس طرح خاندان مغلیہ نے انہیں رکھا تھا۔ اسی طرح اب بھی انہیں دربار عالی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جسے ان تبرکات کے موجودہ متولی جناب محترم فقیر سید مغیث الدین بخاری نے ہزاروں روپے کے تصرف سے آستانہ عالیہ بازار حکماں میں تعمیر کرا رکھا ہے۔ ان تبرکات میں حضور اکرم ﷺ کا موئے مبارک۔ چادر۔ تسبیح۔ مسواک۔ کفش اور جائے نماز۔ باقی تبرکات حضرت علیؓ۔ حضرت فاطمہؓ۔ حضرت امام حسنؓ۔ حضرت امام حسینؓ۔ حضرت امام زین العابدینؓ اور حضرت پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے منسوب ہیں۔

یہ ان تبرکات کی داستان حقیقی ہے۔ جو برصغیر کے مسلمانوں کے عروج وترقی اور کامیابی و کامرانی اور کمالات کی داستان میں تحلیل ہو کر چلتی اور ذہن میں اچھے خیالات کو جنم دیتی ہے۔ یہ تبرکات جہاں لاہور کے لئے سرمایہ و افتخار ہیں۔ وہاں اسلامیان پاکستان کے لئے ایمان و توحید کا نذرانہ بھی ہیں اور تمام مسلمانان عالم کی دنیاوی و اخروی زندگی کے لئے فیض رساں اور جمیع فوائد کا مجموعہ بھی ہیں۔

مرکزی دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قاسمیہ زاہدیہ فاروقیہ موہڑہ شریف کے تبرکات کے متعلق تاریخی شواہد

جبہ مبارک :

موہڑہ شریف کے تبرکات کا تعلق بھی ان ہی تبرکات مقدسہ جن کا تذکرہ اوپر تفصیلی طور پر بیان کیا جا چکا ہے۔ کا ایک حصہ ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ مکمل یوں ہے۔ جب یہ تبرکات ظہیر الدین بابر بادشاہ کے خاندان مغلیہ میں یکے بعد دیگرے چلتے ہوئے شاہ جہاں بادشاہ تک پہنچے۔ تو شاہ جہاں کے چہیتے بیٹے اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کو اس کی ابتدائی تعلیم و تربیت کے لئے اپنے بڑے درباری قاضی شیخ احمد عرف ملا جیون صاحب امیٹھوی بن شیخ ابو سعید بن عبداللہ بن شیخ عبدالرزاق بن مخدوم خاصہ قدس اللہ سرہ العزیز جو کہ کشمیر کے رہنے والے تھے کے سپرد کی۔ ملاں جیون نے پوری محنت اور جانفشانی سے اورنگزیب کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔ جس پر اس کار خیر کے عوض شاہ جہان بادشاہ نے ملاں صاحب کو پورے اعزاز کے ساتھ انعام و اکرام دینا چاہا۔ لیکن ملاں صاحب نے یہ کہتے ہوئے کہ پنجتن پاک اور دیگر بزرگان دین کے گھرانے کے تبرکات جو شاہی خاندان کا ورثہ ہیں چاہیے۔ باقی انعام و اکرام سے انکار کر دیا۔ ملاں جیون کے جد امجد مخدوم خاصہ امیٹھی کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کا نسب شریف سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے وابستہ

ہے۔ ملاں جیوں صاحب قصبہ امیٹھی میں پیدا ہوئے۔ قصبہ امیٹھی لکھنو کے قریب ہے۔ تعلیم و تربیت اور خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ کو کشش طالع نے اورنگزیب عالمگیر تک پہنچا دیا۔ اورنگزیب بادشاہ نے جہاں مختلف فضلاء عصر سے استفادہ علوم کیا۔ وہاں ملاں جیون کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیا۔ اور پھر ان کی تمام عمر حد سے زیادہ عزت و احترام کرتا رہا۔ عالمگیر ملاں جیوں صاحب کے تقویٰ و طہارت اور بزرگی کا بہت بڑا قائل تھا۔ اس وجہ سے شاہ جہاں اور اورنگزیب نے ان تبرکات میں سے جو مغل بادشاہوں میں یکے بعد دیگرے چلے آ رہے تھے۔ اعزازوکرام کے طور پر ملاں جیوں صاحب کو عطا فرمائے جنکی تعداد 9 کے قریب ہے۔

1۔ جبہ مبارک

2۔ نعلین پاک کا ایک عدد حصہ۔

3۔ دو قلمی قرآن مجید

4۔ سینے بند برنگ سیاہ (واسکٹ)۔

5۔ حضور ﷺ کا کلاہ مبارک۔

6۔ حضور ﷺ کا ہاتھ میں رکھنے والا رومال مبارک۔

7۔ حضرت مائی فاطمہؓ کا رومال مبارک۔

8۔ اس کے علاوہ کربلائے معلیٰ کا ایک چھوٹا سے علم مبارک۔

ملاں جیون صاحب کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ جس کی وجہ سے انکا سامان بمعہ تبرکات مقدسہ کے ان کے قریبی خاندانی شرعی وارثوں میں تقسیم ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد آگے چل کر یہ جبہ مبارک جناب قاضی سراج الدین صاحب کے حصہ میں آیا۔ یہ قاضی صاحب گاؤں موہڑہ کینال نزد تحصیل ڈڈیال ضلع میر پور آزاد ریاست جموں کشمیر میں رہتے تھے۔ اتفاق سے ان کی بھی کوئی اولاد نہ تھی۔

حضور بابا جی محمد قاسم صادق موہڑوی نے ان نوادر تبرکات کے موہڑہ
شریف پہنچنے سے پہلے پیشین گوئی فرما دی تھی۔ کہ میرے پاس حضور ﷺ کا جبہ
اقدس آئے گا۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی آج سے تقریباً ایک صدی سے زائد عرصہ قبل
پوری ہوئی۔

جناب قاضی سراج الدین صاحب نے اپنی عمر کے آخری ایام میں جبہ
مبارک کو اپنی زندگی میں کسی کے حوالے کرنے کے لئے استخارہ فرمایا۔ تو ان کو کسی
روحانی قوت خوابی صورت میں یہ حکم ہوا کہ یہ جبہ مبارک مرکزی دربار عالیہ موہڑہ
شریف کے حوالے کرنے کا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ قاضی صاحب نے حضرت پیر محمد
قاسم صادق کو یہ جبہ مبارک لے جانے کے لیے پیغام بھیجا۔ جس پہ حضرت پیر
صاحب نے جبہ مبارک لانے کے لئے اپنے معزز ومحترم ومکرم مندرجہ ذیل چھ آدمی
روانہ کیے۔

1۔ جناب مولوی فتح محمد صاحب (حضرت پیر سلطان صاحب و پیر دراب صاحب کے نانا صاحب)

2۔ جناب مولوی وارث علی صاحب سنیوہ والے۔

3۔ سائیں قائم صاحب کیری مری والے

4۔ سائیں امیر صاحب سیلا چھتر والے

5۔ سائیں کرم الٰہی صاحب وارث خان مری روڈ راولپنڈی والے (چھٹے آدمی کا نام معلوم نہیں ہو سکا)

جبہ مبارک کے استقبال کے لئے پوری عزت وعظمت تعظیم وتکریم کوملحوظ
خاطر رکھتے ہوئے سرکار موہڑوی نے موضع کھنی تک پورے احترام کے ساتھ آدمیوں
کا انتظام کیا۔ مزید برآں جہاں تک جبہ مبارک کے پہنچ ہونے کا تعلق ہے۔ ان کے
فیوض و برکات اور روحانی فوائد ہوئے ہیں۔ درج کر دیئے ہیں۔ اس کے ساتھ

ساتھ غوث زمان موہڑوی نے یہ بھی فرمایا کہ یہ جبہ مبارک واقعہ ہی حضور ﷺ کا ہے۔ لہٰذا غوث زماں کی یہ ثبت مریدوں اور عقیدت مندوں کے لئے کافی ہے۔ لیکن یہ تاریخی ثبوت اور تذکرہ صرف عوام الناس کے لئے ہے۔

(نوٹ) تبرکات مقدسہ کی خاندانی تقسیم کے دوران دونوں قلمی قرآن مجید میں سے ایک قلمی قرآن مجید جناب قاضی غلام غوث صاحب کے حصہ میں آیا۔ یہ قاضی صاحب ملاں جیون صاحب کے قریب شرعی خاندانی وارثوں میں دوسرے حصہ دار ہیں۔ یہ بھی اسی گاؤں موہڑہ کینال نزد تحصیل ڈڈیال ضلع میر پور آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔

آج کل یہ جبہ مبارک آستانہ عالیہ موہڑہ شریف میں موجود ہے اور آستانہ عالیہ کے لئے عزت وعظمت و سرمایہ افتخار اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ، رحمت و برکت اور سلامتی اور جمیع فیوضات و برکات کا بہت بڑا وسیلہ بھی ہے۔

2۔ نقش مہر نبوت:

یہ آستانہ عالیہ کا دوسرا تبرک ہے۔

اللہ رے رفعت کہ سر عرش خدا نے
اپنے ید قدرت سے لکھا نام محمد ﷺ

یہ نقش اس مہر نبوت کا ہے۔ جو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثبت تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی والہانہ محبت جو غوث زماں موہڑوئی سے تھی، کے تحت آپ کے فیوض و برکات میں اضافت فیضان کے لئے جناب محترم ومکرم حضرت جناب ہاشم شاہ صاحب جو کہ اس وقت مسجد نبوی کے دروازے باب النساء کے دربانچی تھے۔ اس نقش مہر نبوت کے آستانہ عالیہ میں پہنچانے کے لئے خواب میں دیدار دیکر ارشاد فرمایا۔ چنانچہ جناب ہاشم صاحب نے

اپنے خوبصورت آقا حضرت محمد ﷺ کے حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے یہ تبرک نقش مہر نبوت دربار عالیہ میں پہنچانے کے بعد مدینۃ المنورہ میں واپس تشریف لے گئے۔

3۔ نعلین مبارک:

دربار عالیہ کا تیسرا تبرک سرکار مدینہ ﷺ کا نعلین مبارک ہے۔

جناب ملا جیون صاحب کے خاندانی وارثوں میں ان کے تیسرے رشتہ دار جناب قاضی چراغ الدین صاحب تھے۔ یہ قاضی صاحب موضع ناون شریف (ڈھوک چھلہ) نزد تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں آباد تھے۔ تبرکات مقدسہ کے تقسیم میں حضور ﷺ کا نعلین مبارک ۔ سینے بند برنگ سیاہ۔ کلاہ مبارک، رومال مبارک، حضرت مائی فاطمہؓ کا رومال مبارک، ایک عدد قلمی قرآن مجید اور کربلائے معلیٰ کا چھوٹا سا علم مبارک ان کے حصے میں آئے۔ ان تبرکات کے ذکر پہلے بھی کر دیا ہے۔

دربار عالیہ میں نعلین مبارک:

جناب پیر محمد زاہد خان صاحب خواجہ غریب النواز موہڑویؒ نصف صدی سے زائد عرصہ ہوا چاہتا ہے کہ جناب قاضی چراغ الدین صاحب کی اولاد سے یہ تبرک یعنی نعلین مبارک بڑے ادب و احترام اور پورے تعظیم وتکریم سے موضع ناون شریف سے دربار عالیہ موہڑہ شریف میں لائے تھے۔ آستانہ عالیہ میں جو نعلین مبارک ہے اس کے تسمے اور باقی ماندہ تبرکات مقدسہ موضع ناون شریف میں اب بھی موجود ہیں۔

نوٹ: **73** تبرکات مقدسہ کی تاریخی تحقیق اس ایک جبہ مبارک کی تاریخی تحقیق کی وجہ سے تحریر میں قدرتی طور پر آئی ہے جو آپ پیچھے ہذا کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔

ماخذ وحوالہ جات

1۔شرف علی یزدی ظفر نامہ تیموری: اس میں رقمطراز ہے کہ یہ تبرکات مقدسہ امیر تیمور نے دمشق اور ترکی سے حاصل کئے۔ بعد ازاں دہلی کا پہلا فرمانروا ظہیر الدین بابر انہیں ہندوستان لے آیا۔

2۔دربار عالیہ اوچ شریف: تبرکات مقدسہ کا تاریخی ثبوت دربار عالیہ اوچ شریف کے صاحبزادگان میں سے جناب پیر سید نور الدین صاحب نے فارسی زبان میں قلمبند کیا ہے۔ حضرت پیر سید نور الدین صاحب راجہ رنجیت سنگھ کے وزیر تھے۔ جن کی قبر مبارک فقیر خانہ میں تبرکات والے ایوان کے نچلے کمرے میں سات قبروں کے موجود ہے۔

3۔فقیر خانہ لاہور: یہ لاہور میں دوسرا بڑا میوزیم تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہاں 27 تبرکات موجود ہیں۔فقیر خانہ میں علاوہ ازیں چار ہزار کے قریب دیگر نوادرات کی تاریخی دستاویزات بھی موجود ہیں۔

4۔بادشاہی مسجد لاہور: بادشاہی مسجد لاہور کے صدر دروازے کی گیلری میں تقریبا 36 تبرکات مقدسہ موجود ہیں۔ جو کہ پاکستان کے محکمہ اوقاف کے معہ ان تبرکات کے تحریری کتبات تحویل میں ہیں۔ یہ تبرکات مقدسہ زیارت گاہ ہر خاص و عام ہیں۔

5۔تاریخ لاہور: سید محمد لطیف نے اپنی معروف تصنیف تاریخ لاہور میں بادشاہی مسجد کے احوال میں ان تبرکات کی تاریخ کو محفوظ کر دیا ہے۔ وہ کتاب تاریخ لاہور پاکستان کے محکمہ اوقاف کے سب سے بڑے افسر ڈائریکٹر محمد ولی اللہ خان صاحب

کے سب سے بڑے دفتر مال روڈ پر ہائی کورٹ کے عقب میں بنا ہوا ہے۔ موجود ہے۔ اور پڑھنے کے لئے مل سکتی ہے یہ تاریخی کتاب انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔

6۔اسلامی سائیکلو پیڈیا — مدیر سید قاسم محمود

7۔اردو جامع انسائیکلو پیڈیا — جلد اول از چیئرمین جسٹس ایس اے رحمان

8۔علماء ہند کے شاندار ماضی — حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب

9۔آستانہ عالیہ موہڑہ شریف

دربار عالیہ موہڑہ شریف کے تبرکات مقدسہ کے متعلق زبانی روایات اور واقعات جس طرح لب غوث زماں پیر محمد قاسم صادقؒ سے ادا ہوئے اور وہی الفاظ امام الصابرینؒ نے مولف تبرکات مقدسہ کو ارشاد فرمائے جو انہوں نے کتاب میں نقل کئے ۔ اور اسی تحریری شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ حضرت پیر محمد قاسمؒ کی دستار ولائیت اور ہزار دانہ کی تسبیح جو اپنے پیارے فرزند ارجمند پیر زاہد خان صاحبؒ کو عطا فرمائی تھی۔ وہ بھی ان تبرکات مقدسہ کے ساتھ موجود ہے۔

دین و دنیا میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے
مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دو
کہ بنا ہوا ہے بیدم اسی خاک آستاں سے

دعائے خیر

یا الٰہی ہاتھ اٹھاتا ہوں دعا کے واسطے
فضل کر اپنی ذات کبریا کے واسطے

جبہ مبارک آپ ﷺ صاحب لولاک کے
اور اس نقش مہر نبوت حضور پاک کے

نعل حضور پاک کی برکت سے دل ہمارے شاد کر
دستار پر انوار غوث زماں سے فیضاب و آباد کر

صدقہ دربار اقدس منبع فیض رساں
اور اس تخت ولائیت مسند غوث زماں

روضہ اقدس جو ہے پر نور نور مصطفیٰ
جو سر گاہ عاشقاں ہے مظہر نور خدا

صدقہ ان جملہ تبرکات کے میرے خدا
سب مسلمانوں کو مقام حبیب کبریا تو کر عطا

اپنے جملہ انبیا و اولیا کے واسطے
اور سب اصحاب حضور ﷺ کے واسطے

صدقہ حرم مقدس اور دربار رسول
حاجتیں پوری ہوں ساری اور دعائیں کر قبول

بیاں ہو کیسے ؟تیری منزل کی منزلت آقا
تیرے مقام سے اعلیٰ کوئی مقام نہیں

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

آپ کے سر اقدس یہ کمال تاج لولاک ہے
جبہ مبارک نورانی اور کتنی خوبصورت پوشاک ہے

کیفیات نقشبندیہ

نمبر شمار	اسم گرامی	سن وصال	مدفن	کیفیت
1۔	امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ	12 ربیع الاول 11ھ	مدینہ منورہ	جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔
2۔	حضرت ابوبکر صدیقؓ	23 جمادی الاول 13ھ	مدینہ منورہ	جو آدمی بغیر توشہ (نیک عمل) قبر میں چلا گیا اس کی مثال ایسے ہے جیسے دریا کا سفر بغیر کشتی کے کیا اور یہ ڈوبنے کی نشانی ہے۔
3۔	حضرت سلمان فارسیؓ	10 رجب 23ھ	مدائن	بہتر انسان وہ ہے جس کا قیامت کے دن نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔
4۔	حضرت امام قاسمؒ بن محمد بن ابوبکرؓ	24 جمادی الاول 101ھ	مدینہ منورہ	خلافت کا دوسرا نام تزکیہ نفس ہے۔
5۔	حضرت امام جعفر صادقؒ	10 رجب 128ھ	مدینہ منورہ	دروغ گو کو مسرت نہیں۔ حاسد کو راحت نہیں اور بدخلق کو سرداری نہیں۔
6۔	حضرت بایزید بسطامیؒ	14 شعبان المعظم 261ھ	بسطام	معرف الٰہی کی ذرہ سی لذت بہشت کے سو محلوں سے بہتر ہے۔
7۔	حضرت ابوالحسن خرقانیؒ	10 محرم 425ھ	خرقان	عالم علم کی اور زاہد زہد کی زیادتی چاہتا ہے اور میں مسلمانوں کے دل کی خوشی چاہتا ہوں۔
8۔	حضرت بو علی فارمدیؒ	4 ربیع الاول 477ھ	فارمد طوس	
9۔	حضرت بو یوسفؒ	27 رجب 535ھ	ہمدان فارس	
10۔	حضرت عبدالخالق	12 ربیع الاول 575ھ	غجدوان بخارا	نماز میں محویت کو خشوع کہتے ہیں۔
11۔	حضرت خواجہ عارفؒ	یکم شوال 616ھ	ریواگر بخارا	
12۔	حضرت خواجہ محمودؒ	17 ربیع الاول 715ھ		

13-	حضرت خواجہ علی رامیتنی	27 رمضان 721ھ	خوارزم فارس	ہاتھ میں کچھ نہ ہو، دل میں بھی کچھ نہ ہو تو ہو فکر محمود انصاف ہے۔
14-	حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ	10 جمادی الاخر 755ھ	سماس بخارا	
15-	حضرت سید امیر کلالؒ	5 جمادی الآخر 772ھ	سوخارا۔	
16-	حضرت پیران پیر بہاؤ الدین نقشبندؒ	3 ربیع الاول 791ھ	قصر عارفاں بخارا	حقیقت اخلاص بعد از فنا حاصل ہوتی ہے۔
17-	حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ	5 صفر 802ھ	توبھانیاں	مزارات مشائخ سے اس قدر فیض ملتا ہے جس قدر کسی کا اعتقاد ہو۔
18-	حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ	5 صفر 851ھ	موالنہر	
19-	حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ	29 ربیع الاول 895ھ	سمرقند	
20-	حضرت خواجہ محمد زاہد	یکم ربیع الاول 936ھ	وخش	
21-	حضرت خواجہ محمد درویشؒ	19 محرم الحرام 970ھ	سبزوار	

22-	حضرت خواجہ شاہ محمدؒ	22 شعبان 1008ھ	اکنگ سبز وار	اہل اللہ کے پاس خالصتاً للہ آنا چاہیے تا کہ ان کے باطن سے حصہ ملے۔
23-	حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ	25 جمادی الآخر 1012ھ	دہلی	
24-	حضرت مجدد الف ثانیؒ	28 صفر المظفر 1034ھ	سرہند شریف	سلوک میں تین مقامات (وجودیت، قلبیت، عبدیت)
25-	حضرت خواجہ شاہ حسینؒ	-	ترکستان	
26-	حضرت خواجہ عبدالباسطؒ	-	ترکستان	
27-	حضرت خواجہ عبدالقادرؒ	-	ترکستان	
28-	حضرت خواجہ سید محمودؒ	-	ترکستان	
29	حضرت خواجہ عبداللہ	-	ترکستان	
30-	حضرت خواجہ عنائیت اللہؒ	-	شاہ جہاں آباد	
31-	حضرت خواجہ حافظ احمد	-	بارا مولا کشمیر	

32۔	حضرت خواجہ عبدالصبورؒ	-	سرینگر کشمیر	
33۔	حضرت خواجہ گل محمدؒ	-	مانگی شریف مانسہرہ	
34۔	حضرت خواجہ عبدالمجیدؒ	-	کرناہ کشمیر	
35۔	حضرت خواجہ شاہ عبدالعزیزؒ	-	کٹھ پیران کشمیر	
36۔	حضرت خواجہ سلطان الملوکؒ	-	جنجاٹھ کشمیر	
37۔	حضرت خواجہ نظام الدینؒ	1892ھ	کہیاں شریف	حضرت نے اپنی زندگی میں چین ،ترکستان ، افغانستان،ترکی اور تمام ممالک اسلامیہ کا سفر کیا اور پندرہ سال حبشہ افریقہ میں تبلیغ اسلام کی۔

38۔	حضرت امام اولیاء محمد قاسم صادقؒ	20 نومبر 1943ء	موہڑہ شریف	ذکر اسم ذات اللہ ھو ہر سانس کے ساتھ اس طرح خیال سے پڑھو کہ سانس اندر جائے تو اللہ اور باہر نکلے تو ھو۔
39۔	حضرت امام الصابرین پیر محمد زاہد خان صاحبؒ	9 دسمبر 1993ء	موہڑہ شریف	جو تمہارے ساتھ برائی کرے تم اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ جو تمہیں کچھ نہ دے تم اسے سب کچھ دو اور ظلم کا مقابلہ صبر سے کرو۔
40۔	حضرت امام العارفین پیر آفتاب احمد قاسمیؒ	25 مئی 1992ء	موہڑہ شریف	مرشد کامل کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی مرید منزل مقصود کو پہنچتا ہے۔
41۔	حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ موہڑہ شریف	-	موہڑہ شریف	امت مسلمہ کے تمام مسائل کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔
42۔	پیر احمد فاروق زاہد ولی عہد دربار عالیہ موہڑہ شریف	-	موہڑہ شریف	خدمت خلق ایک ایسا شعار ہے جو خالق کائنات کو از حد محبوب ہے۔

اوراد و وظائف

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ موہڑہ شریف کے معتقدین و مریدین اور راہ وفا کے ساتھیوں کو چاہیے۔ کہ معمولات کی پابندی کریں ۔ نماز کی پابندی میں ہی طریقت کے فیضان کی ضمانت ہے۔ ہر نماز کے بعد وظائف کے علاوہ مراقبہ،اسم ذات اللہ ھو، سانس کے ذریعہ پڑھیں۔ اس سے روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور ذکر بالجہر بھی کریں۔

بعد نماز فجر

درود شریف **11** بار سورہ فاتحہ **21** بار سورۂ اخلاص **11** بار مراقبہ دعا

بعد نماز ظہر

یاحی یاقیوم آئیت کریمہ **100** بار مراقبہ دعا

بعد نماز عصر

یا حفیظ **300** بار اول و آخر درود شریف لا الہ الاھو **100** بار مراقبہ دعا۔

بعد نماز مغرب

نفل اوابین چھ رکعت ہر رکعت میں تین تین بار سورہ اخلاص ۔ اللہ الصمد **100** بار۔ مراقبہ دعا۔

بعد نماز عشاء

درود شریف جس قدر ہو پڑھیں اس سے روحانی ترقی ہوتی ہے۔ پورا وظیفہ **1000** بار یہ نہ ہو **500** بار کم از کم **110** بار ضرور پڑھیں

ذکر بالجہر لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ

اللہ ھو اول و آخر درود شریف

ذکر خفی:

سانس اندر جائے تو اللہ باہر آئے تو ھو اس کو مراقبہ کہتے ہیں جس قدر ہو سکے کریں درود شریف۔ دعا

نماز اشراق:

طلوع آفتاب کے وقت دو دو رکعت کر کے چار رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھیں۔

نماز چاشت:

جب سورج روشن ہو جائے اور زوال سے پہلے دو دو رکعت کر کے آٹھ رکعت پڑھیں ہر رکعت میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھیں۔

ختم مجددی

اعلیٰ حضرت قبلہ عالم سجادہ نشین اعلیٰ مدظلہ العالی سے اجازت لیکر پڑھیں۔

1۔ درود شریف مع بسم اللہ شریف — 100 بار

2۔ آیت کریمہ یا حی یا قیوم لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین — 500 بار

3۔ درود شریف 100 بار مراقبہ ومختصر دعا

4۔ درود شریف — 100 بار

5۔ لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم — 500 بار

6۔ درود شریف — 100 بار

7۔ یا الله یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم — 100 بار

8۔ درود شریف — 100 بار

9۔ سلام قولا من رب الرحیم — 100 بار

10۔ درود شریف — 100 بار

مراقبہ و دعا

ذکر بالجہر

نفی اثبات	لاالہ الا اللہ
تکرار اثبات	الا اللہ الا اللہ
اسم ذات	اللہ ھو

ذکر خفی

اسم ذات: سانس کے ذریعے اللہ ھو۔ سانس اندر جائے اللہ۔ باہر آئے تو ھو۔

شجرہ شریف اور دعائے خیر ختم شریف

1- سورہ حشر آخری رکوع

2- سورہ کافرون

3- سورہ اخلاص (3 بار)

4- سورہ الفلق

5- سورہ والناس

6- سورہ فاتحہ

7- سورہ البقرہ (ھم المفلحون تک)

والھکم الہ واحد لاالہ الا ھوالرحمن الرحیم. ان رحمته الله قریب من المحسنین . وما ارسلنک الا رحمته اللعلمین ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبین. و کان الله بکل شی علیما. ان الله و ملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما! درود شریف. اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم.

8- شجرہ شریف اور دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دعائے خیر۔

ختم خواجگان نقشبندیہ

1۔	سورہ فاتحہ	7 بار	2۔	درود شریف	100 بار
3۔	سورہ الم نشرح	79 بار	4۔	سورہ اخلاص	100 بار
5۔	درود شریف	100 بار	6۔	سورہ فاتحہ	7 بار
7۔	یا کافی المھمات	100 بار	8۔	یا حل المشکلات	100 بار
9۔	یا رافع الدرجات	100 بار	10۔	یا دافع البلیات	100 بار
11۔	یا قاضی الحاجات	100 بار	12۔	یا شافی الامراض	100 بار
13۔	یا منزل البرکات	100 بار	14۔	یا مجیب الدعوات	100 بار
15۔	یا مفتح الابواب	100 بار	16۔	یا مسب الاسباب	100 بار
17۔	یا دلیل المتحیرین	100 بار	18۔	یا خیر الناصرین	00 بار
19۔	یا عیاث المستغیثین	100 بار	20۔	اغثنی یا رسول اللہ	100 بار
21۔	یا ارحم الراحمین	100 بار	22۔	آمین آمین	

سورہ فاتحہ 1 بار سورہ اخلاص 3 بار

حلقہ ہائے ذکر وفکر اور دعائے حاجات بتوسل شجرہ شریف اور صلوۃ وسلام

مسنون دعائیں

1۔ گھر میں داخل ہونے کی دعا:

اللھم انی اسئلک خیر المولج و خیر المخرج بسم اللہ ولجنا و علی اللہ ربنا توکلنا ۔ (مشکوۃ)

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گھر میں داخل ہونے کی خیریت کا اور گھر سے نکلنے کی خیریت کا۔ اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوتے ہیں۔ ہم اور اپنے رب ہی پر بھروسا ہے۔''

2۔گھر سے نکلنے کے بارے روایت:

یہ روایت مفتی احمد عزیز اللہ صاحب آف دینہ نے بیان فرمائی کہ جب گھر سے کسی اہم مشن یعنی جہاد وغیرہ پر نکلو تو گھر کے دروازے پر صرف لا الہ الا اللہ لکھو اور دعا کرو کہ مولا اگر میں خیریت سے واپس آ گیا تو محمد رسول اللہ لکھوں گا تو فرشتے اس کی حفاظت پر معمور ہو جاتے ہیں اور انشاء اللہ وہ بخیرت گھر واپس آتا ہے۔ کیونکہ اللہ کو اپنے محبوب کا نام اپنے نام سے جدا پسند نہیں۔

3۔کھانا شروع کرتے وقت:

بسم اللہ و علی برکت اللہ (مستدرک حاکم)

''ساتھ نام اللہ کے اور اللہ کی برکت کے (ساتھ کھاتا ہوں)''

4۔کھانا کھا چکنے کے بعد:

الحمد اللہ الذی اطعمنا و اسقانا و جعلنا من المسلمین۔ (مشکوۃ)

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور بنایا ہمیں مسلمانوں میں سے۔''

5۔نیند سے بیدار ہوتے وقت:

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور (بخاری)

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا مارنے کے بعد اور اس کے پاس (قیامت کے دن) جمع ہونا ہے۔''

6۔قضائے حاجت کے لئے:

اللھم انی اعوذ بک من الحبث و الحبائث (ابوداؤد)

''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے۔''

7۔قضائے حاجت کے بعد:

الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی و عافانی (مشکوۃ)

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دور کیا مجھ سے تکلیف کو اور عافیت بخشی مجھے۔''

8۔گھر سے نکلتے وقت:

بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ (ترمذی)

''اللہ کے نام کے ساتھ میں (گھر سے نکلتا ہوں) میں اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں نہیں ہے طاقت (گناہوں سے بچنے کی) اور نہیں ہے قوت (نیکی کرنے کی) مگر اللہ ہی کی مدد سے۔''

9۔بازار جاتے ہوئے:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی و یمیت و ہو حی لا یموت بیدہ الخیر و ہو علی کل شی قدیر (ترمذی)

''نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے نہیں ہے کوئی شریک اس کا اُسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے ہے ہر طرح کی تعریف وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

10۔کثرت سے پڑھیں:

سبحان اللہ و بحمدہ وسبحان اللہ العظیم (بخاری و مسلم)

''اللہ پاک ہے ساتھ اپنی تعریف کے۔ اللہ پاک ہے عظمت والا۔''

11۔بے قراری اور بے چینی کے وقت:

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور اے تھامنے والے میں تیری رحمت کی درخواست کرتا ہوں۔

12۔ کلمہ طیبہ کا ورد کثرت سے کریں:

لا اله الا الله محمد رسول الله

13۔ درود شریف کثرت سے پڑھیں:

اللهم صل علی محمد و علی ال سیدنا محمد و بارک و سلم

14۔ نیا چاند دیکھ کر:

اللهم اهله علینا بالا من و الایمان و السلامه و الاسلام ربی و ربک الله

(ترمذی)

"اے اللہ نکال تو اس چاند کو ہم پر ساتھ امن اور ایمان اور سلامت اور اسلام کے (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔"

15۔ باران رحمت کے لئے:

اللهم اسق عبادک و بهیمتک والسنور رحمتک واحی بلدک المیت (مشکوٰۃ)

"اے اللہ پانی پلا اپنے بندوں کو اپنے چوپایوں کو اور پھیلا اپنی رحمت اور زندہ کر دے اپنے مردہ شہر کو۔"

16۔ طوفان بادوباراں سے پناہ کے لئے:

اللهم لا تقتلنا بغضبک و لا تهلکنا بعذابک و عافنا قبل ذلک۔

"اے اللہ نہ مار ہمیں اپنے غضب سے اور نہ ہلاک کر ہمیں اپنے عذاب سے اور عافیت دے ہم کو قبل اس کے۔"

17۔ ظالم کے شر سے بچنے کے لئے:

لا اله الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین۔ پڑھیں بلکہ زیادہ مشکل کے وقت ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھا جائے۔ ایک ہی نشست میں تو اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

18۔ اولاد صالح کے لئے:

رب هب لی من لدنک ذریۃ طیبة انک سمیع الدعا (سات بار پڑھا کریں)۔

19۔ بے حد مشکل کام میں:

سورہ فاتحہ فجر کی نماز کی سنت ادا کرنے کے بعد اور فرض ادا کرنے سے پہلے یعنی سنت اور فرضوں کے درمیان سات بار پڑھیں اس وقت تک جب تک مقصد حاصل نہ ہو جائے۔ بیہقی میں روایت ہے کہ صحابہ اکرام سانپ، بچھو کے کاٹے پر فاتحہ پڑھ کر دم کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اس کو جائز کہتے۔

20۔ دشمنی کے شر سے بچنے کے لئے سورہ فتح ایک بار روزانہ پڑھیے انشاء اللہ اثر ہو گا۔

21۔ چار قل پڑھنے والے پر جادو کا کبھی اثر نہ ہو گا۔ ہر روز نہ ہو تو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کریں۔

22۔ ہر جمعہ کو گیارہ بجے دوپہر سورہ کہف (ایک بار) پڑھا کریں۔ انشاء اللہ بہت فائدہ ہو گا۔

23۔صلوٰۃ التسبیح:

یہ چار رکعت نماز حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو تعلیم فرمائی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسے ہر روز پڑھو۔ اگر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کرو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کرو۔ اس کا بڑا اجر وثواب ہے۔ نام اس کا صلوۃ التسبیح اس لئے ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل تسبیحات خصوصیت سے پڑھی جاتی ہیں۔

کلمات تسبیح

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (شکوہ باب العلوم)

پڑھنے کا طریقہ:

1۔ قیام میں ثنا تعوذ تسمیہ کے بعد قرات سے پہلے 15 مرتبہ اور قرات کے بعد 10 بار

2۔ رکوع میں تسبیح کے بعد 10 بار

3۔ قومہ میں تسمیع وتحمید کے بعد 10 بار

4۔ پہلے سجدہ میں تسبیح کے بعد 10 بار

5۔ جلسے میں بیٹھ کر 10 بار

6۔ دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد 10 بار اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے قیام کی حالت میں آ جائیں اور دوسری رکعت اسی طرح پوری کریں۔ تیسری رکعت میں پہلی رکعت کی طرح اور چوتھی رکعت میں دوسری رکعت کی طرح

پڑھی جائے۔ اس طرح ہر رکعت میں 75 بار اور چار رکعتوں کو ملا کر 300 بار تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ وابستگان طریقت نقشبندیہ مجددیہ مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف کوہ مری کو ایک نظام کے تحت چلنا ہو گا۔ ہر مرید کو قرآن وسنت کا عملی پیکر بننا چاہیے۔ ہمارا منشور جو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مبلغ اسلام الحاج پیر اولیاء بادشاہ فاروق صاحب سجادہ نشین اعلیٰ مرکزی دربار عالیہ نے ہمیں دیا ہے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

تزکیہ ،ذکر اللہ، قیام صلوۃ، ادائیگی ، فرائض عشق مصطفی ﷺ صراط الجنہ ہے۔ سادگی ،خلوص ،ایثار،تدبر،عمل خیر مسلمان کی رضا کارانہ پہچان ہے۔

ختم قاسمی

یہ ختم حضور غوث زماں موہڑوی ارشاد فرماتے تھے :

1۔ سورہ فاتحہ بمعہ بسم اللہ شریف — 7 مرتبہ

2۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ شرفنی بجمالک — 100 مرتبہ

3۔ یا حی یا قیوم — 1000 مرتبہ

4۔ درود شریف بمعہ بسم اللہ شریف — 100 مرتبہ

5۔ سورہ فاتحہ بمعہ بسم اللہ شریف — 7 مرتبہ

6۔ الغنی یا غیاث المستغیثین بحرمت خواجہ محمد قاسم نقشبندی مجددی — 100 مرتبہ

7۔ مراقبہ اور دعائے خیر۔

شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ قاسمیہ، زاہدیہ، فاروقیہ موہڑہ شریف

قاسم الانوار زاہد کا یہی دربار ہے
نور سے پر نور اور فیض کا گلزار ہے

اے کہ طالب گر تجھے فضل خدا کا درکار ہے
خاکپائے موہڑوی بن جا تو بیڑا پار ہے

ہوتا اسی کو ہی حاصل لذت دیدار ہے
جو کہ صدق دل سے اس در کا سگ دربار ہے

رحمتیں برسا خدایا اپنی رحیمی کے لئے
مشکلیں آسان کر اپنی کریمی کے لئے

فضل تیرا ہر گھڑی درکار ہے
تو کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

فضل کر یارب تو ذات کبریا کے واسطے
سید کونین شاہ انبیاء ﷺ کے واسطے

حضرت صدیق اکبر خواجہ سلیمان کے طفیل
خواجہ قاسم ، خواجہ جعفرا صادق پر ضیا کے واسطے

مشکلیں آسان کر اور دے صراط مستقیم
بایزید و بو الحسن شاہ بوالعلا کے واسطے

خواجہ یوسف،خواجہ خالق خواجہ عارف کے لئے
حب احمد کر عطا ان باصفا کے واسطے

خواجہ محمود و علی بابا سماسی و کلال
محو رکھ توحید میں ان اولیاء کے واسطے

شاہ بہاؤ الدین قبلہ حضرت شاہ نقشبند
دین و دنیا کر عطا اس پیشوا کے واسطے

شاہ علاؤ الدین یعقوب و عبید اللہ شاہ
خواجہ زاہد خواجہ درویش با خدا کے واسطے

خواجہ امکنگ باقی باللہ جو تجھے محبوب ہیں
مشکلیں حل کر میری ان پارسا کے واسطے

شاہ مجدد الف ثانی والئی سر ہند شریف
عشق احمد کر عطا اس بادشاہ کے واسطے

شاہ حسین ، عبدالباسط و عبدالقادر پیشوا
خواجہ محمود خواجہ عبداللہ علی کے واسطے

شاہ عنایت اللہ صاحب حافظ و عبدالصبور
گل محمد مانکی والے شہا کے واسطے

خواجگان عبدالغفور عبدالمجید عبدالعزیز
شاہ ملوک عاشق ذات خدا کے واسطے

شاہ نظام الدین قبلہ والئی کہیاں شریف
نور کی سرکار اس مشکل کشا کے واسطے

رونق بزم طریقت والئی موہڑہ شریف
بابا جی خواجہ قاسم اما م اولیاء کے واسطے

قطب عالم باقی باللہ خواجہ زاہد ولی مسند نشین
حجتہ اللہ خان صاحب پیر کامل پیشوا کے واسطے

مجھ کو جن کے فیض سے تیرا تعلق ہے عطا
مرتبہ ان کا بڑھا بدرالدجیٰ کے واسطے

چشمہ فیض طریقت خواجہ آفتاب احمد ولی
صبغتہ اللہ قاسمی پیر ہدا کے واسطے

قلب نورانی ہو حاصل ہوں مفاتیح غیوب
حضرت خواجہ پیر اولیاء بادشاہ فاروق سلطان الاولیاء کے واسطے

ہو عطا رحمت، ہدایت، حب محبوب خدا
کہیاں ، موہڑے والے ہر دو پیشوا کے واسطے

رکھ مجھے مقبول اور محبوب بندوں میں خدا
معرفت کا نور دے شمس الضحیٰ کے واسطے

ان مشائخ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں اے خدا
فضل کر یا رب تو ان سب اولیاء کے واسطے

یا الٰہی ہو ہمیشہ صد درود و صد سلام
سیدا لکونین شاہ انبیاء ﷺ کے واسطے

ان اللہ و ملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما ہ اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم یا الهی خسته حالم رحم کن بر حال ما اتقا دارم بفضلت نیست خیر تو آل ما گشته طاعتم قلیل گناه اعمالم کثیر فعف عنی کل ذنب بحر اصحاب العلی از کرم معمور دار و کن منور قلب ما بحر حضرت اولیاء بادشاه مدظله مرشد ما

فارسی منظوم شجرہ خاندان عالیہ نقشبندیہ، قاسمیہ
،زاہدیہ، فاروقیہ موہڑہ شریف

خواجہ محمد آفتاب احمد صبغۃ اللہ پیر ہدیٰ
غوث المعظم حضرت غریب النواز

خواجہ محمد زاہد خان سراپا نور مصطفیٰ
ماسو اللہ دور کن از قلب ما

بحر حضرت خواجہ محمد قاسم صادق حبیب کبریا
قبلہ عالم نظام الدین سلطان الملوک

حضرت عبدالعزیز عبدالمجید اتقیاء
گل محمد خواجہ عبدالصبور اہل ذوق

حافظ احمد شاہ عنائیت عبداللہ با وفا
خواجہ محمود و قادر باسط و شاہ حسین

شیخ احمد سرہندی مجد د باقی اہل بقا
شاہ محمد املنگی درویش و زاہد بے ریا

خواجہ احرار شاہ یعقوب پر ضیاء
شیخ علاؤالدین خواجہ نقشبند و شاہ کلال

حضرت بابا سماسی و بو علی با سخا
حضرت محمو د و عارف عبدالخالق با کمال

خواجہ بو یوسف و شاہ و بو علی اصفیا
ابوالحسن خرقانی بایزید مین جاں

جعفر صادق امام قاسم صدق و صفا
حضرت سلیمان آں صدیق اکبر یار غار

سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ نور خدا
کن منور قلب ما از نیر، عرفان خویش

بحر ذات پاک حق اے خالق ارض و سما

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا
تسلیما ہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم

شجرہ شریف بزبان پنجابی ارواحیہ خاندان عالیہ
نقشبندیہ، قاسمیہ، زاہدیہ، فاروقیہ موہڑہ شریف

بخش اجر اس ختم دا یارب نبی مختار نوں
ہادی خلقت محمد ﷺ سید الابرار نوں
بخش دے اپنے تھیں یا الہ العالمین
آل نوں اصحاب نوں ہر اک نبی دے یار نوں
حضرت صدیق نوں اس ختم تھیں بخش ثواب
حضرت سلیمان ہور قاسم پیارے یار نوں
جعفر الصادق ولی ہور اولیائے بایزید
بوالحسن خرقانی نیکو کار نوں
شیخ کامل خواجہ احمد اور حضرت بو علی
خواجہ یوسف ہمدانی کامل مرد بزرگوار نوں
عبدالخالق غجدوانی نوں پہنچا یا رب ثواب
حضرت عارف محمد پیر پر انوار نوں

خواجہ محمود الخیر حضرت علی رامیتنی
بخش دے بابا سماسی صاحب اذکار نوں
بہرہ وراس ختم تھیں کر اے خدا میر کلال
نقشبند خواجہ بہاؤالدین اپنے یار نوں
حضرت یعقوب چرخی ہور عبیداللہ نوں
حضرت خواجہ محمد زاہد تابعدار نوں
خواجہ درویش محمد ہور حضرت امکنگی
خواجہ باقی باللہ صاحب واقف اسرار نوں
خواجہ شیخ احمد مجدد الف ثانی راہنما
بخش یارب فضل تھیں شاہ حسین اپنے یار نوں
حضرت عبدالباسط خواجہ عبدالقادر پیشوا
پیر خواجہ سید محمود کامل اپنے عاشق زار نوں
خواجہ عبداللہ اور خواجہ عنایت اللہ راہنما
پیر حافظ احمد کامل مرد نیکو کار نوں
خواجہ عبدالصبور پیر خواجہ گل محمد مانگ لی شہ
بخش حضرت عبدالغفور شاہ بزرگوار نوں
خواجہ عبدالمجید خواجہ عبدالعزیز نوں پہنچا ثواب اس ختم دا
حضرت خواجہ شاہ ملوک نور دی سرکار نوں
حضرت خواجہ نظام الدین کہیاں والی سرکار
ہمہ خواجگان نقشبنداں مرد کاملاں پر اسرار نوں

مرشد اعظم خواجہ قاسم موہڑوی امام اولیاء

نالے بخشیں آپ دی اولاد پر انوار نوں

غوث المعظم غریب النواز خواجہ محمد زاہد خان

امام العارفین پیر آفتاب قاسمی تابعدار نوں

پیر اعظم خواجہ پیر اولیاء، بادشاہ تے کر کرم اپنا ذوالجلال

بخش برکت آپ دی اولاد پر انوار نوں

بخش دے اپنے کرم تھیں اے الٰہ العالمین

تا قیامت قائم رکھ موہڑہ شریف دے پاک دربار نوں

ان اللہ و ملئکته يصلون على النبى يا ايها الذين امنوا صلوا عليه و سلمو

تسليما ہ اللهم صل على محمد و على آل محمد و بارک و سلم

